

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232186

UNIVERSAL
LIBRARY

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پہرین دفعہ حضرت شیخ محمد امین کتابت خانہ مظہر نظر اولی الابواب سے

کتاب الکتب والامثال
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
کتاب الکتب والامثال
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مشتمل ہے حضرت شاہ کرم کریم ان کے سب سے اعلیٰ حضرت جامع نورانی

مطبع علیہ السلام
درجہ پنجم اولیٰ

اجمال احوال برکت اشتمال حضرت مؤلف جامع الکمال علیه رحمة الله المتعال

شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره

زمره شہتہارش گوسن جہانیان الاناحتہ و خانہ مورخان بجزیر مناقب بپوشن اجمالاً تفصیلاً و
سطری چند بلوچ شلی نفسی کرده در قہزار فیض الانوارش تعبیر کرده اند درین جریدہ بر عباد الحق کفای

— و آن این است —

مجلد از احوال کرامت منوال این شیخ وقت مقتدای ما ان حصا المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ
و استخوانک ابوہادی شعور بطالحق طلب علم کرستہ نزدیک باطن بلوغ اکثر علوم دین تحصیل کرد و در سن
ست و دسار بمکہ **مبارک** شہدہ کلام مجاہدہ برگزیدہ فرسند افادہ داشت ہم در غفوان جو آجا ذبیہ **اللہ**
در رسید یکبار دل از بار و بار برکنند متوجہ حرمین محترمین گشت در دیدن آن مقامات شریفہ اقامت در زید
با قطب ان داوکیا کبار صحبتہا شد بود اربع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت علاوہ آن
تکمیل فن حدیث نموده با برکات فرادان بموطن بلون مراجعت فرمود و در پنجہ و در سال بحیث
و باطن ممکن یافته تکمیل فرزند ان طالبان بجا آورد و در نشر علوم سیمای علم شریف حدیث برداشتہ
بہ پنجہ کرد در دیار بحسب احرسہ از علمای متقدمین و متاخرین دست نداده بہت محنت
و مستثنی گردید و در فنون علمیہ خاصہ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانکہ علیکم
زمان عشتنا بان در زیدہ دستور عمل خود دارند و اہل دانش از خواص و عوام بجا
خریداری می نمایند تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بصدد مجلد و حسب شمار
ابیات بہ پانصد ہزار رسیدہ بہت در محرم ۹۵۰ ہجری این نور اتم بہر تو ظہور بعالم مختصر
داد و در ۹۵۲ ہجری بہ تمام آگہی گشت اوہ پیشانی بعالم قدس خرم بعد تاریخ ولادت شیخ ابوہادی

و تاریخ رحلت فخر العالم بہت نقطہ (بکذا فی کتاب ماثر الکرام)

فہرست اسامی رسائل و مکتوبات شریف حضرت سید الحدیث شیخ عبدالحق مجتہد کے اساتذہ کرام

نمبر	صفحہ	نام رسالہ	اس مکتوب الہم	صفحہ	نام رسالہ	صفحہ
۱	۳	سلوک طریق اہلجام عند فقد التزمیۃ بالاصطلاح	مجتہد خواجہ محمد باقر	۱۸	۴۱	سلوک و تربیت السبل الی سید اکبر بڑواں صاحب
۲	۷	جدول الطریقۃ کاشف الحقیقۃ تبیین الطریق لاہل الارادۃ	ایضاً	۱۹	۹۶	قیل و قال فی التفسیر والادب علی مکتبہ دارالافتاء
۳	۱۳	بالتزام وظایف الخیر والعبادۃ	ایضاً	۲۰	۹۸	تخصیص التقدیم علی الاصطلاح
۴	۱۹	تفسیر الہدی شفا و الاہتمام والاعمال	ایضاً	۲۱	۹۹	تجدید الذکر فی بیان حقیقۃ شکر
۵	۱۹	تحصیل الکمال لابن بادشاہ و الفکر الہدی	ایضاً	۲۲	۱۰۲	اتحاف اللجبیان حدیث الحجۃ
۶	۲۸	قرع الساع	ایضاً	۲۳	۱۰۶	تذکرہ الاخلاص والنجی عن صیغۃ الاخلاص
۷	۴۲	ورجوع الامم بالاستقامۃ علی الورد	ایضاً	۲۴	۱۰۸	تسمیۃ الخیر لرفع الغیبر
۸	۴۷	رتبۃ الانصاف والاعتدال فی حقہا	شیخ محمد نیاز محمد	۲۵	۱۱۱	کشف التباس من الایمان
۹	۵۱	ایراد العبادۃ الفصیحۃ فی شرح حلیہ السلام الدین النبی		۲۶	۱۱۵	سلوک طریق ہنوح علی بن الورد
۱۰	۵۹	اقامۃ المرسم فی اعمال المومنین		۲۷	۱۱۸	کشف التباس من تحقیق کلام الانبیاء
۱۱	۶۳	تطویر الایمان من حقہ و احوال		۲۸	۱۲۱	تذکرہ الاخلاص والتبذیر والاکتفا
۱۲	۷۰	اختیار الافراد فی التعلیم و التفتیح		۲۹	۱۲۵	تحقیق الایمان قبول ایمان الایمان
۱۳	۷۳	تحصیل المطلبیات بطریق المجویب		۳۰	۱۲۶	درجۃ الفانی فی الدنیا بانیہ من الایمان
۱۴	۷۷	تذکرہ ولی الاحلام بان اللذات لیس فی کلہا اللذات		۳۱	۱۵۲	سلوک عزیز محمد بن حقیقۃ الیضا و الایمان
۱۵	۸۱	رفع حصر الایمان بضعف المشیب		۳۲	۱۵۷	مشاہدۃ الابراہیم التعلیمی والاشیاء
۱۶	۸۳	تقسیم الامم علی اربعہ اقسام		۳۳	۱۶۰	اعتظیم لافزادہ و شفقت علی مخلص ہر
۱۷	۸۷	تبدیل افغانین لافغانیہ و اربابہا		۳۴	۱۶۶	بازیہ الامم الی التمسک بالہدیہ و الایمان
				۳۵	۱۷۲	تنبیہ الی الایمان بطریق علی الاصول
				۳۶	۱۷۴	ہتین اس قرآن شریف شرح و دعا نس
				۳۷	۱۸۲	تجانیۃ قہر عقبہ بس الملوک و ربیع
						دعوات القنوت

بڑواں صاحب

بڑواں صاحب

بڑواں صاحب

الہر بادشاہ

ردیف	نام رساله	تعداد	تاریخ	نام رساله	تعداد
۲۸	تحصیل البرکات بین سلفه التوحید	۲۸۸	۵۳	تحصیل البرکات بین سلفه التوحید	۲۸۸
۲۹	تشریح الفرائض و سلفه التوحید	۲۹۵	۵۵	تشریح الفرائض و سلفه التوحید	۲۹۵
۳۰	شرح کسب الابرار طبعه علی	۲۹۸	۵۴	شرح کسب الابرار طبعه علی	۲۹۸
۳۱	ملاقات القلوب الارواح	.	.	مکملہ	۱۹۹
۳۲	ذکر الاحوال والاوقال منبہتہ علی عاقبتہ	۲۴۲	۵۷	تذکرہ لغیر لکھنؤ لکھنؤ	۲۰۰
۳۳	طریق الاستقامت والاعتدال	.	.	شرح مصدر	.
۳۴	تحصیل الغنائم والبرکات شصیر	۲۸۳	۵۸	تذکرہ الایمان فی ایجاب شکر الزید	۲۰۹
۳۵	سورۃ والعاذیات	.	.	شرح شکر الخیر والحمد والتوحید	.
۳۶	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۸۶	۵۹	تحقیق الادب والاسناد و بیان الاحوال	۲۱۰
۳۷	ولد سعاد بن جبل	.	.	والغالب الاستعداد	.
۳۸	ایراد العبادت الی اہل الاشیاء	۲۸۸	۶۰	تذکرہ الایمان فی ایجاب شکر الزید	۲۱۱
۳۹	الانطلاق لک الشاکر علی الابرار	۲۸۹	۶۱	شرح شکر الخیر والحمد والتوحید	۲۱۶
۴۰	انہما اتفق والاضطر ان یضربا	۲۹۲	۶۲	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۱	بلا اریباب	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۲	توصیۃ الاخوان الی صبر علی خیار الابرار	۲۹۶	۶۳	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۳	طلب فی تصدق سفر لاہور	۲۹۹	۶۴	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۴	سلوک لطریقہ طبعہ علی غنیمۃ	۳۰۷	۶۵	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۵	تذکرہ الابرار بین المسائل	۳۱۰	۶۶	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۶	وجدان البرد بآشام الزرد	۳۱۶	۶۷	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۷	شرح مکتوب العافیین من الیامین	۳۱۸	۶۸	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۸	تذکرہ الابرار	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۴۹	تذکرہ الابرار	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۵۰	تذکرہ الابرار	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۵۱	تذکرہ الابرار	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۵۲	تذکرہ الابرار	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶
۵۳	تذکرہ الابرار	.	.	شرح مکتوب النبی الامل فی لغزیتہ	۲۱۶

تذکرہ الابرار

حَامِلًا وَصَلِيًّا وَمُسْتَلِيمًا
التَّمَّاس

اما بعد جناب میرزا نایب اولی الالباب مخفی نماید که این کتاب مستطاب مجموعہ رسائل مشایخ حضرت سید علی محمد
سید عظیمین قدوة المذتبین زبدة السالکین عارف جلیل جرنیل مصدوق علمای امتی کا بنیاد بنی اسرائیل برگزیدہ
ذباب بزرگ و جد حضرت شیخ اجل ابو الجود محمد باقر محدث دہلوی بخاری روح البدر روح واصل البنا برکاتہ و نوره
فصل بر شصت و ہشت رسالہ کہ ہر یکہ از ان بجا خود س کما بہت نافع مسائل مفیدہ شریعت و جامع فوائد گزیر طاعت
دستہ کرات ایمان اسلام و ہدایات مشکائے رابع و احکام و موظہبت اعمال و مراسم و التزام اشغال ہر موسم و مراقبت طاعت
وادارہ و دست توجہ و استقامت و صلاح مبدا و معاد و صبر و بلا و تقویہ در جفا و صفا بقصدار و فقر و غنا و خوف و رجاء
و بقار و حال قال ارادت و سماع و محبت و اتباع و رعایت و شفقت و مجاز و حقیقت و ذکر و فکر و ذوق و شوق و طریقت
در شیخ و ہدایات کلام مشایخ و شرح و حکا فنون و احتمات و بیان معانی و کائنات و العادیات طالبان اہل حق را جامعیت
قوم و سالکان طریقین داخلہ میں مستقیم نتیجہ انوار توجہ و شہود و شمر آثار ذوق و حضور کہ مطالعہ انور میں فیکر
و حضور و دیگر آرد چنانچہ در بعضی از رسائل این مجموعہ وصیت ہدایت خواندش فرمودہ اندہ حیث قال بعضی کتاب
انہا الطالیقہ العقبانی کل یوم مرتین اور ہر الاغنی جمعہ قدر بعضی از ان فرمودہ کہ نافع ترین کار ہر دین زادہ مطالعہ
کتاب قوم است کہ در باب انصاف و تہذیب نفس فرمشتہ اند طالبان خیر و طالبان کار را بے موثر و مفید آفتد و باعث
عمل الخیر و گرداند و عقدا یا مانی را تازگی و نوئی بخشد و بجا دیگر بحق ہمین مجموعہ کتابتیں فرماید کہ شرکت حریص است
دویم ہنشتہ است شاید در وقتی سختی گوید کہ بکار آید و در دل نشیند اگر گاہی انجوعہ را گاہی میگردہ و پشندہ در یاد
گاہی ہر باشد وصیت میکنم کہ یکبار از اول تا آخر حرف بحرف عبور نمایند کہ روی بجا با را بہت و در طبیعت
گوارامی دارد و اگر در اوقات خلوت جلسہ وقت و آنہیں حال سازند ذوقی دیگر لذتے دیگر خواہد آورد و استہم
و حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نامے تالیفات محفوظہ البرکات حضرت شیخ اجل قدس سرہ را ہم از عہد برکتش آندیہ
کرتہ و شہرتے و قبوتے عظیم و عظیم ارزانی فرمودہ کہ ہر نقطہ از رشحات خالصہ بارشش و قلب اہل علم و دین
چون نقطہ سوزد و دلشیں آندہ و در چشم ارباب بصیرت ما شہ مردم دیدہ و جاگزین گشتہ چنانچہ از لوح مبارک فیاض افکند
کہ در سرفاز این نسخہ مطبوعہ منقول سیدہ شاہ عادل برین مدعاست این عبارت کہ منہ معلوم سہما علم شریعت
پر داختمہ پنجمیکہ در دیار بجمادی را از حکما متقدمین و متاخرین دست زادہ است ممتاز ہستہ گویہ و در فزون جلیقہ
فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانکہ تکلمان اعتقاد بلان و زبیرہ دستور لعل خود دارند و اہل لیل انحراف عموم
سجان خریداری می نمایند انھما این فیاض را الاہل از تصغیر و کبیرہ جلد و مجتہد با بیات بیان نصیحتہا فرسیدہ ہست ہنوی
و این قبول عامہ جوہر جہ بفضل حضرت پروردگار صورت یافتہ است از شی شہر بقبول کسی اوست و سنہت
مرا خاطر اندہ دست گسست + باجموعہ او مجموعہ کتب و تالیفات شریف حضرت ایشان درین جزو زمان کیا شدہ بود و بار

Checked 1958

تعمیر فائده اہل دانش و دین و ہم تعمیل نصیحت و ارشاد جناب مولف زبدۃ العالیین قدس سرہ کہ فرمود در نشر و
تعمیر مولفات فقیر فقیر از خود رائے نباشند الی آخرہ - با وری توفیق تیز روانی و نایب آسمانی خود قسم کہ این
شاہ بہمنی را بجلدیہ طبع محکم کردہ شود بنا بر آن بعد تلاش و تردد بسیار بعون غایت وی سبب نشو باقی مقصدہ نقد
و مدیدہ این کتاب مستطاب از بلا تزدیکے دور مانند دہلی و اجیر و لکنئو و رامپور بہر سائیم و در سلسلہ سرگرم
استنساخ و تصحیح و مقابلہ و صل لغات و تفتیح عبارات و توضیح اشارات بودم زیرا کہ گرم جولایتہا اقدام تا سخیین
بر مضامین صفحات چرم و اثبات تا کہ واقع نمی شود و پس از فراغ مقابلہ و تصحیح یک سہ را بطبع سپردم و با وجود
ضیق فرصت و اوراق کتابت مطبع رامن الاول الی الآخر مرہ بہ پیش از مطبع و آخری بعد از مطبع تحقق نظر و تر
بصر خود دیدہ سنیہ الامکان در تصحیح و مقابلہ سعی طبع بجا آوردم و در اول کتاب بعلی از احوال برکت شہتال
حضرت مولف جامع الکمال قدس سرہ و فرست اسما رسایل این مجموعہ را احصا فرمودم و در آخرش بفرصت
رفع اغلاط کہ در بیگانگام طبع روی نمود صحت نامہ اضفیہ نمودم و اختلافات نسخ را نیز بر حوشی درج کردم
و بر سر از عمر گرانما بر برونج - فالحمد لہ کہ بر عشم کوائف مرشدین زمان کہ اکثرے از کتب متداولہ کہ بہو
ناسخین و عدم اعتدای کاتبین و کم توجہی طالبین رقم نسخ و نسخ بر ناصیہ صورت و معنی میکشد کہ اگلا
علی اولے الینے بفضلہ تقالے این مجموعہ شریفہ و نسخہ صحیحہ بطوریکہ دل خواستہ بود بزبور طبع و حکایت
آرستہ آمد اکنون امید واری از فضل حضرت باری امینت کہ چون اہل دانش بجان و دل خریداریش
نمایند و از مواید نوایش خطی را باینده سعی فقیر را کہ ہم زرد ہم نظر را نذر طبع و صرف تصحیح نمودہ است نظر
گرا می دہشتہ علمی خیر یاد آرند و اگر احیاناً بہو رسند از راہ کم معفو دارند کہ سبب نفس شہ غالی از
خطا بود و العفو عند کلام الناس مامول ہے و آرزو مندیم کہ اگر توفیق آیزوی یا درمی بخشد من بعد
کتب در سایل دیگر ہم از تالیفات شریفہ و تصنیفات نفیس حضرت شیخ اجل محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
و الرضوان الریس از خدمت تصحیح و ترتیب نظر افادہ خاص عام اہل اسلام بطبع در آورده سرمد دیدہ
اولے الابصار بنایم و بدین دستا دیز آبرو سے اخلاص و ایمان فراوانیم و باسد التوسیق -
و اما العبد الفقیر الحقیر الراجی عبد اللہ محمد النوار الحق عی القادری الدہلوی

تاب اللہ علیہ و عطفہ و لوالدیہ و صلے اللہ تقالے علیہم
خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحابہ
و اتباعہم جمعین -



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب المکاشفة والبرهان
فی تفسیر آیت الکرسی
و کلمات الفصحاء
و کلمات الفصحاء
و کلمات الفصحاء

مطبعہ دار الفکر
کراچی

در مجتہدین و ائمہ طہارین

بالحق

۲۹۷۶۱

بسم الله الرحمن الرحيم

آبی لاجسی شمار عليك صلوة على نبيك اداعي اليك انت كما اثنيت على نفسك هو كما صلحت
 في كتابك النبي الايتية الباطل من خلفه ولا من بين يديه بحقيقت محمد خدا ولغت مصطفی را جز خدا
 نيار گفت و گوهر این لرزه جز دوست قدرت حق نتواند سفت از انکه هیچ احد در احوال خدا نشنا
 چنانچه خدا را چون و می چکایش ساخت خداست و بنده خدا دست و بنده او دیگران همه طفیلی او
 اللهم احمد ذاتک بذاتک صل علی محمد افضل صلواتک علی آل و صحبه وسلم اما بعد انفق حقیر عبد الحق
 بن سیف الدین دهلوی رحله از رسایل و مسکاتیب بود باقتضای وقت و مناسب حال
 اما کرده بعضی بجبهت اجباب صحاب از اهل سلوک و ارادت نوشته و بر حنی بجانب بعضی امر
 و طوک از اهل معادفات فرستاده و باره نصیحت نفس خود که نزدیکتر و نیاز مند تر از همه است
 ابلاغ نموده و این بنده مامور است که جز در ابواب این دولت که بحث ترویج و تجدید سعادت
 و موجب حفظ عقاید و احکام سنت باشد تکلم نکند و از دائره عدال و حیطة احتیاط بیرون
 نیفتد و با اشارات و جودی و تاویلات باطنیه دست نرزد و صیت مشایخ در حق این کس نیست
 و لایکلم باحقایق و التقایق بل بسین لخلق علم المعاملات و ما بینهمون بر عن العیوب و لا یتقدم علم
 الباطن علی الظاهر و لا یتفیه بانظار عن الباطن بحکم این وصیت طرفه این ضعیف در اکثر

احوال در تالیف و تصنیف نقل و ترجمه عبارات قوم در جوع بکلام امیه و دین که جامع طریقین و
 مستفق علیه فریقین اند و تبریه و تنزیه ساخت این مقام از فضول کلام افتاده و بحقیقت
 این طریق را سلم و حکم یا قسم در اتقان معنی و اعتبار سخن و اختصار از لطیفان قلم و زلفت با
 یارب مکر و ضمن بیان سخن در آورده شود شرح مقام در رفع ابهام و آشکارا سخن اصل اگر آن
 در حکم اصل خواهد بود امید که بنظر قبول و صلاح ارباب دین در آید و بعین عنایت ایشان
 گردد و طالبان راه حق و سالکان صراط مستقیم را مفید و نافع افتد و نقاب حجاب از چهره
 مقصود بردارد و آنه قریب مجیب ایاه ارجو البسه انیب -

لا اله الا الله | الرسالة الاولى سلوک طریق لطلاح عند فقده الترتیب بالاطلاح الحمد رسول

الحمد لله الصلوة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه اجمعين واداه طریق الحق و محیی دین الله شخصه آمد
 در قعه از انجناب بجات این ذره حقیر آورد و در ازان تعجب روی نمود از دو وجه یکی آنکه با وجود آن مستغنی
 و حالت سکوت حضور که عنایت حق جل و علی نصیب ایشان گردانیده است چگونه التفات باین
 عالم آورده اند و عجب تر آنکه این حقیر را باین سخن که جز با اهل آن متوان گفت مخاطب ساخته و مهتبا
 نموده این فقیر را کجا بلیت آن و مناسبت بدان که با چون منی بی یا این سخن در میان تو
 آورد اما چون ایشان را باین وادی آورده اند بیشک بیخاستری خواهد بود یکی از اوصاف صفا
 راه است که یغید لکل مستفید و یستفید من کل مفید فقره ثانی اگر مصدوق این بنده است کلمه
 اولی مصداق حال ایشان خواهد بود بسیت یقین میدان که شیران شکاری درین
 خوبستند از مور یاری یکی از طالبان راه گفته است اذا وجدت من هو علم منی فذلک
 استفادتی و اذا وجدت من هو دینی فذلک یوم افادتی و اذا وجدت من هو مثلی فذلک یوم
 ذکرته و اذا لم اجدا احد من هؤلاء فذلک یوم مصیبتی باری درین شأنه که ما میسم سخن نیز ضعیفست
 تا بعد از آن توفیق کارگر کشند و تو اصدوا با بحق و تو اصدوا بالصبر در رفته شریف مذکور بود که هر
 در کار است که نه قدرت آنکه سپای مردمی طلب مجازی مجاهد کند و در چشم آنکه حق را بر مصلحتانند

مانند دست بفرمان صاحب دست بر نزد علمت نیست محیط خواهد بود با نکه این در و در این تا
 ظاهر نیست کلام طالب صادق که با این مصیبت خون در جگر نباشد و با این حسرت در مانده
 نبوده و بجز از کلمات بعضی عرفا لایح میگردانست که این مرد شناسی ولی بیایی بیرون
 و اندر روح و طاقت طالب است با وجود غنای بطور موازین که بر سر معرفت اینکار نهاده اند
 و تعیین نموده و لوازمی میدهمیم که آن ضوابط و قواعد حق ظاهر است و تجار از آن تعقیب
 اما هنوز کار شکل است و نقاب حجاب ایهام بر جهان مقصود حاصل گویند که طریق منحصر است
 در آنکه یکی احصای کلی الفقه دست بردار نیست و اگر چه بدست صحبت قصیده باشد کار تمام است بی
 الفت اگر سالها صحبت اتفاق افتد فائده ندارد و خوب نیارد وصل همین صحبت است
 ممتد باشد یا کوتاه لاله الا الله محمد رسول الله اکنون معلوم شد که دریافت اولیا و حجت مردان
 و استفاده و اقتباس بنور ولایت سبحی یا طلب ادبی و بزور بازو و قوت خمیره نیست گزوی
 سخی و تقاضای بیخ فرماید و اگر در این کار یکشاید بهمه حال براه نا امید می نباید رفت از دعای
 و سوال این مطلب الحاح و اضطراب در آن نباید داشت که وی عز و علی اجابت کند و دعای
 و عطا پاش فقر است انه علی کل شیء قدیر نقلی چند مناسب و جامع مطالب از حضرت
 شایخ صاحب زنت است نوشته میشود و مطالعه آن و تکرار و ترداد نظر در آن بغایت مؤثر و مؤید
 می نماید بهتر که بزرگان پردازد و عبارت ایشان را بعینها ایراد نماید که آن بطریق احتیاط اقرب
 و از او دوگی تصرف اینجا نباشد و اگر او را خواهد بود قرب حاصل فقه الی من موافقه منتهی قال شیخ
 ابوالعباس مخفر می رضی الله عنه تفهنت التریبیه بالاصطلاح و لم یبق الا الافادة بالهتمة و الحاح
 فحکمک باتساع الکتاب هسته من غیر زیاده و لا نقصان و ذلك حار فی معامله الحق و النفس
 الخلق فاما معامله الحق فنبیلات اقامه الفرائض و اجتناب المحرمات و الاستسلام للاحكام اما
 معامله بالنفس فنبیلات الاضایف فی الحق و ترک الانصاف لها و الحذر عن غوائلها فی الجلب
 الدفع و الرد و القبول الاقبال الا اذ باروا اما معامله الخلق فنبیلات توصیل حقوقهم الیهیم و

سما في ايديهم والفرار مما يغير قلوبهم الا في حق واجب لا يجد عنه وكل مر يد مال لركوب الخيل والثر
 المصالح العامة او اشتغل بتغيير المنكر في العموم او توجه للجهاد دون غيره من الفضائل لمسه حاله كونه
 في ضوئها او ارا او استيفار الفضائل او تنج عورات اخوانه متعللا بالتيير او عمل بالسباع على وجه الدوام
 او اكثر الحج والاجتماع للتعلم وتعليم او مال للربا اليه نيا بقلته الديانية او اخذ بالرقائق والدقائق
 دون المعاملة وايذية عن العيوب واتصد للترقية من غير تقديم شيخ او امام او عالم واتبع كل ما اثر
 وقابل بحق او بطل من غير تفصيل لحواله او استهان بنسب و ان ظن عدم صدق عبثا اذ ان
 للخص والتاويلات او قدم الباطن على الظاهر او اكتفى بالظاهر عن الباطن او اتى من بعدهما
 بما لا يوافق عليه الاخر او اكتفى بعلم عن عمل او بعمل عن مجال او بحال عنهما او لم يكن له اصل
 يرجع اليه في عمله وديانته من الاصول المهمة في كتب الائمة ككتب بن عطاء الله في بيان
 ونصوص التنوير ومدخل ابن الجلا في الظاهر وفي كتاب شيخه ابن ابي حمزة ومن تبعها من المحققين فهو
 ناك النجاة له ومن اخذ بها فهو ناج مسلم ان شاء الله تعالى والعصمة منه ولو توفيق وقد سئل
 رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن قوله تعالى عليكم انفسكم الآية فقال اذا رايت سجما عطا وهو
 متبعا وعجاب كل نبي اى برأيه فليكن تحت يمينه نفسك قال عليه الصلوة والسلام في صحفنا ابراهيم
 عليه السلام وعلى العقل ان يكون عارفا بانه ممكن كالاته بمقبلا على شانه وعلى العاقل
 ان يكون له اربع ساعات يجاسب فيها نفسه وساعة يباحي فيها به وساعة يفطن فيها
 لاخوانه الذين يصبرونه لعيوبه ويدلونه على ربه ساعة يخجل فيها بين نفسه وبين شهبواتها المباحية
 او كما قال زرقا الهذوك انا عانا عليه وفقنا به وصحبنا بالعافية فيه فانه لا غنا لنا في عافية
 وهو حسبنا ونعم الوكيل صلى الله عليه وسلم سيدنا محمد وآله وصحبه وسلم تسليما كثيرا اياما ابد الى يوم الدين
 ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم شيخ ذكره الله ياخير معنى تربيتهم مطلقا حين تصويروا لتقريب
 ميفر مودنك در زمان قديم مشايخ بودند و مرشد و كمل كبناسى ركب و خلوات بر صفت خاص
 ميمونند و طالبان را در ان خلوات مى نشاندند و امر طعام و شراب را بايشان بر موازين مصلحت

واجتهاد معین ساختند و با هر یکی ذکر سے خاص و شغل مخصوص تلقین و تعلیم میکردند و جز برای ادای
 فرض نماز بجماعت یا بجهت ضرورت دیگر بیرون نمی آوردند و در آن وقت نیز نظر بر قدم داشته
 و سر چشم بگوشه رد اچسبیده و نظر از التفات بهمین و شمال و زبان از غیر ذکر نگاه میداشتند و در
 روزی و شبی مثلاً کبار و دو بار از کیفیت احوال و خواطر و ارادات و معاملات پرسیده بر آنچه
 مصلحت وقت و موفقت مزاج صلاح کار باشد از تغییر حال طعام و شراب و شغل و ذکر تصرف
 میفرمودند هم برین صفت بعینها در رنگ معالجه طیبی طاق مرمر یعنی اتسک نموده
 هر یکی را بعد از مدتی معین بعضی را یک و بعضی را شش ماه و بعضی را یک اربعین و بعضی را زیاد
 و بعضی را کم از آن خلوت کامل و وصل می بر آوردند و در این نوع تربیت مراد تربیت اصطلاحی و بیخبر
 بود و در طریقه تربیت قدم را مطابق با این نوع تربیت درین زمان منعدم شده و تعظیم
 پذیرفته است و لم یبق الا الافادة بالهمة و الحال مراد همت و حال شیخ من شدت میفرمود
 که افاده و ارشاد و همت و حال چنان باشد که شیخ طالب را در ظاهر تجلیم احکام شریعت و
 ارشاد آداب طریقت مشغول دارد و در باطن همت و حال خود را بر اندازه قوت و نفوذ
 که دارد بتدریس و تسلیم طالب بر گمارد و بقول و عمل و حال ارشاد و تکمیل می کند این طریقه
 نیز بعد از مدتی بر تفاوت استعداد و استعداد و توجه و عقاید طالب همت و حال و تصرف
 و کمال شیخ تاثیر پیدا آورد و بتأثیر صحبت و نفوذ همت نورانیت و صفای احوال شیخ
 را طالب سزایت کند اینست طریق افاده همت حال میفرمودند که بنظر نیت درین زمان
 باقی است و افراد مشایخ که طالبان را با بنظر نیت تسلیم میفرمایند موجود اند و ذلک ایضاً
 میفرمودند که مشایخ را درین طریق نیز در روش است بعضی در ابتدای کار طالب با اختیار
 اند از مالوفات عادت و مانوسات طبیعت و از اصول و اطوار سابق که دارد بیرون آرند
 بعد از آن ایشان را در کار حق و روش طریقت استعمال نمایند و بعضی دیگر طالبان که
 بحال خود بگذرانند و در خارج ایشان از مالوفات استعمال نکنند تا بتانی و تدبیر باید ادوات

همت حال مسریت صفا و نورانیت باطن مدنی که خدا خواسته باشد خود بخود از ظلمات رذائل برآمده با دوار حماید تصف شوند میفرمودند که این طریق اقرب و سهل در فرقیست و طریقه شیخ مازندران همین طریق بود و الله الموفق انتهى کلام شیخ و در لزوم اقتدا شیخ فرمود یا کتباً بعلم و تتبع کتب مشایخ در سلوک این طریق نیز تفصیل و اختلافات قال شیخ الکامل العاقل العالم العارف القیم الفاروق سید احمد شهید برزوق فی کتاب قواعد الطریقه فی الجمع بین الشرعیة و المحقیقة قد شاکر فخر الاندلس من المتأخرین فی الاکتفار بالکتب عن المشایخ ثم کتبوا للبلا و استفتوا فیه العلماء فکل اجاب علی حسب فتحه و جملة الاجوبة دایرة علی ثلاث اولها انظر لشیخ فی شیخ التعلیم کیف عنده الکتب للیبیب حاذق یعرف موارد العلم و شیخ الترتیب کیف عنده لصحبة لدین حافل ناصح و شیخ الترقیة کیف عنده اللقار و التبرک و اخذ کل من وجه واحد ثم الثانی انظر لجمال الطالب فالبلید لا بد له من شیخ یریه و اللیبیب الکتب فی ترقیه لکن لا یسلم من سخرة نفسه و ان وصل لاتبلاء العبد برویه سبیه الثالث انظر للجهادات فالتقوی الایجاب الی شیخ لیبیا بها و عمومها و الاستقامة یتحتاج الی شیخ فی تیز الاصلاح فیها و قد کتبه دونه اللیبیب بالکتب و مجاهدة الکشف و الترقیة لا بد فیها من شیخ یرجع الیه فی فتوحها کر جوعه علیه لصلوة و السلام للعرض علی ورقة للعلم باخبار النبوت و مبادی ظهورنا حین فاجاه الحق و هذه الطریقه قریبه من الاولیة و اشبه معها و الله اعلم

الرساله الثانيه صول الطریقه لكشف المحقیقة

والله الا الله محمد رسول الله

قال شیخ شهاب الدین احمد شهید برزوق رضی الله تعالی عنه ورضی عنهما عجیباً لمن سأل عن اصول طریقه صول طریقینا حنثه شهاب تقوی الله عزوجل فی السر و العلانیة و اتباع السنة فی الاقوال و الافعال و الاعراض عن المخلوق فی الاقبال و الادبار و الرضا عن الله فی تعلیل و الکثیر و الرجوع الی الله سبحانه فی الستار و الضرار فتمت حق التقوی بالرجوع و

والاستقامة وتحقيق السنة بالمحفظ وحسن الخلق وتحقيق الاعراض عن محبت لصبر التوكل محتوي
الرضا بالقناعة والتعويض وتحقيق الرجوع بحمد والشكر في السر والنجار الى الله تعالى
في الضرر واصل ذلك كله حتمه علو الهمة وحفظ الحرمة وحسن الخدمة ونفوذ الغرمة وتظيم العمة
فمن علمت همة ارتفعت رتبة ومن حافظ حرمة الله حفظت حرمة ومن حسنت خدمته حوت
كرامته ومن انفذ عزمته دست هدايته ومن عظمت نعمته في عينه شكرا ومن شكرا استوجب ^{الزيد}
من الله حسب عده بمصادق وصول المعاملات حتمه طلب العلم للقيام بالامر وحب المشايخ
والاخوان للتبصر وترك الرخص والتاويلات للمحفظ وضبط الاوقات بالاداء والمختور
واتهام النفس في كل شيء للخروج عن الهوى والسلامة من الغلط فطلب العلم آفة صحة
الاحداث سنا وعقلا ودينا ممن لا يرجع لاصل ولا قاعدة وآفة بصحة الاعراض و
الفضول وآفة ترك الرخص والتاويلات الشفقة على النفس آفة ضبط الاوقات
الاشاع بالنظر بالفطنان والآفة اتهام النفس الانسحب من احوالها واستقامتها وقد قال الله
سبحانه وتعالى وان تعدل كل عدل لا يؤخذ منها وقال الكريم ابن الكريم ابن الكريم
صلوات الله وسلامه عليه عليهم وما ابرى نفسى ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم به
واصل ما يتدوى به على النفس ثم شيئا تخفيف المعدة عن الطعام والنجار الى الله
مما يعرض عند عروضة والفرار من بواق الفتن ومن مواقف نجف في وقوع الامر المتوهم
فيه دوام الاستغفار مع الصلوة على رسول الله تعالى صلى الله عليه وآله وسلم
بخلوة واجتماع وصحة من يدل على الله تعالى او على امر الله تعالى وهو معد وقد
قال الشيخ ابو الحسن الشاذلي رضي الله تعالى عنه ارضا جميعا فقال لا تنقل قدمك الا
تزوجوا بالله تعالى ولا تجلس الا حيث تاسن غالبا عن معصية الله تعالى ولا تصحب الا من
تستعين به على طاعة الله تعالى ولا تصطف لنفسك الا من تزود به ليقينا وقل ما هم او كلاما
به اعناه وقال ايضا رضي الله عنه من وكل على الدنيا فقد غشك ومن وكل على

اصل فقد التقيت من ذلك على الصدقة لصحاحك قدرايت فقرار هذا الوقت ابتلوا بحسنة اشارة جهل على
 العلم الاغترار بكل ناعم والتهور في الامور والتعزير بها بالطريق وسبحان الفتح ودون شطه يتلوا
 بحسنة اشارة البديعة على حسنة واتباع البطل ودون الحق وعمل الهوى في كل امر واجل الامور طلب
 التبرات ودون الحقايق وظهور الدعوى ودون صدق فظهر ذلك حسنة الوسوسة في العبادات
 والاسترسال مع العادات والاماع والاجتماع له في عموم الاوقات كسمالة الوجوه بحسنة الكمال
 وحسنة انبار الدنيا حتى النصار واليهوديان واختروا في ذلك بوقايح القوم وذكر احكامهم وتوحيقوا
 لعلوا ان الاسترسال بخصته الضعفاء والمقام بها بقدر الحاجة من غير زيادة فلا يستعمل
 الا البعيد من القدرة وان السماع بخصته المغلوب والكامل وهو انحطاط في بطا الحق اذ كان شطه
 من امله في محله وادبه وان الوسوسة صلها جهل السنة او خيال في العقل وان التوجه لاقبال الخلق اذ
 عن الحق اوسيا قارى مداهن اوجبار غافل او صوفى جاهل ان صحبته الاحداث ظلمة وعار في الدنيا
 والدين وقبول ارفاقهم عظم وعظم قال ابو ديين رضى الله عنه احدث من لم يوافقك على طريقك
 ولو كان ابن سبعين حسنة قلت وهو الذي لا يثبت على حال ويقبل كما يطعن عليه فيولوج به واكثر
 ما تجد في انبار الطوائف وطلبة المباحس اصددهم بغاية جهلك وكل من ادعى حاله الصدق ظهر
 منه احد حسنة فهو كذاب او سلوب ارسال الجوارح في محاصي الدنيا والقياس في طاعة الله وطاع
 في خلق الله والواقعة في اهل الدنيا والقياس في خلق الله والواقعة في اهل الدنيا والقياس في خلق الله
 نفسه حسنة علم صحيح وذوق صريح وبهتة عالية وحالة مرضية ولصيرة نافذة ومن فيه خمس خصال
 لا يصح شيعة جهل بالدين واستقاط حرمات المسلمين ودخول ما لا يعنى واتباع الهوى في كل شئ
 وسوء خلق من غير مبالاة واداب الكرميد مع الاخوان وشيخ حسنة اتباع الامر وان ظهر خلافه و
 اجتناب الهوى وان كان فيه عتقه وحفظ حرمة فايها وحاظرا وحيا ودينا والقيام بحقوقه حسب
 الامكان بلا تعصير وعزل عقله ورياسته الا ما يوافق ذلك من شيعة يستعين على ذلك كما ان
 والبصيرة وهي معاملة الاخوان ان لم يكن شيخ مرشد وان وجد ناقصا عن الشرط الخمس معتد به

لا اغترار
 لغفلة
 انقار
 ذوق
 شدة
 صلاح

لا اغترار

اداب

فيه وحول بالآخرة في الباقي انتهت الاصول المذكورة بحمد حسن عونته وبتبعي كتابها الطائفة
 مطالعتها في كل يوم مرتين او مرة والا فحتى جمعة حتى ينطبع معاينها في النفس لتع تصرفا في
 مقتضاها فان فيها غنية عن كثير من الكتب الوصايا فقد قيل انما حرموه الوصول لتضييع الا
 من تأملها عرف ذلك ثم لا يزال بعد ذلك يتعهد ما قصد التذكير بها وفقنا الله وياكل ايضا
 انه ولي ذلك والقادر عليه حسبنا الله ونعم الوكيل وقال ايضا رضي الله عنه سبينا طريقتيه مبنى طريقتنا على
 التحقيق في التقوى بحفظ ما لا يعينه ولا يطاع عليه لا الله تعالى ولتحقق في اتباع السنة بحيث
 لا ياخذ الا بالاصح او قارب او كاد ورفعه الهمة عن الخلق بحيث لا يتوجه اليهم في نامر من الامور
 الامحازاة فلا يذم ما لخاص حيث هو ولا يمدح محسنا من حيث هو بل من حيث امر الله فيه والتسليم
 مخلوق من حيث ما هم فيه بالقرار شرورهم واشار سلامتة والعافية منهم والاستسلام للقدر في جميع
 الاحوال بالصبر والرضا والشكر والعمل على قول الشيخ ابي الحسن الشاذلي رضي الله عنه جعل التقوى
 وطناك لا يضر كما مرج النفس الم ترضى بالغيب او قصر على الذنب او يسقط منك الحسنة بغيب
 الى قوله صل على الله عليه وآله وسلم اتق الله حيث كنت واتبع السببية حسنة تتجها وخالق الناس خيرا
 حسن اشارة القول صل على الله عليه وآله وسلم اذ ارايت شيئا ساطعا وهو مبغى ومحباب كل نبي
 راى برابه فضلك بخاصة نفسك ترمى طاعة اولي الامر وعدم الاحتراس عليهم بالظاهر كيف
 كانوا والله سبحانه وتعالى الضميمة ونقطه وتقتصر في السفر ولا تقول بصلوات الاسبوع والديان
 الايام الفاضلة وتعمل بصلوة التبجيل وتوشرف فتح الله به من تجر يدك وسباب من يحجز اختيار
 لاحدها عند وجود الآخر وتأخذ بكل مباح لا يهتد نقص في المروة ولا ضرر في الدين وتذكر
 بالجمع ويجمع للذكر لا على وجه انه فضل ولكن لما فيه راحة النفس بصورة الطريق وترى الزيادة
 للاخبار والاموات ما تم تضييع واجبا ومندوب ما تناول وترى لكل مؤمن بركة الامن لطف
 السنة ولا تقصدى الامن صح عمله وورعه وصل كل خير الرضا عن الله تعالى بما تمسك به والجار
 الى الله في كل شيء فهي مفتاح كل حاجة عند الفقير وهو ربه من شدة الخلق عظم من كل حصن

الاصول التي عليها مبنى الطريقة ومن معانيها ان مشارا الله يتوجه لفتح المحقيقة وصلته على سيدنا
 محمد سائر الانبياء وسلم اين چند کلمه از رساله اصول الطريقة نقل کرده شد و در حقيقت اگر قايده
 توفيق فريقت حال گردد و باين راه برود عمل باين مذکورات درست دهد بي شبهه جوهر ايمان
 و نور معرفت صفای وقت و کمال حال در اول ابداع يابد قال الشيخ ابو العباس المحضمي رضي
 عنه و عليك و ام الذکر و کثرة الصلوة على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فهي سلم و معراج
 الى الله تعالى اذا لم يلق الطالب شيئا ثم شدا حضرت شيخ علي متقي رحمة الله عليه در حکم کبير
 از شيخ احمد بن موسى المشرح الصوفي نقل کرده اند که و هي رضي الله عنه فرمود من لم يكن له شيخ
 يربيه ويرقيه ويوصله الى الله تعالى فليعلم لصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم فهي تربية
 بحسن الاداب النبوية و تهذيبه باشراف الاخلاق المحمدية و شرفه الى اعلى ذوره الكمال و يصل
 الى الهل الا سقى من حضرت الكريم المتعال و تحفه برويته و قربه عنا بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم
 و كان يوصي اصحابه بقراءة قل هو الله احد و بكثرة الصلوة على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 و كان يقول بقراءة قل هو الله احد عرفت الله الواحد الاحد و بكثرت الصلوة على رسول الله
 صلى الله عليه وآله وسلم صحبته صلى الله عليه وآله وسلم و كان يقول من اكثر الصلوة على نبينا
 صلى الله عليه وآله وسلم راه منا ما و ليقظة و ذراينجا رساله است سمي بالفقر المحمدي كدروى امر
 ميکنند بجز توسل و توجه در جناب رساله صلى الله عليه وآله وسلم و قطع تعلق از ما سوا وى و ميگويد
 آيا از سر شبيه گرفتار اهل و بعضى است و بعضى مردم از وى چنان هنيئند اند که بشايخ قدس
 اسرار هم چنانچه متعارف شده است توسل بخونيد و توجه نکنند و اراده نيازند که بشايخ جلد کابريت
 آنحضرت است پس همه اميد وى بايد شد صلى الله عليه وآله وسلم اگر چه ظاهر بعضى عبارات اين
 کتاب غير ديهين معنى ناظر است و ليکن حضرت شيخ مينفرمودند که چنين است هر دو بايد که در هم
 بشايخ بايد که در هم توجه بدان حضرت صلى الله عليه وآله وسلم بايد داشت منافى نداشتند
 تعالى چون آن رساله در نظر آيد حقيقت حال منكشف گردد و الله علم فايده ديگر است متعلق

مبطالمه کتب این قوم و نحاشی از توسعه نظر در معنیفات ایشان بی تمیز و تفصیل و استدقیال الحزب
 و مویبند اسمیل قال فی قواعد الطریقہ فی الصحیح بین اشریعتہ و بحقیقہ حذر ان صحت من بی
 ابلیس ابن اجوزی و فتوحات الحاشی بل کل کتبه او جملها و کاین سبعین و ابن الفارض
 من یخذ و حذوهم و من مواضع من الاحیاء للغزالی جملها فی المہلکات منه و النفع و التوسیة
 و المصنوع من غیر اہل و معراج الالکین کہ و المنفذ و مواضع من قوت القلوب لابن کاتب
 الملک و کتاب السہروردی و نحوہم فلزم احوذ من موارد الغلط لا تجنب کلمہ و معادات لہم و تادیب
 ذلک لاشکالات قریحہ صادقہ و فطرہ سلیمہ و اخذ ما بان و جہہ و تسلیم ما عداہ و الایہک الناطق
 فیہ باعتبار صلی علی اہلہ او اخذ الشی علی غیر جہہ فافہم شیخ ذکرہ السد باخیر در باب مضمون
 فتوحات و امثال آن میفرمود کہ از وصیحات آن مخطوط باید شد و در مہمات و مہمات
 آتہا خوض نکرد و میفرمودند در اینجا زہر است شکر اندو کہ وہ اگر کیسے اختر از انہما کہ
 باشد مطالعہ آن مبارک است و الا محل خطر است میفرمودند اول باید کہ عقد قلب بجا
 اہل سنت و جماعت محکم شدہ باشد و تردد و تذبذب در اینجا نماندہ بعد از ان اگر از کتب
 قوم محفوظ شوند و مستفید گردند بلاست اقریب و الا آنکہ مہوز اعتقاد شریعت درست
 ناکردہ و عقد اسلام محکم ناشدہ ہم از اول در مہمات و مہمات و شکلات این قوم خوض
 کنند محل آفت است و السد العاصم نقل این چند کلمہ اتفاق افتاد ہر بار کہ میخواست کہ بیجا
 ایشان عویضہ بنویسد و چیزے ازین بخوان کہ بنظر در آمدہ نقل نماید حیا و حجاب مانع نمی
 و نامحرمیت و نااہلیت خود منطوری افتاد تا درین مرتبہ کہ قلم تقدیر بے سابقہ مامل
 جریان یافت و کلمہ چیزہ بنظر آمد معذور خواهند داشت و اگر زمانی از توجہ و حضور حق کہ
 خلاصہ کار است فرصتے دست ہر و بطالعہ این کلمات نوری و حضوری پیدا شود و کاتب
 حروف را از دعای خیر محروم نگذارند دعا ہمین است کہ اللهم انما الحق تھا و از قضا اثبات
 و انما الباطل باطلا و از قضا جتنا بہ و خلاصہ کار اینکہ توفی سہا و کتبی بالصالحین

عاقبت بخیر باد و صلوات الله علی سیدنا و مولانا محمد و آل و صحابه جمیعین

رسالة الثالثة تبیین الطریق لاهل الارادة بالتمام وظایف الخیر و العبادات

لا اله الا الله محمد رسول الله

شیخ امام اجل عارف بالله علی الهی رحمة الله علیه در رساله تبیین الطریق میفرماید که طریقی
 موصل الی الله تعالی عبادتست چنانچه ناطق است بدان قرآن عظیم ان الله ربی و ربکم
 فاعبدوه هذا صراط مستقیم و عبادت دو قسم است فرصت و نفل و هر کدام از ان امتثالی است
 و اجتنابی امتثالی آنکه مطلوب از ان ایقان نفل است و اجتنابی آنکه مقصود ترک و پرهیز
 از فعل و اصل نجات و قرب است بایقان فراغ است و ایقان نوافل موجب تمیل و
 تمییم آن و افراد نوافل بسیار است و از حد عدد و احصا مستجاوز و لیکن بمنحصرت درین
 نوع امتثالی و اجتنابی امتثالی مثل سنن و سجات و آداب و ایمان اولی و نفل و اجتناب
 مثل ترک مکروهات و ترک خلاف اولی و ترک ما لا یاس فیہ بجهت محافظت و وقوع در مایه سب
 بچگونگی ترک غریب سیرمی را و طیب از جهت ترس غلبه شهوت و وقوع در حرام و میفرماید که قول
 شیخ نجم الدین کبری قدس سره الطریق الی الله بعد و الفاس الخلاق و آنچه در حدیث قدسی
 واقع است الی ان الله لا اله الا انما ارحم الراحمین خلقت بعدة عشر و ثلث مائة خلق من جبار
 بخلق منها مع شهادة ان لا اله الا الله و ادخله الجنة اشارت بکثرت افراد نوافل امتثالیه
 مثل ذکر لا اله الا الله و نماز نفل و تلاوت قرآن و استغفار و تسبیح و دعا و صلوة بر رسول خدا صلی
 صلوات الله علیه و آله و سلم و صدوم نفل و طواف نفل و صدقة نفل و حج نفل و عبادت ریحین و تسبیح
 جنازه و امر معروف و نهی منکر و در صورتیکه واجب نبود و در علوم دینی و انواع اعانت سلم
 که ادنی آن اماطه اذمی است از طریق مسلمانان و غیر ذلک مما لا یعد و لا یخصی بسن بر کمال
 بعد از فراغ بر یکدیگر ازین افراد نوافل استیعاب و اشتغال جمیع اوقات یا اکثر آن است
 جمیع اقسام اجتنابی حاصل شود مقصود وی از قرب الهی عزوجل حاصل شود و انشاء الله تعالی

در بیان این امر
 در کتاب
 جامع
 فی
 شرح
 احادیث
 و
 روایات
 معتبره
 در
 بیان
 این
 امر
 در
 کتاب
 جامع
 فی
 شرح
 احادیث
 و
 روایات
 معتبره

چه و تحصیل قرب الهی ایتان جمیع اقسام نوافل امتثالیه شرط نیست بلکه ممکن نیست مداومت بر آن
 واحد از آن کافیت اما اجتناب از جمیع مخلوقات و مکروهات شرط است و اجتناب از آن ممکن
 پس اگر گویند الطریق الی الله کثیره یا گویند الطریق الی الله واحد هر دو قول صادق آید و گفته
 که ابن ابی سبیل اخیان لعین بنیهم خلاف سال کلان همه اولاد یک مادر اند و پدر آن ایشان متعلق
 یعنی شایخ اگر چند طرق ایشان در تعیین اختیار از کار و نوافل مختلف است ولیکن مرجع همه
 سبک اصل است که شریعت است و عبادت و تقوی و اتباع کتاب سنت و اختیار شایخ
 رضوان الله علیهم اجمعین این قدر مخصوص که کلمه لا اله الا الله است از میان سایر افراد
 بسبب اختصاص اوست بمحصل کثرت حضور و منافع دیگر که در غیر او پیدا نیست با آنکه نماز
 نفل افضل است از ذکر زیرا که در شملت بر ذکر و ذکر جزوی ازان است و با باشد بعضی
 اوقات احانت برادر ~~مستحق~~ که نفل متعدی است بهتر از نماز نفل باشد و میفرماید که قسم اجتناب
 اتم و اہم است من حیث الایمان اما اہمیت وی ازان جهت که هر که جد و جد کند در قسم
 اجتنابی و استیجاب وقت کند بدان و مقصود نماید بر ادای ذرایض و تقسم امتثالی از نوافل
 دست نزنند و اجتهاد در آن نماید حاصل شود مقصود وی از قرب اگر چه بعد از مدتی دراز باشد
 بر مثال بیاری که بر سبزه کند ازان چه بناید خورد اگر چند تساؤل معاین و شکر به نافع نکند
 امیدوار صحت تمام است هر چند ویر تراخت و هر که اجتهاد کند در قسم امتثالی و از نجات کند
 مکروهات را هرگز بمنزل مقصود نرسد بشاید بسیار یک معاخذ باد و بی بر سبزه کند و اگر
 هر دو کند لا بد استم و اکمل و اقرب بمقصد خواهد بود و اما اہمیت وی از اجتناب که در دفع ضرر
 اہم است نزد عاقل از جلب نفع پس اجتناب مکروه اہم بود از ایتان نفل مثلاً آنرا که
 جامه او چرکین شود و حیثیتش که مودی بکراہت نماز گردد و صرف بعضی از وقت بکراہت و دفع آن
 کراہت اہم بود از اشتغال بعضی نوافل در آن وقت پس چون سالک سلوک سنی طریق
 نماید بمقصد خود که قرب الهی و وصول بوی تقالے و تقدس است برسد و متعلق قرب الهی

بعد سالک بود از غیر وی تعالی و معنی اول قطع از غیر و غیر منحصر شد در منظور و مباح و مراد منظور
 اینجا جمیع مقام نهیات بود از محرمات و مکروهات و مراد مباح اشتغال بمخوقات متعلق و متعلق
 زمین و آسمان مگر در وقت و سباب معیشت و غیر ذلک پس بعد سالک از مخطورات بی نوبت
 وی از مباحات قریباً قص است و با و نهول از مباحات قریباً پس هر قدر که سالک از غیر قصد
 بود از جناب وی تعالی قریب گردد و میان غیر و عبادتی دیگر کنیم و گوئیم حصول حجب که مانع از نظر
 بحق چهار اند دنیا و خلق و نفس و شیطان و طریق ازاله آنها در کتاب منهج العابدین
 مذکور است و چون مقرر شد که طریق وصول الی الله بعد از فراغ از تشریح نوافل عبادات است
 باعتبار نوع یا فرد و نوافل بعضی قلیل الوقوع و بعضی کثیر الوقوع است قلیل الوقوع از جنس عبادات
 مثل حج و زکوة و جهاد و غیر آن و از جنس عبادات مثل بیخ و طلاق و بیع و شرا و مانند آن
 و کثیر الوقوع از عبادات مثل صوم و صلوة و اذکار و غیر ذلک و از جنس عبادات همچو اکل و
 شرب نوم و لباس و غیر آن پس نوافل این دو جنس لابد است مطالب از تحصیل آن در وقت
 اوقات بدان پس بر طریق اقتدار کتاب عین العلم و ما شبه ذلک من مختصرات احیاء علوم الدین
 کفایت است و اگر قصد تقصیر دارد و هیچ کتاب احیاء العلوم و کتب مبسوطه نماند و سفیر باید
 که این ضابطه که ذکر کردیم کافی است مطالب در معرفت قریب طریق تحصیل آن اما احتیاج
 مردم بر شد و او تا پس از برای تسهیل طریق و سرعت وصول است و سلوک طریق او
 و مرشد اگر توفیق الهی رفیق گردد فی الجمله ممکن است بموجب قوله تعالی و الذین جاهدوا فینا
 لنهینهم سبلنا لیکن بتعب شدید مدت طویل و هوناً در جهاد و الله علم و حضرت شیخ مصنف
 قدس سره بر ظهر رساله این عبارت نوشته اند فایده تناسب هذه الرسالة و سی ان مبنی
 هذه الرسالة علی معرفة القرب و طریق تحصیل من علم هذا الاحتیاج الی المشیاء آخر کتاب
 علم شیئا انه ذهب قیته و لابد من تحصیل استراح من تحصیل سایر الاشیاء و من العلم
 هذا صناع وقتی فی تحصیل جمیع الاشیاء و قیل فی هذا المعنی ایضاً من لا یدری نفعه عن

چون لایزال استخیرانی امره و قبل انست تخیر فی امرک لانک لاتدری نفعک من ضرک و بعد عن هذا المعنی
بالفاسیته زیان رسوخ و خود نمیدانی از جهت چنین بریشانی

الرساله الرابعه بتنبیه اهل الهی بتفاوت حال الابدان و الاثهار

لا اله الا الله محمد رسول الله

شیخ شیخ زمان خود شهاب الدین عمر سه روزی قدس اندر وجه و عوارف المعارف در بنا
بدایات و نهایت کلامی میفرماید که ترجمه این است بنده می راباید که از مجاست فقر که قابل
نیستند بقیام لیل صیام نه بار احقر ار کند که مصاحبت با ایشان بدترست از مجاست استبان
و ضررین بدترست از ضرر آن و بسا باشد که بگویند اعمال شغل متعبدانست و پایه ارباب
احوال برترست از آن و بگویند که فقیر را نماز فرض در روزه فرض بسست و زیادت بر آن
حاجت نیست پس شیخ میفرماید باید که این سخن در گوش بنده می نذر آید بدوستی که با تجربه بودیم
و حمارست نمودیم امور را همه صحبت داشتیم فقرا و صاحبین را و دانستیم که آنها که این سخن گویند
و زیادت عبادات و نوافل قابل نیستند هنوز در تحت حیطة قصور اند ما وجود آنکه صاحب احوال
صیوم شپند بنده را باید که متکس کند به فروضه و فضیلت تا در بدایت ثابت قدم گردد و بدین
باید که از تلاوت قرآن و حفظ آن نصیبه داشته باشد و بقول کسی گوید ملازمت ذکر و احوال
است از تلاوت و گوش نهند که بقرآن و تلاوت آن در نماز و غیر نماز هر آرزوی که دین را در
رسد و بعضی از مشایخ که میدان ربا د است ذکر و احدا فرمایند بر اهل است که تا موجب حج
هم گردد و هر که ملازمت تلاوت کند در خلوت و متکساید بوسعت فایده دهد و در تلاوت
نماز بیشتر و دانی تر از فایده ذکر واحد و چون از نماز و تلاوت ملازمتی و سائسته طاری گردد
بافس مداراة نماید و از تلاوت بگر فرو آید که آسان ترست و سبکترست بر نفس بدانکه تخیر
با کمال نفس بی نیاز نیست از سیاست نفس و منع وی از شهوات و گرفتن نصیبه زیاده
صیام و قیام و انفعای خیرات و مبرات تحقیق غلط کردند جمیع کثیر درین مقام گمان بردند که

آوردن در

منتهی مستغنی است از زیادات و نوافل اگر قیام بدان نماید بانی ندارد و این سخن خطاست ندانید
 جهت که ترک زیادات و نوافل عارف را از معرفت محبوب گرداند بل بدان سبب که از مقام فرید
 باز دارد و نعم منتهی ناصیه اختیار در اخذ و ترک بدست دارد و گاهی رفیق و مسامحت بنفس نیز کند
 و گاهی بنظر ادب و سیاست بجانبی نگرند و الی آخر ما قال شیخ و الله اعلم تنبیه مانا که
 مراد حضرت شیخ رحمه الله علیه اهل بطالت و عجت و سد ذریعت است بر قومی که قایلند
 باسقاط عمل و تجاوز کنند از حد سیاست نفس و طریقه اعتدال و مغرور شوند باحوال از اعمال
 بی مفصنی نگرند و بظلال و ضلال معتدیان راحت برین طریق و ترغیب برین مقام و ذکر
 این نوع کلام مناسب آید لیکن از مساق این کلام چنان متبادر افهام گردد که گویا طریق منحصر
 درین و انصاف است که شیخ طریقه خود را بیان کرد و کلام جامع است که در رساله سابق تحکیم
 یافت که طرق مشایخ در سلوک و وصول و در تعیین و اختیار از کار و نوافل مختلف است با اتفاق
 بدان که طریق جز مجاهده و عبادت و اقامت سنت نیست و لیکن عبادت باقسام و افراد
 بسیار است و افراد و نوافل و زیادات لایحه و لایحه است چنانکه گذشت و هیچ مرید مبتدی
 بر ذکر واحد سزاوار و اقتضای براداری فرایض و رواتب از صلوة و صیام و قصر نیست
 بر تصفیه قلب اهتمام تجرید باطن و اثبات نفس توحید بیکرا که ذکر امری مقرر است میان شیخ
 تا آنکه گفته اند صلح مجال مبتدی ذکر است و مجال متوسط قنوت و پنجه نماز و اربعین است که
 اگر مبتدی مشغول مداوم ذکر باشد و در تحقیق حقایق تقوی و وقایع درج بکوشد و توجیهات
 بجناب حق درست دارد با وجود اقتضای بر واجبات و سنن از صلوات و صیام البته بمنزل
 مقصود برسد و طریقه سلسله شریفه نقشبندیه قدس الله تعالی اسراریم که مقتضای است بر
 ملازمت ذکر خفیه و تصفیه قلب از نقوش اختیار با عدم استقصا و استیفا ای تمام عبادت
 ظاهر از صلوات و صیام و اعمال و اوراد طریق مقرر است و نزد انصاف طریق در تحصیل
 و وصول و فنا اولی و اقرب از ان میتوان یافت و آنکه در باب منتهی فرموده است که تهاون

و تقصیر در اعمال و اذراء و سبب قطع مزید و فقدان ترفیحت مزید و ترغی نهفته در مقامات قرب
 منحصر در کثرت نوافل و اوراد نیست چه سیر فانی بعد از تمامی سیر الی الله و حصول مرتبه فنا که
 نهایت جبارت ازان است سیر فی الله است و مزید و ترغی و در تجلیات الهی و مقامات قرب
 و انحصار و توقف وجود این تجلیات و حصول این مزید و ترقی در اقامت اعمال و اوراد
 ظاهرتر آن دعوی کرد و توجهات و مراقبات قلبی روحی با دوام حضور و حفظ آداب قرب
 نیز صورت آنت و ماحی شناسیم آنرا که جوهر روح وی بنور الهی متنور شده و لطیفه سر وی
 بذات حق متصل گشته و از خود فانی و حق باقی شده در سیر فی الله و ایم الترقی و المزیست
 اگر چند بشره صلوة و صیام و تلاوت و قیام و استیفا و سهتباب باین اقسام در نیتاد و عمل
 کل عمل علی شاکسته فر یکم علم الایة و باحکام حصر ترقی در مقامات قرب بعد از وصول بترتیب
 نهایت در ایقان با اعمال جوارح محل کلام است نعم وی و ایم مباشر اعمال خیر و راعی آداب
 ظاهر و باطن و صاحب نفس مطمئنه است اما عالم عارف بخت ابو عبد الله محمد بن علی حکیم الترمذی
 در نوادر الاصول میفرماید که نورانیت بعضی قلوب بمنور توجه و توحید بود که تصدیق است
 به لا اله الا الله و این باعث است بر اقتتال او امر و لو از هی الهی اگر چه بعضی صفات ظلمانی
 از محبت دنیا و غیره باقی بود و نورانیت بعضی قلوب بمنور انابت و ارادت باشد که سبب کلیه
 نفس صغای باطن بود و اثر عمل منیب اضغاث مضاعف بود از عمل تایب و نورانیت بعضی
 بمنور ذات حق بود که موجب فنا مسوا مطلق و بقا با حدیث حق است و یک عمل ازین شخص بلکه
 خاطر می که بر دلش وارد گرد عمل ثقلین از اهل توبه و انابت بدان نرسد این حاصل کلام
 امام حکیم است و در عوارف نیز در باب اتخا خلوت میفرماید که صادق باید که بدان مقصود
 از خلوت تقرب الی الله است بعمارت اوقات و کف جوارح از کمونات پس قومی را از راه
 خلوت مداومت او را صلاح باشد و قومی دیگر را ملاذمت ذکر واحد و قومی را دوام مراقبه
 و قومی را اشتغال از ذکر باوراد و قومی را از او را بد که این کلام شیخ بجا معیت و رعایت تعدد

طریق نزدیکترست از اینجاطا هر شود که عمده مقصود در باب هدایت و نهایت ترخیص محل
و دفع دعوت و راحت و امداد علم و علمه نقالے اتم و احکم -

الرساله النخاسته تحصیل الکمال الابدی باختیار الفقیر احمد

لا اله الا الله محمد رسول الله

العلم و فتنه سلوک طریق هسته و الاتباع و جنبنا عن الزیغ و الزلل و الابتلاع بعضی
عواصین که بخدمت آن هدایت پناه ارسال داشته بود ذکر رساله فقیر محمدی تقریب یافته بود
و نوشته بودند و استغفار فرموده که فقیر محمدی چگونه رساله است و صنف این رساله کسیت
و مضمون این لفظچه و مضمون آن حدیث رساله مذکور تصنیف شیخ عالم عامل عارف کامل احمد
بن ابراهیم واسطی المحرمی است که از کبار مشایخ دیار عرب و مقتدر روزگار و در طریق
اتباع سنت و تقویم و ترویج این طریقه بی نظیر وقت خود بود و از فقیر محمدی ارادت و درویشی
محمدی مراد داشته و در دیدان و در ویشان مشایخ را بزبان تعارف آن دیار فقر ایشان
گویند و مضمون این رساله حصر توسل توجه و استمداد و ارادت در حضرت نبویه صلی الله علیه و آله
و سلم و التزام طریقه سنته و سیرت سلف صالح از صحابه و تابعین باحسان و احتساب و احترام
از طرق مستحبه مبتدعه است اکنون آن رساله را بطریق اختصار ترجمه کنیم تا پدید آید که
مقصود حدیث بی زیادت چیزی بر آن و بالمد التوفیق میگوید که بعضی از برادران در حدیث
از من که بنویسم برای ایشان قاعده مختصری در طریق فقر محمدی بعد از اتقوا ربی بایستی
سر مایه خود بر آوردن حاجت و قبول کردن درخواست ایشان بقدر امکان اولے قسم
و بخدایاری میجویم در آن بدان ای برادر توفیق دهاد پروردگار نقالے مار و ترا اگر فقر
و درویشی هست و درست میطلبی که هیچ آن استوار و شاخهای آن بلندست لانیم گیر خود
فقر و درویشی محمدی را و بر او متابعت آورد که آب از سر چشمه خوردن پاکیزه تر و صفات
و دور و در خود از آنکه گیسری درویشی از پائین و بنویشی آبهای دور از سر چشمه که زناها

توضیح
در
این
کتاب
مجموعه
است

دیگر گونا گون شده و از راه راست گردیده است و میگوید که تو این روزه میگیری که چه میگویم و این روز را
روی بروی تو نیز شرح کرده ام پس اگر میروی تو بر طریقه فخر محمدی امید دارم ترا که بسی بر این
پیشین که یاران پیغمبر تواند صلوات الله علیه و سلم و رضی الله عنهم جمعین و بر اینگونه شوی روز روزه
با وی و یاران وی روزه بخونی و وی وقتی که بر اینگونه شوند در ویشان زیر سنجقها مشایخ خود بر اینگونه
شده می تو نیز سنجق پیغمبر تو و شیخ تو محمد رسول الله صلوات الله علیه و سلم پس لازم گیر این طریق
و بیرون میا ازین طریق نصیحت کن بآن برای هر که دوست میداری از برادران خود تا با
راه روند و بدان کار بندند و برسند همه ایشان شیخ خود پیغمبر خود صلوات الله علیه و سلم و فخر
محمدی مجلدات شرح آن را بر بنام بد لیکن من اصول و قواعد آن را بیان کنم که بعد از بدست
آمدن اصول صحیح و بجانب فروع آسان گردد و با الله التوفیق قاعده اول درین راه
اینست که تجدید توبه کنی میان تو و پروردگار تو که فرستاده است این نبی کریم را و دست
است بروی کتاب عزیز را و در صورت تازه بر آری و در جا خالی که کسی نتواند بیند در آئی و
و در رکعت نماز مخصوص خوش شمع تمام بگذاری و سر برهنه بزرگه موسی بایستی و چندان بایستی
که دل تو نرم گردد و زهره تو آب بشود و اشک از چشم تو روان گردد و بنالی و فریاد
دازت های گنا مان توبه کنی و باز آئی که سید الاستغفار که در حدیث صحیح آمده است بخوانی و
بر طریقه اتباع محمدی استقامت و استواری طلب کنی پس از آن برین توبه و برین عهد
با پروردگار خود برستی محکم بستی دستار باشی و هفت حضور که چشم و گوش و زبان و
و فرج و دست و پا است و رعیت تواند و تو از سینهها بر سید با خواهی شد از نافه خود شرح
باز عاری و از مراقبه حق و علم وی از احوال تو آگاه باشی تا روز تمام بر تو بگذرد و بر زبان
ضیبت و خازمی و دروغ و هر سخنی که بیهوده باشد نرود و بر گوش تو سخن بد و آنچه ناشنید
است نزنند چشم تو بر زن بیگانه وافر و نینفتد و دلیل دل تو بجانب ایشان نباشد تا عهد
با خدای خود بسته نشکنی و بعد از توبه و روز نامی چشم و دل نصیبی و در مقام تقوی متکلم شوی

و باستعداد سفر اخوت و صلاح اوقات و احوال مشغول باشی با امید لقای خدا عزوجل و تقای
 بی غیر صیقله الدنیه و آله و سلم در آن روز بروی سفید و بداند که سفید روی باشد با متثال او امر
 و اجتناب نواهی اتباع شریعت وی تعالی باشد تا بجنب بد بنده مگر بشرع و سفید روی
 با محمد صیقله الدنیه و آله و سلم با اتباع سنت و حرص بر سماع وی و عمل بدان بود تا نزد
 براه اتباع او و ذمه خود را از جمیع حقوق ناس و مظالم برات کنی تا حبه و قیراطی از مظالمه
 برگردن تو نماند و با دایمی حقوق از حق خدا و نفس خود و خلق عموماً خصوصاً قیام نما
 سیما آنکه با تو درین طریق رفیق و مصاحب است و صحبت او با تو برای تقاضای تعاقب
 برابر و تقوی است پس اگر در مرتبه اخوت و مساوات است رفیق و نصیحت و امداد و ایثار و
 فاضل از حاجت تو بود در کار او کن و آنکه در مقام استرشاد و ارادت است گاهی بر فوق و گاهی
 بعنف و تعلیم و تربیت او باش و ترضی امر و نهی را با شیرینی لطف و رفیق بیامیز و اگر از وی
 آسانی و ترک ادنی نسبت با تو وقوع یابد اگر لیسو غفلت و خطا و جهل بود در گذران و عذر
 او را قبول کن و ماده مودت او را از دل قطع مکن و تعلیم و ارشاد وی مشغول باش و اگر بطریق
 تقدیر سفاست و تغلیظ قول و فکر و عیوب مناقص در حضور و غیبت بهتک حرمت باشد
 اگر برگردد و اعتذار نماید عذرش در خطا قبول کن و قطع سلام و ندام از وی مکن زیرا که ما
 ممنوعیم از تهاجر و تقاطع یکدیگر ولیکن او را قابل صحبت خاص بدان زیرا که حقوق هر یک
 تو به خود چه آن لطیفه قلبیه ترضیت او ترا در عمل می آورد و نصیحت بنین الهی از آن راه بوی
 میرسد نماند در رابطه منقطع شد چه وصول این نصیحه و تطهیر شیخ و هبابت و احترام و محبت
 وی بود هر چند جدا شوند کند و اگر براه بی صبری رود ولیکن حفظ حرمت و منزلت شیخ حارست
 سینند و پای بیرون ننهند و اعتذار در رنج نماید و عذر بود چون در شتی سخن نمود و تهمید با
 خلاف ادب و محبت رفت این نشان بهتک حرمت و ارتقاع رابطه و انقطاع علاقه است
 مشکل که باز پیوسته آید حق اسلام باقی است ولیکن نسبت ارادت را نشاید و نیز با هر مصداق

بحاققه و طلب صدق کن الا از آنکه بطریق صدق ارادت رود و محققیت و تدقیق در طلب صدق
 بامیدان رود نه بامر مصاحب و با خلق مدارا کن نه بدست مدارا آنکه بر سر فرج شر و طلب محبت
 وقت بود و دست آنکه بیک طلب نیا و حفظ نفس باشد و حصصا کن با خداداد و هر که نه بطریق
 و صحبت با فقر العزت و تعظیم و حرمت و ایثار و تواضع کن و با اغنیا به بی نیاز می قطع طمع و
 سکوت و سلامت و مطلوب ایشان باش از طالب کلام با ایشان بر قدر سوال ایشان
 و ایشان را مرید خود بدان تدقیق در محققه کن قاعده دویم در طریق فقر محمدی احتیاط
 و اهتمام در ادای صلوات جنس است با حفظ اوقات در رعایت ارکان و آداب حضور قلب
 رعایت معنی احسان چنانکه از هنگام شنیدن اذان تا فراغ از نماز با سکنه و وقار حضور
 و خشوع و تذلل و فهم معانی قرآن و تدبر در آن و حضور تعظیم حق عزوجل در رکوع سجود و تشهد
 و تسبیح بود و هر که احوال است با حق ظهور آن در حال نماز بود و حال صحیح است که در نماز دست
 و صلوة صله و پیوست میان بنده و خداوند و هر که در نماز حضور نبود و در حال صحیح نبود
 هر که در اقرب موطن محبوب بود در بعد آن چه خواهد بود و چه سبب فرمود صلی الله علیه و آله وسلم
 اقرب ما یکون العبد من ربها فان كان ساجدا و فرمود جعلت قره عینی فی الصلوة میگوید
 حیث نباشد که در وقت سماع مقامید و تغنی و تصنیف حاضر شوی و در وقت ایستادن
 حضرت حق غایب این نشان فقر فاسد است و در ویشی نادرست و عمده در قاعده فقر
 محمدی ربط قلب است بحضرت نبویه صلی الله علیه و آله وسلم چنانکه دل خود را بعبادت او
 مشغول داری و او را شیخ و امام خود گیر و عقد محبت با محکم کنی و تمامه سر خود با وی جمع
 آبی صلیوة محمد صلی الله علیه و آله وسلم بسیار گونی و پیوند باطن با او
 متصل و قوی داری تا وی صلی الله علیه و آله وسلم چنان در دل تو جائز کند که مشایخ
 در دل فقر او میدان ایشان می بینی که چون شیخ و پیر یکی نزد وی مذکور گردد چه اضطراب
 کند و در استرازا بدی محبت عظمت و منزهت که شیخ را در دل اوست پس بگردان تو غیر خود را

و بیخ خود را که محمد رسول الله است صلوات الله علیه و سلم در دل خود بچین تا محبت او تمامه ترا در گیرد
 و دل ترا مالک گردود و مثال او در چشم تو دایم بود و چون نام او مذکور کرد و لذت ذکر او را در خود
 بیایی و عظمت او در دل خود مشاهده کنی و چون باین صورت با حضرت وی متوجه شوی مستغرق
 یادی حضور او گردی و صلوة بروی بسیار فرستی اکنون هر مواعید او مواظبت کن و امر او
 او را بجا آر و سخن و اخبار و سیر و معجزات و اوصاف و احوال محسن و ما شرا او را بر خوان و
 مکرر کن و هر گاه حدیث او را بشنوی و صفات او را تصور کنی علاقه محبت تو زیاد شود
 و تعظیم او در دل تو غالب آید و داعیه اتباع سیرت او و سلوک طریقت او قوی گردد و ذکر
 و فکر تو مدام او را بود و در وی بود و فوق و شوق تو بر یاد وی وجد و کوشش تو در سیرت او
 تا ترا از اتباع و شیایح وی دانند و کسی شمارند و در آخر ساله میگوید مردم فقر فقیر
 میگویند و نمیدانند که حقیقت فقر چیست و بدایت او چه و نهایت او تا کجاست و من از
 بدایت فقر و ارادت نکته میگویم که چون آنرا بشناسی عزت فقر را بشناسی و نهایت او را
 از آنجا قیاس کنی بآنکه هر که در میدان فقر و ارادت در آید و قدرت ندارد که در وی آید
 الا بعد از فراغ از اقبال او امر واجتباب نواهی اول حال در آمدن درین طریق است که
 حفظ خاطر با حق کند چنانچه مستحق حفظ جوارح کند و هر گاه که خطر در دل گذرد که نه مرضی حق
 در حال از آن توبه کند و بعضی هستند که قلوب ایشان مستقیم گردد و خواطر صامح شود و خطور نکند
 ایشان غالباً مگر خاطر حق و ایشان دوستان خدایند که شرم دارند که در دل ایشان خطور کند
 آنچه نوی مسجانه بدان رهنی است از جهت یقین ایشان بنظر و علم وی تعالی و هر گاه ما باین
 نرسیده باشیم و حال آنکه این از بدایات فقر است شرم داریم که دم از فقر و ارادت زنم و نحو
 آن کم و نکته دیگر از بدایات فقر گوئیم و آن اینست که بعد از اقبال امر واجتباب بینی و حفظ خاطر
 طلب ارادت حق عزوجل چنان از دل ظاهر شود و بر و غالب آید و آتش محبت شعله زند که تمام
 مطالب ماب دنیا سوخته شود و خاکستر گردد و دل از غیر مطلوب خالی و فارغ شود و چون ما

باین منزل نرسیده باشیم چگونگی فقر و اروت کم و حال آنکه بوی ازان بشام جان نرسیده
 اما احوال فقر و اهلین طار باب نهایت این موضوع گنجایش شرح آن ندارد و مقصود ختصاصاً
 و قهتصار بر قدر ضرورت است و چون دلها از شنیدن بدایات تلکی گنشد شنیدن نهایت کجای
 دارد و میگوید که واجب است بر ما که بگریم ما بر احوال خود که مبتلا شد و ایم امروز بطایفه که مشغول
 ایشان اکل حرام است و کار ایشان بطالیت حلال نزد ایشان همان بود که میانند و حرام
 همان که نیابند شب و روز میگردند تا لقمه حریب بخورند و صورتی خوب بینند و غمخیز خوش نشوند
 و احوال ظاهر کنند و معارف بگویند و دعویهای این و دراز بکنند تا عوام مستحق شوند و مطالب
 دنیا بدست آید و بوی از اسلام خالص بشام ایشان نرسیده و ایمان حقیقی در دل ایشان
 نه در آمده تمام شب سماع بشنوند و در قصر کنند و چون بنماز بایستند نول زنند مثل نول تراخ
 و فقر کنند بر آمدن بر لوک و امر او گرفتن فتوحات ایشان سوال میکنیم از جناب حق عز و علا
 که دور دارد ما را از ایشان که ایشان راه زنان حق اند و راهی ایشان اشد و صعوبت
 از راه زنانی که راه دنیا زنند و مال برند و ایشان راه دین زنند و ایمان برند جابل چون
 ایشان را در لباس فقر بینند گمان برد که طریقه فقر همین است که ایشان دارند پس اتباع
 ایشان کنند و هلاک گرد و پاک گردانند خدا تعالی روی زمین را از لوث ایشان که چو کین
 و سیاه گردانیدند روی دین را در صحنی با و روی سبحی از اهل خشیت و خوف و تعظیم و
 مراقبه و معرفت سنت و متابعت که مستور اند از نظر عوام و دشمنان ایشان از اجزای
 چنانچه که دشمنان حقیقت خدا را جز ایشان ایشان اهل حضرت الهیه و صاحب نعمات
 قدسیه اند سلام خدا باد بر ایشان درخواست میکنیم از خدای کریم که توفیق دهد ما را
 ای یاران ما بسوگ طریقه که دوست دارد و آنرا در صحنی است ازان و دور دارد و آنچه
 کرده است نزد وی و تار صحنی گردانند او را و نیز میگوید که نشان فقر محمدی آنست که چون
 بشنود قرآن را طرب کند بدان و میل کنند آن و قلبی کند در وی مشکلم سبحان بصفا

این
 فقر
 است

مقدسه خود بر دل‌های ایشان و عجبا از کسی دعوی تجت خدا کند و حاضر دنیا بد دل خود را بر دست
 کلام محبوب حاضر یا بد نزد سماع بقصاید متننی و تصنیق و غافل باشد نزد سماع کلام حق و اما
 مجبان حق جل و علا سماع قرآن شفا دهد در ایشان و راحت اسرار ایشان مست خیر شود
 و روحی متکلم پس مشاهده میکند او را در امر و نهی و وعده و وعید وی و قصص اخبار و مواعظ و انبیا
 و پس نرم شود دل‌های ایشان و مجذب گردد و روح ایشان و نیست شود صفات نفوس
 ایشان و متهور گرداند آن صفات را عظمت متکلم و جذب کند دل‌های ایشان را بحسب خود
 برای مشاهده رحمت و الطاف خود و جلال و اکرام خود میگوید گوش منده سخن کسیکه میگوید که
 چون قرآن نه مناسب طبع بشر است و جد در سماع وی روی نماید و شعر مناسب طبیعت
 بشری است از اینجا است که نرم گردد دل‌های از سماع وی چه ای کلام فاسد است و حقیقتی ندارد
 زیرا که شعر محرک طبع است با وزن خود و سیما در وقتی که صاحب نغمه خوش از لغات
 موسیقی آنرا بر خواند و ضم گردد با وی تصنیق و جمع شوند در اینجا قومی که رقص کنند در هیئت
 اطفال و بهایم بقتضای طبع و جبلت بچینند چه جای دیگران و این حرکت نه مقتضای
 خالص ایمان و یقین است بلکه بشوب طبع و جبلت است اما را باب ایمان و یقین که صحیبا
 محمد از صلوات الله علیه و آله وسلم و کسانیکه تابع ایشانند با حسان می جنبانند قرآن آنچه پند
 در دل ایشان پس جنبش دل‌های ایشان و خشوع و وجد و تشعیر و دلین جلود و رقت خلوص
 ایشان بکلم معرفت و یقین باشد نه بکلم طبع و جبلت بعنبر این سخن را و بخوان این آیه انزل
 حسن الحدیث کتابت با مثلها بهمانی انشعرت منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم فقلوبهم
 الی ذکر الله و اگر دنیا بد دل خود را حاضر در سماع قرآن تهمت کنید او را می یاران من اجلت
 نصیب از معرفت متکلم و عارف ترین مردم بحق است که فاشع تر بود نزد سماع کلام وی
 و اگر لا بد سماعی خواهید باید که بهر ساینده قاری متقی طیب الصوت را بشنوید از وی آنرا
 و مشاهده بشوید بدان صحاب پیغمبر خود صلوات الله علیه و آله وسلم در صحنی الله عنهم اجمعین این ترانه

آن رساله است بعد از اختصار و حذف بعضی تفصیلات و تطویلات او و بعد از تامل نیک
 ظاهر شود که قصدش معنی طریقه مشایخ در تربیت و تسلیم و یشان و توسل و متک طالبان
 و مریدان بذیل ارادت ایشان نیست مقصودش ترغیب تخریص بر طریقه اتباع و اخذ
 و رعایت تقوی و تدین است و ترجیح و تقویت طریقه سلف صالح که صحابه و تابعین چنان
 واجتناب از بدعت و طرق مستحذنه که مخالف اصل پیدا کرده شدند و مذمت جماعتی که در
 بدنیافرو شدند و در عمل و اعتقاد تابع هوای نفس شدند و نفاق در دین دارند و این سخن
 خود متفق علیه تمام اهل اسلام و ارباب تصوف و اهل سلوک است و لهذا در بعضی طرق
 که شبیه بدعت و خلاف سنت باشد سالکان آن در تصحیح و تطبیق آن بسنت سعی
 نمایند و هرگز راضی نشوند و التزام نمایند که با وجود مخالفت سنت دعوی صحت و ثبات
 کنند و خود چون اینچنین بود دین مسلمانان بقل از اینجا آمده است لا بد آنچه موافق آن
 حق و هر چه مخالف اهل دیگر است را محال آن نبود که از پیش خود طریقی پیدا تواند کرد و اگر
 گوید خطا کند و اگر در جای توقیفی و شکی بود و آنچه از اهل صدق و تقوی است
 محال بخلیه شکر و استیلا می حال صدور باید تسلیم و تاویل باید کرد و توقف و احتیاط
 نمود و اگر نه این چنین بود رد و ابطال آن متعین باشد و در آنچه یقین است تذبذب
 و توقف چیزی نیست و صاحب رساله خود نیز در ضمن بیان قاعده حقوق و آداب
 صحبت بارادت و استنشاد و استغاده از صحبت مشایخ قایل شده است چنانکه
 گذشت و خود چه جای انکار و گنجايش لغتی آن دارد و صحابه و تابعین و سلف و
 همه طریق استغاده همین صحبت بود مقصودش تشبیه است بر متک و تعلق
 بصل اصول و اقتباس نور از ان منبع النوار و استغراق محبت و اهتمام مبتالبعثت
 و می صلی الله علیه و آله و سلم تا بفرع از اصل باز نماند و بوسایط از مقصود محجوب نماند
 و میزان افعال و اقوال و احوال سنت رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و طریقه

صحابه و تابعین سلف را سازند و تطبیق بدان نمایند آنکه اصلا طلب آن نمایند و در تحصیل آن
 نکوشند و استقام بدان نوزند بلکه خیر از آن نوازند و گاهی بود که بعکس آن روند و اصل را تا به
 و موافق فرج سازند و آن را باین تاویل نمایند و این روش یا جهل است یا اسحا و آنکه
 صاحب ساله در سماع غنا سخن کرده هم از جهت رعایت سنت و اتباع سنت و این مسئله
 نزد مشایخ طریقت تفصیل دارد و بعضی منکرند و بعضی متوقف و بعضی مباشر بعد از رعایت
 شرایط و آداب که بیان کرده اند این سخن دراز می دارد و اگر چنانچه باید بیان کنم سخن
 دراز گردد و این مکتوب آنرا بر نیت پادشاه و الله تعالی در وقت دیگر بجای دیگر آن را
 بطریق اعتدال انصاف بیان کنیم اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل
 باطلا و ارزقنا اجتنابه انک انت التواب الرحیم و حضرت شیخ علی متقی قدس سره
 در ذیل ساله فائده چند مناسب مقصود نوشته اند و آن اینست قال ابن عطاء الله
 الاسکندر سی رحمة الله علیه سمعت شیخنا ابا العباس المرسی رضی الله عنه یقول طریقتنا
 بنده لاینب للمشارقة و لا للمخاربة بل واحد الی الحسن بن علی بن ابی طالب و هو اول اقطاب
 فی بنده الامت و انما یلزم تعین المشایخ الذین یستند الیهیم طریق الانساب من کان طریقہ
 بلیس الحرقه فانها روایت و الروایت متعین الرجال سندنا و بنده هدایت و قد یخرب العبد الیس
 فلا یجبل علیه منته الاستثاء و قد یصح شمله برسول الله صلی الله علیه آله و سلم فیکون اخذ عنده
 و کفی بهذا منته و لقد قال الی شیخ مکی بن الدین سمرنا ما باقی الی الرسول الله صلی الله علیه
 و آله و سلم و ذکر عن شیخ عبد الرحیم القنادی رضی الله عنه انه کان یقول انما الامت لاهل
 علی الی الرسول الله صلی الله علیه آله و سلم و اذا اراد المدان یفصل علی عبد یغنیه عن
 الامت اذین حتی لا یكون له فیه سلف فعل و قال تکلم لبعض جلسائنی انی ارید ان اجعلک
 و زییرا قال لیس فی هذا سلف مقال انی ارید ان اجعلک سلفا لمن بعدک قال شیخ
 ابو العباس محضرمی رضی الله عنه و حدیث و ام الذکر و کثرة الصلوة علی رسول الله صلی الله علیه

علیه و آله و سلم فرقی سلم و معراج و سلوک الی الله تعالی اذالم یلق الطالبت شیخا مرشد ایتهی
 و بالله التوفیق و منه الهدایة السواء الطریق ۱

الرسالة السادسة قرع الاسماع بخلاف اقوال المشايخ واحوالهم في السماع

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم باسمك تدمی و بک عتصم سنا سماع نزد مشایخ طریقت قدس الله تعالی اسرارهم
 در آنچه نقل میکنند از افعال اقوال ایشان درین باب مختلف فیه فیستهم جماعه از ایشان
 مجتنب فرقه مباشر و طائفه متوقف بودند و کل وجهه همو لیهما فاستبقوا الخیر است
 غالب بقدماء و این طائفه که استادان طریقت و مقتدایان است اند طریقه اول است
 و در متاخیرین که و الهان راه و شوریدگان و ستان در گاه اند روشن و یم از سید
 الطائفه جنید بغدادی قدس سره می آرند که در مبادی حال سماع کردی می با اهل سماع
 بنشسته و در آخر ترک کرد گفتند چرا سماع نکنی و شنومی فرمود از که بشنوم و با که بشنوم
 اشارت کرد بفقده اخوان و یاران که از آنها می شنید و با آنها می شنیدت زیرا که سماع
 ایشان از اهل بود و با اهل بود چه اختیار شایخ سماع را در جائیکه کرده اند بشرط و
 آداب بود که در کتب ایشان مذکور و مسطور است و گاه گاهی بودند بر طریقه مستمر
 و عادت و چون جنید رضی الله عنه ترک سماع در زمان خود بجهت فقده اخوان و مشرط
 کرد و دیگر چه توان گفت و بعضی این حکایت جنید را با این عبارت نقل کنند که جنید
 می شنید پس از آن توبه کرد این اداناظر در جانب بگرسست و الله علم و نیز از وی
 قدس سره نقل کنند که فرمود فرود می آید رحمت و برکت بر سبطان فدر سه موطن در
 خوردن طعام زیرا که ایشان نخورند مگر نزد فاقه و ضرورت دویم نزد که کلام
 زیرا که تکلم نکنند مگر در مقامات صدیقان و احوال انبیا علیهم السلام سیوم در حال
 سماع زیرا که سماع ایشان بوجود و مشاهده حق بود و بعضی گویند این سخن از جنید

بصیحت نرسیده و اگر رسیده مراد باین سماع آن سماع است که شارا لیه است بکریه
 الذین یستمعون القول فیستمعون احسنه اولئک الذین یداهم اللہ و اولئک هم لولائنا
 و کرمیه و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعیینهم تغیض من المرع مما عرفوا من الحق
 و در عوارف میگوید که این سماع است متفق علیه حقانیت او و مخالف نیست در وی
 دو کس از اهل ایمان و این سماع متجدد است از پروردگار کریم و اختلاف در سماع
 اشعار و قصائد است باحسان مطربه موسیقیه و در اینجا است کثرت اقوال و تباین
 احوال بعضی آنرا منکر شهند و بعضی ملحق دارند و بعضی بدان مولوج و انزاج و وضع شمار
 و هر دو طائفه در طرفین تقزیط و افراط انداخته و نیز می آرند که از جنید پرسیدند که در
 باب سماع چگونه فرمود کل ما جمیع حکم مع اللہ فهو مباح این سخن از جنید رضی اللہ عنه
 بسوی صوفیانه است در طلاقش محل لغزش اقدام عوام و جهلاست و بصیحت رسیده است
 از وی که فرمود و اذاریت المرید یطلب سماع فاعلم ان فیه لقیته من البطلان و جواب
 که مراد وی از آن قول آن خواهد بود که هر چه نه در شرع حرام و مکروه متفق علیه است
 اگر باعث جمیع هم حضور قلب شود باکے نیست و چون وی رضی اللہ عنه در باب
 سماع باین اطلاق فرمود لا بد مطلق سماع نزد وی حرام نباشد و مانا که حق نیز همین
 چه دعوی حرمت سماع علی الاطلاق و وجود دلیل قطعی بر حرمت آن چنانچه برزنا و
 شرب خمر و دیگر محاصی است چنانچه بعضی متفقند گویند مکابره است حق است اعلم
 که در شرع دلیل قطعی هم چنانکه بر اباحت اولیت بر حرمت اولداته نیز نیست در قوت
 القلوب گوید که اگر مطلق سماع و مجمل آنرا بعضی بے تقیید بعضی انواع و تفصیل در
 سامعان منکر شوم لازم آید انکار بسوی از صدیقان و میل امام ابو محمد غزالی رحمه اللہ
 علیه درین مسله مہرین جانب است و در کتاب حیا و اجلوم بعد از نقل اختلاف عمل مشایخ
 از نزد خود بدلیل معقول اثبات اباحت سماع میکند و میگوید سماع غنا در ذات خود

مباح است که هلمش سماع صوت حسن است و شنیدن آواز خوب بر سماعه را مباح الاصل است
 چنانچه با صره را دیدن الوان و اشکال خوب و سیر و تماشا می مانع و گلزار پس از آن بجا
 و چیزی بیرون از ذات گاه حرمت و کراهت پیدا کند و گاه سجان و استجاب با که اگر
 مباح در حد ذات بجا صنی از عوارض خارج از ذات واجب و محبت حرام و مکروه گردد و میگوید
 اگر کسی قصد راجح فرض یا نافله دارد و در راه مانده شود و نتواند صبیذ ناگاه شعره
 رحمت بخش شوق افزا با آواز خوب نکشاید بشنود و راه دور و زده بیک در مطه کند چسب
 حرام باشد و لوسایل حکم مقاصد تا این سخن امام غزالی نیز مبنی بر آنست که سماع غنا
 در اصل مباح است و دلیل بر حرمت او نیست و الا وجود تازگی و حدوث شوق
 چه فائده کند اگر یک مانده و افسرده شود و پیاله شراب بخورد که بدان شوقی در رفتن
 راجح یا قوتی برگزاردن نماز پیدا کند درست باشد نباشد حاشا و کلا اول اثبات
 اباحت باید کرد پس از آن این سخن گجنت و وی همچنین کرده و مختار نزد وی اباحت
 غناست و حرمت و کراهت بجا صنی است چنانکه گفته و بعضی گفته اند بهوش پیوسته
 متقی یعنی سر و شنیدن شبهه حرمت دارد و تقوی در آنست که نشنوند و در حدیث آمده
 است کان اهلین اول من نوح و اول من تعقی و نیز در حدیث آمده است از ابن مسعود
 الغنا ریبت الفناق فی القلوب الخدیث رواه البیهقی فی شعب الایمان عن جابر
 رضی الله عنه و ابن مسعود و ابن عباس فرموده و سوگند یاد کرده اند که مرا و پهلوانی
 در کردید من الناس من یستری لهوا الحدیث استماع غناست و مجاهد گفته که مراد
 بصوت تک کریمه و استقر من استطعت منهم بصوتک غنا و مزامیر است و فیصل ابن
 عیاض فرمود الفناق رقیة الزنا و در حدیث احمد و ابوداؤد آمده است نافع گفت
 ابن عمر در راهی میگذشت ناگاه آواز مرماری بگوش وی رسید پس در آورند و شنیدند
 خود را در سوراخهای گوش خود برگشت از آن راه بجانب دیگر و گفت مرا آیامی شنید

یا نافع آوازی را گفتند پس بروشت انگشتان از گوش و گفت اینچنین دیدم از
میغبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم که کرد و نزد شنیدن آوازی نافع گوید من در آن زمان
صغیر بودم یعنی از جهت منع نکردم از شنیدن آن آواز از امام شافعی آرنده که غنا که
است مکروه مشابه گفتم است که هر که استگزار کند از آن سفیه و بخیل است مردود
الشهادة و گفته است که استماع از زن نامحرم جایز نبود هر چند در پرده باشد و مذاب
امام عظیم ابو حنیفه رضی الله تعالی عنه آنست که سماع غنا از ذنوب است و در روایت مشهوره
از وی آمده که مکروه است و امام مالک گفته که اگر جاریه بخرد و تخفیه بر آید این عیب باشد که
بومی استحقاق رو فتح میبگردد و مثل این آمده از امام احمد بن حنبل گفته اند که همین استند
سایر اهل مدینه این سخن منجر گردد بر روایات فقه و اقوال فقها رحمة الله علیهم و این دور دور
است در روشی دیگر است اگر چه اصل همین است و مانا که مراد درین اخبار و آثار و امثال
آن غنائی خواهد بود که فضل اسماع آن بطریق لهو و لعب و داعیه نفسانیه شهوت است
و بی وجه بطالت باشد تطبیقا بین الدلائل و حفظ لظرفین و محدثین را در احادیث
مذکوره درین باب سخن هم است و ایشان میگویند که هیچ حدیثی صحیح درین باب آرنده
و الله اعلم و مقصود مادرین رساله بیان اقوال افعال مشایخ طریقت است درین باب
که چه کرده اند و چه گفته و مابینک حکایات مشایخ پیشین و پسین را درین باب مختلف یافتیم
یا قطع نظر از غالب مغلوب نقل است که شیخ حماد و باس که از مقتدایان وقت از مشایخ
طریقت حضرت عارف اشعین شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی بودند رضی الله
و آنحضرت در ابتداء کار در صحبت ایشان بوده و سلوک این طریق بنموده اند روزی بنمای
جمعه میرفتند ناگاه در اثنای راه آواز سرودی بگوش ایشان رسید الیتمادند و
متوقف گشتند و متامل شدند و گفتند ای امار و زچه معصیت از ما بوجود آمده که چگونه
آن باین بلا مبتلا شدیم هر چند در نفس خود تقصیر کردیم چه ازین باب نیافتند پس

برگشته بخانه آمدند و مخصوص حال نمودند که مگر از ایشان چیزی بوجد آمده باشد بعد از این
 حال معلوم شد که کاسه خمریده بودند که مصور بود فرمودند این بود که لشومی وی گرفتار آیدیم
 این حکایت در بیجهت الاسرار مذکور است حکایت دیگر بشنود در جانب خلاف آن از خواجه
 اجل ابو یعقوب یوسف همذانی قدس سره که بهم در کتاب بیجهت الاسرار می آرد که وقتی
 ایشان در سماع بودند و فقیه آمدند و ایشان را از سماع منع نمودند خواجه در وقت شد
 و در غضب آمد و گفت اما نکم الله بمیراند تا نرا خدا تعالی فقیهان هم در حال فرمودند شیخ
 ابو یعقوب همذانی از کحل اولیاء و صفیاست و شیخ حماد و باس نیز همچنین این پنج تن
 از کجاست یارب مگر مشارب مختلفند و شیخ ابو یعقوب پیر خواجه عبدالمحلق بغدادی اند
 که سه حلقه سلسله نقشبندی اند قدس سره هم و با وجود آن روشن خواجه بزرگ
 بهار الدین نقشبند قدس سره ترک سماع بود که میفرمایند نه بنکار کنیم و نه انگاریم
 و حضرت خواجه عبید الله احرار نیز بر طریقه اجتناب بودند و بعضی مریدان ایشان
 از ایشان نه بر طریقه اصل مانده روشن سماع را راه دادند و دعوی کردند که اجماع
 خواجه رخصتی درین باب داریم که فرموده بودند اگر بعد از ما بصلحت است و به رعایت
 نفوس بعضی سالکان کار کنند مختارند و الله علم و در سلسله کبرویه سماع هست و حضرت
 شیخ نجم الدین کبری و شیخ محمد الدین بغدادی و دیگر عزیزان این سلسله سماع میکردند
 و شیخ نجم الدین کبری مرید شیخ عمار یاسر اند و شیخ عمار یاسر مرید شیخ ابوالنجیب سهروردی است
 و ازینجا بن شیخ شهاب الدین سهروردی که خلیفه شیخ ابوالنجیب است سماع منی میشود و
 بدان کار منی کند و در رد و قبول آن براه تفصیل میرود و ازینجا معلوم میشود که اختلا
 در سماع نه همین در سهروردی و حبشیه است حالی است که بعضی را باشد و بعضی را نه و اگر
 بعضی را آن حال باشد با وجود آن توقف نمایند و پراه اتباع روند سماع غنا مذکور است
 و رکنی از ارکان طریقت که بران بایستند و لازم گیرند نه از قطب لوت شیخ ابوالنجیب

شافلی که امام و سر حلقه سلسله شاذلیه اند روح العباد و احوال و احوال العیاض بر کمال
 و برکات علوم هم می آرد که کلامی فرمود که ترجمه اش این است آن با که سماع کنند و طاعت
 ظلمه خورند بدانکه در ایشان نزع بهی و نیست که در قرآن مجید میفرماید سماعون للکتاب
 انما لولن السموت و نیز فرمود در وقتی که پرسیده شد از حال سماع کنندگان روزگار است
 المعول با سماع صالین فرم علی آنها رسم بهی و هم یکی از شاخ شاذلیه فرموده است
 السماع الخطاطی در جرت بحق اذا کان صادرا عن اهل بشرا لیطه و ادا بگفت سماع
 پسستی است از مرتبه حق در وقتیکه صادر شود از اهل آن با جمیع شرایط و آداب که
 قرار داده اند چه جامی آنکه از نا اهل بود و بی شرایط و آداب باشد یعنی در چه حق
 بالاتر از مرتبه سماع است ندانم که این چه اشارت است مگر مراد از حق طریقه اتباع
 سنت داشته و بیشک طریقه سماع و صورت آن خلاف سنت و طریقه اتباع است
 یا مراد بدان مقام شهود ذات و تجلی ذاتی است که گویند سماع اهل قلوب ارباب تجلی
 صفاتی را باشد که تغییر و تحول مضطرب در مقام پیدا شود و خلاف تجلی ذات که آنجا
 سکون و تکلیف و ضحلال است و نیز گویند که سماع شنیدن پیام محبوب است و پیام
 شنیدن در طبیعت باشد نه در حضور این چنین گفته اند بعضی مشایخ اما تواند که در
 حضور نیز سخن از زبان محبوب بشنوند در اینجا سماع کلام محبوب بود نه پیام او یا رساله
 گویند که حالت استغراق بود و سماع حالت فناء استغراق نیست چه در استغراق بی
 است و در سماع مستم شعور بود و چون با استغراق کشد اینجا سماع نخواهد بود و حالت محض
 در سماع نیست که اختیار درود شعور و نیز گویند که سماع ارباب و جبرای بود و حدیثی است
 سهاد و مشبه وجود بالاتر از وجود داشته اند که مقام ارباب تکلیف از منتها است چنانچه
 در عوارف از شیخ حماد و باس نقل کرده است که فرمود و الیکار من افضیه الوجود و چنانچه
 شتری می آرد که وی هرگز از سماع ذکر و قرآن متغیر نشدی روزی در آخر عمر وی قرآن

نزدیکی خوانند بر خود لرزید و نزدیک بود که میفتند پس میداند که این چه بود که هرگز از تو ندیدم
 فرمود وضعف حال گفتند اگر ضعف اینست قوت کدام باشد فرمود قوت آن باشد که اگر نزدیک
 که دور و یابد آنرا فرود برند و متعجب نشوند و چنانچه از صدیق اکبر می آید که شخصی آید که در آن
 بشنید و از راز بگریست و در عقبها زد و بخودی نمود فرمود که نکند که کنان من قبل و لکن ^{وقت} قد
 قلوبنا ما یرحمین بودیم و لیکن اکنون سخت گشت دلهای ما مراد باین سخن قوت
 یقین و تکلیف دل است که از حالی بحالی نرود و تغییر نپذیرد و ما تا که ترک جنبه قدس
 سماح را در آخر عمر هم ازین قبیل بود و از بی نیت که شیخ شهاب الدین بهر در ^{علمه} و در ^{علمه}
 میگوید که منتهی مستغنی از سماح بود و میرسد محمد گیسو و راز علیه الرحمته در برابر آن میگردد
 که این منتهی است که آفت انتها بوسی رسیده است و میگوید در عشق و واقف است یکی
 در ابتدا دیگری در انتها آفت ابتدا آن بود که چندان در عشق و غم طلب معشوق بود
 طاری شود که او را محیط گردد و مدتی برین بر آید تا او را لذت کامل دست دهد و هیچ راه
 و صراط محبوب بر وی نگشاید بداند که مجوز از در و غم نقدی دیگر نیست هم بران مایه
 از مرور ایام در و غم طبیعت او شود و عادت گیرد و ذوق در دماندن لذت و حصول
 شود و نه ذوق الم و حرقت همچنین صنایع شود و سرد گردد و بر جا خود بماند و عادت
 او بر حسرت و حیران باز آید نفوذ بالبدننها و آفت آنها است که چون بوصول معشوق برسد
 مشغول به لذت وصال گردد و حرقت فراق و الم حیران از وی برود بعد از مرور ایام هر
 عادت و طبیعت او گردد و ذوق وصال هم برود و مطلوب از حالتین جز ذوق و خوشی
 راحت محبوب نیست اگر چه وصال باشد ذوق کجا که بدان راحت گیرد و مجرد وصال صراط
 اما عشق بر خود دار است که در حالت ابتدا مشغول به لذت فراق و الم و حرقت حیران باشد
 و در انتها هر چند که وصال یابد ذوق مزید تر شود و طلبت یابد تر گردد و در در و در و در
 این کلام سید است در لطوفات و می بعد از آن میگوید سخن من در ذوق است قطع نظر از کمال

و نقصان و سید علیه الرحمة سخن خوش طبعانه میگوید که ذوق چیزی دیگر است که در سخن
 نیز رود و این مستی است کسی اینجا چه گوید مست عشقم و دیگر نمیدانم چنانکه اناحق
 نه فیه مافیه به سخن اینجا در قواعد و احکام ایشان میروند که قرار داده اند و الله صلوات
 سخن بسید که در ترجمه عوارف میگوید نیز خالی از غرابی نیست در اینجا که در عوارف در باب
 و انکار سماع می آرد که بزرگ گفته است ان الغنا یزوب عن الخمر و لعل الغنی ان کففت
 که شنیدن سرود درست ساختن و بجزوی آوردن کار شراب میکند و قایم مقام است
 این بزرگ منتفیض غنا و تجدیر ازان میکند چنانچه در سخن همین بزرگ است که ایاک و الغنا
 فانه یزید الشهوة و یهدم المروة پس ازان میگوید و انه لینیوب عن الخمر و لعل الغنی ان کففت
 و بیشک آنچه اورا تشبیه شئی حرام کنند و قایم مقام او دارند ناقص نازل خواهد بود و
 اینجا میگوید که این سخن خود موافق بدعای صوفیان اند یعنی مقصود از سماع ذوق و
 مستی است و چون آن بزرگ فرمود که کار شراب میکند ثابت شد مقصود ما این سخن نیز
 خالی از خوش طبعی نیست در ذوق بخشیدن سماع و مستی آوردن آن که سخن است اگر
 دل و حرمت و نقصان و کمال اوست این مقام منزله اقامت است که گویند مطلوب است
 و ذوق مست هر چه مستی آرد مبارک است چرا این مرد پالیه شراب نخورد که در ذوق و
 مستی کا ملتر از سرود مست و مشبه به اوست اینجاکا بیت بدان ماند که در کشف المحجوب میگوید
 یک از اباب کشف العین اید علیه اللعنة که با حقه کرده است آمده سرودی میگوید و فیها
 می نند و مزامیر میخوانند و می در گریست و قصص میکند و میوزند و دنیا را شرح میدهد
 که این چه حال است پسین در جواب او گفت که کاروی از آن روز که او را رانده اند و فرغ
 لغت بر چنین حال می نهاده نیست که می نالم و میوزم و مصیبت حال خود میدارم
 اینجاکا بیت را صوفی از صوفیان روزگار شنید و گفت این خودمین بد عالم صورت حال
 آرد معلوم شد که سماع باعث ذوق و درود و سطره و ناله و دیگر بیست دیگر سخن چیستند

این زمین که نیکار و بیست پس از آن در مرغ بیس آمد که او را چرخیا ل کرده آید وی است
 ذات الهی است و عین القصاص چنین و چندین مدح وی کرده است کسی با این نظر گفته
 چه گوید لغو و باسد من الرنج و الزلل و اذ اهل توحید وجود آنکه است و انکار بر سماع غنا و اثر
 شیخ محمد الدین بن عربیت که تمسک بود که تاثیر لغت بالذات بر روح حیوانی است و حرکت است
 در توضیح آن هرگز نبود و روح الهی منزله است از تاثیر لغت و میگوید که سماع غنا و تاثیر
 بدان زمین خالص است که الا الله الدین الخالص و جدی که در سماع لغت پیدا شود
 لا یعول علیه است و میگوید که نشان ذوق قرآن و لذت شوق سماع آن است که شنیدن
 او بفرح و با نغمه بیان بود و اگر ذوق مقید بفرح بود آن لذت حسن صورت بود نه لذت غیر
 قرآن و شرح و مبالغه در باب منع سماع غنا در کلام شیخ بسیار است و میگویند که شیخ
 شهاب الدین بهر دو شیخ او حد الدین کرمانی را که سماع می شنید و بر امر دامن نظر میکرد
 و صاحب جد و حال بود و میگوید او را در مجلس فرود راه نمیداد و اگر ذکر او در مجلس رفت حکایت
 نام آن مبتدع نزد من بزیاد و این حکایت از شیخ علاء الدوله سمنانی تصحیح کرده و گفته است
 که شنیدم آنجا حکایت بود است که کسی که حاضر بود در آن مجلس میگویند که شیخ او حد الدین چون
 شنید که شیخ در باب وی سخن میگوید گفت مهربان خوشم که باری نام من بر زبان شیخ
 رفت زهی صدق و دیانت آن مرد در همه الله علیه و در بعضی ملحوظات مشایخ چشیده قدس
 بعد از مرگم نوشته اند که شیخ او حد الدین در ملازمت شیخ شهاب الدین آمد و سماع طلبید
 شیخ او را بدان اجازت داد و خود شغول بنماز شد و خام را فرمود تا طعامی بجا آورد و شیخ
 مینمازید و نیز نوشته اند که قسمی قوالی بخدمت شیخ بهار الدین ذکر یا قدس سره آمد
 و گفت بخدمت شیخ شهاب الدین بودم و تصدیق نزد او خواندم و شیخ از آن ذوق گرفت
 و حال کرد پس شیخ بهار الدین در حجه در آمدند و چون سخن گفتند و قوال را امر بخوانان
 آن تصدیق کردند و حال نمودند و ذوق گرفتند بعضی مردم آنجا حکایت را غریب ستاوند

و بیچ غرابت ندارد و اگر قصیده شتمل بر ذکر احوال محبت و مقامات مجبان که باعث برتری
 و مزید طلب حضور دل مرغ خواطر و قوت باعوضه خنایست گرد و بشنوند و ذوق گیرند تقصیر
 دارد و بعد از آنکه معلوم شد که اصل حسن صورت علی الاطلاق حرام و مکروه نیست این خراز
 خود در زمان سلف نیز از بعضی از ایشان بوجود می آمد بالا تر ازین حکایتی است که در
 مکمل نوشته اند که جماعه صوفیه در خدمت حضرت غوث الثقلین صلی الله تعالی علیه و آله حاضر
 بودند قوال شعری انشاد کرد و آنحضرت را حال شد و بطیران درآمدند و از اینجا هم بطبر
 طیران در خانقاه خود حاضر شدند و نیز می آرند که شیخ عزالدین عبدالسلام که از اعیان و
 اکابر ائمه مذہب شافعی و معتدایان ایشان دلسی بزرگ عالیقدر است در اول حال براه
 میبایست و انکار مشرب در ایشان میرفت و چون حضرت شیخ ابوالحسن ذلی قدس الله تعالی
 روحه از زیارت حضرت سید عالم صلی الله علیه و آله و سلم زآمد نزد شیخ عزالدین عبدالسلام
 به وقت گفت رسول الله بفرما که السلام شیخ عزالدین را بشنیدن این کلام حالی در گرفت
 که از خود بر وقت پس از آن با مشایخ صوفیه براه عقدا و افتقاد و میرفت بحدیکه در مجلس
 سماع ایشان نیز حاضر میشدند و حکایت صحیح است و ثقات آنرا روایت کرده اند اما این
 ندانم که مراد مجلس سماع حضرت شیخ است و ایشان سماع میکردند یا مجلس شایخ دیگر بود
 که در اهل سماع و صدا دقان راه در آن وقت بوده اند و الله اعلم و شیخ الاسلام عبدالصمد انصاری
 قدس الله سره الاصل گفته که ذوالنون مصری و شبلی و خزار و نوری و دراج همه در سماع حضرت
 و غیر از ایشان نیز بوده اند از مشایخ و مریدان جمیع ائمه تقالیه که در سماع رفته اند چه در سماع
 قرآن چه در سماع غیر آن و حکایت ایشان در کتاب نغفات الانس منقول است و یقین
 بر سیده است که کبری مشایخ چشتیه و بزرگواران این سلسله قدس الله تعالی سرار هم
 سماع می شنیدند لیکن با احتیاط و شرایط و آداب و بیشتر اوقات در خلوات می شنیدند که از
 نقل وجود دیگران و نامحرمان خالی میکرد و گویند که در عهد دولت قطب اول صلیین خواجه قطب الدین

اوستی قدس الله تعالی سره لعنیزه و اصل الیها فتوحه در ایشان در زده طی بر میگرفتند
 در ریاضت میکشیدند پس ازان در موسم احساس مشایخ و عزیزان سماع می شنیدند
 و شهرت که رحلت خواهد هم در صنعت و بیماریت که در مجلس سماع حادث شده بود
 چنانچه امیر حسن دهلوی نیز در غزل خود اشارتی باین قصه کرده است و گفته است
 جان برین یک بیت دادست آن بزرگ + آرمی این گوهر زکان دیگرست +
 کشکان خجرت تیمم + هر زمان از غیب جان دیگرست + وقاصی حمید الدین ناگور
 را که از علماء و عرفاء وقت بود و شرب عشق و محبت و توحید داشت در سماع غلوی تمام
 بود و علماء اکن وقت بر سر آن محضری ساخته و حکیم سلطان شمس الدین در ایشان
 از سماع ممنوع شده بودند الا در خلوت پنهان میکردند و حکایات در میناب در لفظ
 ایشان بسیار نوشته اند و مولانا برهان الدین لجنی فرموده است که از خدا امید میدم
 که در ادوار و رزقیاست از هیچ گناه کبیره نه پرسند زیرا که نگرده ام الا یگناه دان شنید
 ربا هست که آن را بسیار کرده ام و اگر این زبان پیام نیز میکنم اشارت بوضع ولی
 اختیاری و گرفتاری خود میکند و با وجود آن احترام تهفیر خود دارد و حضرت شیخ
 العالم فرید الحق و الدین گنج شکر قدس الله تعالی سره در باب سماع اختلاف مردم
 فرموده اند سبحان الله یکی بنوخت و خاکش شد دیگری هنوز در اختلافت در زمان
 سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سره ایکنار رواج دیگر یافت در زمان
 تعلق شاه بر ایشان نیز محض ساقند و محاضر سابقه را که در زمان قاصی حمید الدین
 ناگوری کرده بودند نیز حاضر کردند غالباً قرار بر تفصیل و تفریق یافت و در مجلس
 مزه میسر نمود و تصنیق نمود و یاران خود را ازان منع میکردند و میفرمودند که باری
 اگر کسی بفتند باید که ز دایره شرح بیرون نیفتد این بنا بر آنست که در سایل فقیه
 مذکور است که در شنیدن سخن خلائی هست اما شنیدن مزه امیر با اتفاق همه است

یکبار امیر حسن علیه الرحمه در خدمت ایشان عرض کرد که صدقه خواهم چون صوتی شنیدم
 بشود دنیا و مافیها در آنوقت فراموش گردد و همه چیز بدل سرگردود و جز یاد حق در دلم
 نماند و در نماز ایجاب دست نبردم باید کرد فرمودند کسی گفتند که ایجاب است در نماز چه وقت
 و چون در مجلس سماع حاضر میشدند بجا ایشان غالب بود در بعضی موارد نقل آن از ایشان
 بخطر درینده است و حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمه الله علیه در غایت ترویج و احیای علم
 و کمال طاعت حدود ظاهر بودند و همیشه بدرس علوم دینی مشغول و گاه گاهی که سماع می شنیدند
 اقوال آن هم از بعضی طایفه علمایان و در ایشان میبودند که در خدمت ایشان کار میکردند
 چنین شنیدم که شیخ یکبار در خانقاه شیخ بران الدین غریب مجلس سماع بود و فراموش بود
 شیخ نصیر الدین محمود از مجلس برخاسته و مواضع نموده بمنزل خود آمدند کسی گفت که از طریقه
 پیر گشتی گفت حجه منی شود و این جناب سلطان المشایخ رسانیدند فرمودند خوب کردی
 بجانب او است و منتسبان سلسله محمد و شیخ نصیر الدین محمود قدس الله تعالی سره
 غایت اعتقاد است و اول شنیدن فراموش دارند و ایشان میگویند که شیخ فرمودند که هر که
 سماع مزایر کند از محمد صیحت و مریدی نماند و الله اعلم بالصواب و الیه المرجع و المآب
 تشبیه بوضوح پیوست که افعال اشخاص طریقت در باب سماع مختلف و متعارف
 آمده و شک نیست که مقتضای اختلاف و تقارن بالطبع توقف و تردد است و عقیده و حجاب
 یکجانبی است با حقه باید و بسبب و باعث درین باب چند بود یکی لطافت وقت و طریقه
 طبیعت و شهرت و عدم اعتنا و مبالغات با حکام شرع و فقدان قیمت و حرمت سماع
 احسن و اخذ اولی و ارجح و این خارج بحث است چه آنها که ایجاب دارند در حکم ما میم
 انعام اند که احوال اشخاص را ضابطه نباشد بل هم مثل دیگر طائفه اند از ارباب
 فضل ذوق طاعت و عبادت و لذت ذکر و تلاوت و خلوات و مناجات محروم بوجهی
 حضرت سبحانی طاعت و صحبت را پادشاهت و در این طریقه که بطبع شیر و محرک باطن و جامع است

خواهر است لذتی و سروری و شعوری بطلوب حاصل وقت ایشان کرد و بدان از جا روند
 فریب بخزند و جود و بیخالت را عنایت نمردند و بشوئیل و تترئین نفس و شیطان این را
 بر عبادت و ریاضت ترجیح نمایند و اهل آنرا سنگ شوند و از ذوق و لذت عشق محروم
 شمارند جزای ایشان آن بود که روزی پرواز طریقه دین و دیانت یگانه ترک کردند و در
 افقند و در آنچه هستند نهنگ تر و غالب تر شوند و از نماز و غیر شصت و فاسق ایشان اخصیبه
 نماند و آن تیز بر یاد تکلف و خوف زجر و تشنج خلاص کنند تا رفعتی یافته کار بجای آید
 که آن نیز از دست رود و اگر نزد ایشان سخن صوت جسم صورت منضم گردد و خصوصاً
 از ناسرغنیات مابیت ذوق و شوق ایشان بوجود علت صدوری و مادی تمام شود
 و بالاتر از آن ذوقی نبود و اگر بعضی مغیرات که باعث اعتدال فراج طبعی و تهرج قوای
 حیوانی گردد و بکار برند خود قیامتی دیگر قایم شود و باز جماعه که از اینها بخونش طبعی سخن
 و ذوق حکایات و اشعار و رموز و اشارات و اسماء که طائفه وجودیه و باطنیه از آن
 خود عارفان دهر و کمالان روزگار و معتقدایان طریقه اشراف اند باینه حال ایشان بحکم
 ایشان برتر است از آنکه فهم علماء و زما و عباد و بدان رسد معاذ الله عن المکرهات و
 کاشکے این ذوق و حال معرفت پرگز شود و هم نماز و روز خشک باین عجاایز ختمند
 باری صورت ایمانی ازین عالم با خود بردند و این طائفه نیز در حقیقت خارج مجتبات
 بیرون دالره و اعتبار اند قویتر شب و ضعیف تر شب تاهای در منقاسی پیروی پیران است
 یعنی هر چه بزرگان و پیران ما کرده اند ما نیز اتباع ایشان میکنم و در اینجا جماعه هستند
 احکام بشریعت را ندانسته و احادیث و اقوال علمایان شنیده اند ایشان جاهلانند
 تعلیمشان باید کرد و حقیقت حال کشت نمود و فرقه دیگر اند که گویند ما را با بشریعت یک
 است ما از ان ایشانیم و درست است که ما من حضرت ایشان زده ایم و اگر چه باشد اینها
 کافرانند تعزیرشان باید کرد و حد ارتداد قاست نمود و جماعه گویند که ظاهر سنت

خود چنین مینماید ولیکن چون بزرگان کرده اند بی سبب و دلیل نخواهد بود اگر چند مانند ایم این
 سخن نقد است اما در عالم عقدا و پیری و مریدی و بی وار و اعتدال را میاید بکشان
 باید گفت بزرگان که کرده اند بخلیه حال مستی و بجنودی کرده و گاه گاه کرده اند بر کسی مصلحت
 وقت و مقتضای حال و بنیاتی و شرالطی و آدابی که داشته اند آنرا کرده اند و طریقت حقه
 و دیگران را بدان امر نکرده و تقصیب نور زیده آن ذوق و حال کو آن مصلحت و نیت
 کجاست و اگر آن صفات و احوال و آداب که ایشان داشته اند شما نیز دارید و از خود و از
 دیگران که درین مجامع و مجالس حاضر آید این معانی بر یقین یا نظن غالب حاشانه می کنید
 مبارکباد شما تا بجان بزرگانید و اندر خبیر با تعلیم و جامعه دیگران که در صد اشیاء
 این عمل با حدیث و اخبار و آثار شوند این روش خالی از تکلف نیست حدیث لست
 حیات الهوی خود پیش محدثین و محققین مشایخ نیز موضوع و بی اعتبار است و حدیث است
 که در روز عید تعزنی میخوانند و ابو بکر صدیق با بقه علی که بکر است و حرمت آن درین
 داشت یا با جهتاد و قیاس خود که مشاهده صورت لهور و حبس عقدا و آن نمودن سخن
 کرد پس آنحضرت سر از خواب بر آوردند و فرمودند که امروز روز عید است من کن یعنی بنفید
 عیش و سرور روز عید مجز و مباح است مسامحه بکن در آن تو در تعزنی و تدفیف در اسجاد
 و اعراس و ولایم سخن هست و تجویزی رفته است اما شمارای ما شرا بل روزگار چنانچه
 کند باری آن زمان که بودند و چه میخوانند و چه سرو میگردند و جاریه بودند از اهل خانه
 که بعضی و قایم که میان اوس و خزرج گذشته بعد باوازی که دارند میخوانند و خفیه نبودند
 در صحیح بخاری آمده که تا تعیینان لیستان لمخنین نهایت آنچه بدان ثابت شود آن
 که تعزنی علی الاطلاق حرام نبود مسلم اما این اجتماعهای خاص با کیفیت مخصوص چه بود
 و اینجافرقه است که لکن تغزبکا و ندکن پیران از ایشان محض بهانه و مجرد حدیث است اگر
 ایشان معتقد پیران اند چه شد که از روش پیران همین سماع و حضور مجالس آنرا گرفته

و باقی همه ایبا و فتا و اذند بد نام گفته اند که گویند ایشان اند حاش الله انما
 با پیران نسبتی و پیران را با ایشان عنایتی باشد پیران اهل حق اند و از باب صدق آن
 اهل بطلان و کذب کی رصنی شوند بنای فعل ایشان جز نفسانیت و تعصب نیست حتی
 اگر فقیهی را منتشر حمی از به بیند بر رعم سے پیشتر کنند و تند تر شوند گویا که با این جماعه
 دشمنی دارند و دینی دیگر دارند تقم ایجا جماعه اند از مریدان قدم در راه سلوک نهاده
 بتعل و تشبه در اعمال صوفیه مدخلت نموده و لباس درویشی و طبیعت بحسن بنیت پوشیده
 و در روی دردی حشیده و معتقد مشایخ گشته و امیدوار احوال ایشان آمده اگر مطلق
 انکار کنند تبرت مبادا انکاری و تفضیله نسبت بان بزرگان لازم آید و اگر انکار نکنند
 ولیکن اجتناب احتراز کلے نمایند مبادا از آنچه آنها یافته اند محروم گردند و هم چنانکه در
 باب پس روی ایشان گفتند در کارهای دیگر نیز مواضعتی دارند و رصنتی میکنند و حال
 میکنند اگر وجهی نباشد باری تو اجد سے هست و اگر تحقیق نبود تشبیه باقیست اینها
 اگر تعصبی بود زند و عادات نگنند و تو ظل نمایند و تو روح از دست ندهند و احتیاطی
 در کار دارند در ویشاند و بی نشانی از اهمیت نیستند هر چند بی مزج نفسانیتی
 نباشند اما رباب احوال و اذواق و صحاب معارف و مواجید از رباب قلوب
 که از شایبه تکلف و تصنع و نفسانیت با کلکیه عاری و در دریا وجد و شرب سکر
 مستغرق و متواری اند و دیگر اند باز طائفه اند که از شایبه مزج نفس بلکه قلب گشته
 بیرون آمده و در صرف مقام صحو و تکلیف و تحقیق میقیم مستقیم شده از همه بالاتر اند
 اولنگ صمدی من ربهم و اولنگ هم المظنون و صنی المد عن جمیع عبادہ الصادقین
 رزقنا اتباعهم و سقانا من شاربهم الماء المعین صمدی المد علی خیر خلقه استاد الكل و امام
 الهدی محمد و آلک جمعین :

الرسالة السابعة ورو والایاد بالاستقامة علی الافراد

لاله الامام محمد رسول الله

از حکم بن عفاست رحمة الله عليه اذ ارايت عبد القامه الله بوجود الاله واداره
عليها مع طول الامداد فلا تتحقن ما منح مولاه ان لم تر عليه سيمار العارفين ووجهه
مجبين فلو لا در و ما كان ورد بندگان خاص الهي جل جلاله و قسم اند مقربانند و ابرار
مقربان آنهاند که از حظوظ و ارادات خود منسلخ شده اند و بر اختيار و ارادات مولی
تعالی ایستاده و ابرار آنها که تقیای حظوظ و ارادات در ایشان باقی مانده و باقی
قانی نشده اند و مولی کریم تعالی و تقدس ایشان در مقام طاعت و عبادت اقامت
نموده برض درجات در دنیا و آخرت تخصیص فرموده است و لابد انداد نور اینست
یقین ایمانی شامل حال ایشانست که اقتضای قیام در مقام که ده پس چون بینی تو
ای مخاطب بنده را که اورا الله سبحانه در او را در اعمال برداشته و توفیق اداست و
سقاقت بر آنها بخشیده است دیگر او را چشم کم بین اگر چند سیمای عارفان و محبت
خاص در ناصیه حال او نه بینی و به یقین دان که اگر زوی انجذابی در باطن او پیدا
که موجب نهوض و مقتضای اقامت و اداست و در شده و اگر آن وارد نمی بود آن نور
توفیق نمی یافت اقامت و در دست سقاقت بران سعادت نمی یافت و لولا ان بدای
الله لما هتدینا و لا صمنا و لا صلینا بلکه هر که انتساب بجناب حق و بوجه عام نموده لابد بوجه
از وجه تعلق و اختصاص مخصوص گشته است چه اگر نه باعث محبت و تعظیم انجناب
پیدا شدی هرگز تعلق و انتساب را بر ضد ان ایشار و اختیار نکردی پس بر حسب ان
و تصدیق دومی و تعظیم انجناب رعایت تعظیم دومی لازم آید اهل لاله الامام محمد رسول
جناب حق اند سیمانه تنگ حرمت ایمانیه ایشان اگر چند فاسق و بدکار هستند جایز
نیامد لا تلعنوه فانه یحب الله و رسوله محبت است الا آنکه حدیکه در شرح تعیین یافت
نیاید عن الله و رسوله اقامت باید نمود وحدت آنکه وی خود تنگ حرمت انتساب

کرده و بر اهلک و اذلال خود امانت نموده است و اقامت حد خاصه بر اهل خصوص
 باید که بلی مد اخلت هوای نفس و سجا و زاز حد محمد و د باشد و بنا
 از لعن و طعن و شتم محفوظ دارند تا موجب خود ضرری نگردد و از اینجا است نظر بعضی مردم
 پس سب تعرض باری ب خصوص با قامت حد و شرعیه آن نه حکمت اقامت حد است
 بلکه حکمت تجاوز از حد نزال الله السلامه سیدی اشبح ابو الحسن شاذلی رضی الله تعالی عنه
 میفرماید اکرم المؤمنین و ان كانوا احصاة مذنبین و دم علیهم اهدود و ابیهم رحمتهم
 لا تقتر بهم الکنون سیامی مارفان و اجبت محبان که فرموده است که امام است سیامی
 عارفان تسخیر است اول قهر محبت بر مولی خود هم و طلب هم و طلب از هیچ حال
 ایشان بجا نباشد و نظر بر غیر نیفتند نه در روز و قبول ثانی و دم مضطرب
 در پیش مولی و قلیل و کثیر عارف همیشه مضطرب بود و از جهت علم او بجم قدرت خود
 خود بر چیزی مگر بوی تعالی ثالث فقد مضطرب نزد تقدیر سباب عارف و سکون
 اید و رحمت و مهر است چون خود را به تمام تسلیم وی نمودند بلی نیاز گردانید ایشانرا بخود
 از غیر خود دستور شد تمامه امور ایشانرا از اینجا دانسته شود که معنی ولایت چیست آن
 ولی الله الذی نزل الکتاب و هو یتولوا الصالحین و اجبت محبان نیز سه شان دارد
 نخستین دوم ذکر نجات ایشان و حسن دوم وجود شوق و تقشیر تباد و آیین سوم تشمیر
 محبت ببدل کل در مصیبات محبوب طلب قربت با وی اینها احوال باطن است و ثانی
 و انوار آن در ظاهر نیز با هر بود و حسن اخلاق و جمال چنانکه گفته است در دلائل
 لا یخفی علی احد کمال المسک لا یخفی اذ اصبحا و دهر طائفه از ابرار و مقربین مخصوص اند
 مباد و اسما و الهی و لیکن در و داد و کجالت استعداد آنچه بر بنده رسد از فتوحات
 در حقایق عرفانیه و تجلیات ربانیه بلکه تمامه فوائد دینی و مریه دنیاوی و تهی و استعداد
 قابلیت اوست و آنچه در مقام که غرض بدان متعلق است بیان نتوان کرد در سیرت

اول خالی شدن دل از اشتغال با سواهی حتی و حصول این با اشتغال بعبادات و طاعات
 بود چه اگر نفس بکار حق مشغول نماند می مشغول گرداند وی ترا بکار خود پس هرگز این
 استعداد بیشتر ادا و او با این حال اکثر او فریاد می نماید عمارت دل معرفت حق و محبت می
 حصول این بدوام ذکر و فکر و صبر و حسیس دل بران بود تا آنکه ثبوت و اقامت بران
 و حصول این بضبط حال غیر منقطع و دوام حضور در جناب قرب باشد شیخ ابو محمد عبد
 بن میشی شیخ ابوالحسن شاذلی وصیت فرمود لازم گیر بر خود با این یک در دو که هفتاد
 هوا و انبیا محبت موملست تقالے محبت هرگز نگذارد که محبت با بغیر محبوب مشغول
 دارد و مقصود آنست که عماد کار و خلاصه حال او این باشد تا اعمال می از حقیقت که تا
 است از قلب می صدور یابد و هرگز منقطع نشود و الله علم و هم صاحب حکم میفرماید
 الوار و یوجد فی الدار الاخرة والوردینطوی بالظواهر بده الدار و اولے ما یخفی به
 بالاختلاف وجوده میفرماید محل در و جزا و ترتب ثواب عمل دار آخرت است و دنیا جا
 عمل و اجتهاد است ترا اینجا برای ان فرستاده اند که عمل کنی و حق خدمت بجای
 و در مجاهده در ریاضت کوشی و ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون و جا پادشاه
 عمل و مقام مشاهده آنجا است اینجا اگر چیزی بر او نماند نمونه از ان خواهد بود و باید
 که اعتنا و اهتمام حاصل بوجو چیز می بود که وجود ان خلصی ندارد و آن در دو عمل است
 که با نظوای این دار منطوی و بنفنا سے اینجا منقطع است فردا قیامت حسرتی
 بالاتر ازین نباشد که چرا عمل در دنیا نکرد و اگر کردند چرا ازین تر از ان نکردند
 و زبردست لایاق علی العبد ساعة لا یذکر الله فیها الا کانت علیه حسرة یوم القيمة اما
 بصیری رضی الله تعالی عنه گوید اقوامی را در قیامت که بر اوقات و ساعات خود
 ترسند و ترسند که سببان تر بودند از شما بر در هم و دنیا بر خود یعنی چنانچه شما در هم دیدید
 خود را خرج منی کنیند جز در آنچه نفع بشما عاید گردد ایشان نیز ساعات و اوقات را صرف

میکنند الا در عملی که نفع کند ایضا و بهترین جزای که صادق در دنیا طالب آن بود
 توفیق فرید عمل است و زیادت لقطس بدان مشایخ فرموده اند قدس العرفان استقامت
 کن طالب الاستقامت و الا تمکن طالب الکرامه فان مولاک لیطالبک بالاستقامه و
 نفسک تنهز لطلب الکرامه و الا ان تکون بحق ربک خیر لک من ان تکون بحظ نفسک
 ابو سلیمان دارانی رضی الله عنه می آرند که فرمود اگر مرا خجسته کردند که در فردوس بر
 در آیا دور کعبت نماز کن من گذاردن رکعتین اختیار کنم بر در آمدن فردوس بر آنکه
 در فردوس بحظ خودم و در رکعتین بحق پروردگار و از اینجا معلوم گردد که طالب باید که
 در گذاردن نماز جز ذوق خدمت و قصد اعتشال و طاعت در نظر نداشته باشد و نظر
 بر عوص و ثواب ندارد تا آیل بحظ نفس نگرود در اخبار آمده است که قوسه را بجنبت
 بخوانند و نروند و نخواهند مگر خدمت را پس در گردنهای ایشان زنجیرهای زرین انداختند
 و بجنبت شان بکشند و هم شیخ ابن عطار الله صبا حکم در لطائف المکنون فی مناقب
 شیخ ابی العباس و شیخ ابوالحسن کلاهی میفرماید که ترجمه این حدیث است حق سبحانه و تعالی
 انوار ملکوت را در اصناف طاعات ابداع نموده است و هر که صفتی از طاعات نورست
 بر اندازد آن نوری از انوار اوست بر رفت پس هر چه آید از عمل در آن اسما لکسند
 و از او را در بوارات آن مستغنی نگردد و در صحن نشوید بر آن خود بدانچه رضی شدند
 این راه که حقائق و معارف بر زبان ایشان جاری بود و دلهاست پیمان از انوار
 طاعات و عبادات عاری و بدانید که اجزای طاعت بر دست بنده سبب فوجی است
 عیب است و هر که قیام نموده لطاعت و معاملت بشرط ادب کثاوه شد بروی انوار
 عیب است انتی گفت بنده مسکین نور الله قلبه بنور الیقین مانا که مراد حضرت شیخ رضی الله
 از عیب آنها خواهد بود که بدان در عیب یان آورده است بخشیدن نفع و کشف مبارکات
 و موجب معاد و مطلوب صادقان را هست و الا کشف کائنات که نه موجب

ایمینی کرد و مقصود نبود و تو آنکه در آخر وبال حال سالک کرد و نسال الله العاقبة
 شیخ ذکواند باخیر فرمود باید که هر فضیلتی که از عمل در نظر در آید بصحت پیوندم کرد
 نباشد که یکبار در عیاشی در کید تا باری از عاملان آن شهید اینقدر لبست و اعظم
 بالصواب والیه المرجع والمآب

الرسالة الثامنة رعاية الاضغان والاعتدال في عهتنا ولسوفية
 من ارباب الاحوال

لا اله الا الله محمد رسول الله

الحمد لله بالعالمين ومحبة المتقين ودليل العارفين ولصلاة وسلام على سيدنا
 ومولانا محمد ناصي اسبل وسيد الرسل و امام الكل و على آله و صحبه سحوم الهدى من
 ابتدء و ادلة الحق لمن اقتدى و على التابعين لهم بالا حسان المتقين انما هم
 بنعت التعقوت و العرفان اما بعد مکتوب مرعوب نصیحت سلوب رسید و مطالطان
 مشرف شد و از مضایح آن و فواید کتاب مرآت الصفا که مصحوب مکتوب ارسال شده
 بود نذیره مند و مستفید گشت و بر نعمت پروردگار کریم جل جلاله و طیفه شکر گذاری
 بجا آورد که باری درین روزگار جماعه هستنده بقول فخل تخیرین و ترغیب برت
 سنت سید الانبیا صوات الله و سلامه علیه علیهم نیامند و از بتدعاش و مستحبات
 اجتناب نموده و دیگران را نیز منع و نهی میفرمایند الحمد لله علی جمیع نعمه ان الله الزید
 من فضله و کرمه و لیکن چون در ضمن مکتوب در باب مشایخ صوفیه قدس الله لعل
 اسرارهم در رد و انکار غلو و افراط شده فت و تشبیه بر رعایت طریق وسط و
 اعتدال که حقیقت معنی کمال است از لوازم وقت و حال محبت و نصیحت نمود معذ
 خواهند داشت از وضع و سخات و جلله بدیهات است که طریق قویم و منهج مستقیم است
 و عملاً طریق سلف صحیح است که موافق کتاب الله و سنت رسول الله است و هر چه

نه موافق کتاب سدت باشد چهل از حلیه قبول حاصل است و از بعضی مشایخ از ارباب
 احوال نیز هر که بجهت طغ و شکر و غلبه حال ز برین منوال مقال آورده محل الفت از
 مستحق اتباع نیست فالحق اخذ ان قبیح و ما ذال بعد الحق الا الضلال و لیکن آنچه طریقه
 فقره در باب این نسبت علیا در باب شطیحات و طامات صوفیه یافته میشود است
 که در رد و انکار آن و تشنیع و تقبیح اهل آن جانب توقف و سکوت و اعراض و صفا و احسان
 نگاه میدارند و ایشان ادرصد در آن مغلوب معذور و همیشه سازند قال بعضی العلماء
 فی بیان قوله صلوات الله علیه و آله وسلم الدین النصیحة الحدیث النصیحة لعامة المسلمین
 من اعراضهم بالنصرة لهم فی جمیع احوالهم صلبا و دفعا و النصیحة لخاصتهم باطاعة الامر
 الا فی محرم جمیع علیه التصدیق لعلما الا فیما لا ینهدی لعلم الیه و للفقر التسلیم فیما لا یحکم
 یجب علیه بجهت توقف و محل اشتباه و جب است همچنانکه جزم در مقام و صنوح لازم
 کتاب فصوص الحکم را بعضی مردم هم ازین قبیل میدارند و در رد و انکار و اقرار آن توقف
 مینمایند و در طعن و تشنیع مصنف آن کتاب مبالغه مینمایند همچنانکه در اتباع و عقا
 بهات و مشبهات آن بی توقف مینمایند و باجمله علماء و مشایخ در حق شیخ مختلف
 سید احمد زوق در کتاب قواعد الطریقه فی جمیع بین اشریته و حقیقه میفرماید
 سل شیخنا ابو عبد الله الفورس رحمه الله علیه انا سمع فضیل له ما نقل فی ابن العربی
 فقال اعرف بكل فن من اهل کل فن قیل له ما سالناک عن هذا قال خلت فیه من الکفر
 الی القطیبة قیل له فماترج قال التسلیم قلت لان فی التکفیر خطرا و تعظیما بما عادی
 صحابا بالضر من جهة اتباع السامع لبهامة و موهامة و المدح علم انتهی و نیز در کتاب کلام
 مینویسد مبنی العلم علی البحث و تحقیق و مبنی الحال علی التسلیم و تصدیق فاذا لکلم العارف
 من حیث العلم نظر فی قوله باصله من الکتاب و اهدته و انما السلف لان العلم معتبر
 صیله و اذا حکم من حیث الحال سلم له و ذوقه اذ لا یوصل الیه الا بالثبته فهو معتبر بوجدانه

فی العلم بستند لامانہ صاحبہ ثم القیدی بہ لعدم عموم حکمہ الا فی حق مثله ونیز میگوید
 بعتبر الفرح جهله وقاعدته فان واقع قبل والأرد علی مدعیہ ان تامل او اول علیہ ان
 قبل او سلم له ان جلست مرتبة علما و دیانہ تم ہو غیر قاضی فی الاصل لان فسادا کما
 الیہ یعود ولا یقبح فی صلاح اصحاب شیئا فخلایة المتصوفہ کمال الایہوا من الاصل
 وکالمطعون علیہم من المتفقین یرد قولہم و یجتنب فخلہم ولا یتک المذہب الحق
 الثابت بنسبتہم له وظہور رسم فیہ والحد علم ونیز میفرماید قال شیخنا ابوالعباس
 اخبر عن بعد کلام ذکرہ و ابجا حد لمن یوحی الیہ شیء من ہذا الکلام وما یفہمہ یوحی
 سلم له حالہ من باب التضعیف والتقصیر وسلامتہ و ہو مو من ایمان الخائفین و من
 یفہم شیئا من ذلک فہو لثقة ایمان معہ والتسع دائرة علمہ و مشہد واسع
 سواء کان معہ نور و ظلمتہ تجب ما فی القوال من الودائع الموضوعہ علیہ
 صفتہ کانت و ہذا شیء معروف مفہوم انتہی وقال والتوقف فی محل الاشتباہ
 مطلوب کذہ فیما تبین وجہ من خیر او شر و مبنی الطریق علی ترجیح ظن احسن عند
 موجبہ وان ظہر معارض وقال قوم ما اوحی الیہ الاجتہاد جزم بہ ثم امر الباطن
 الی السد ومن ثم خلت فی جامعہ من لہ صوفیۃ کابن الفارص و ابن جبلا و
 لضعیف التمسائی و ابن دو اسکین و ابی اسحق البجینی و التسترے و ابن سبعین
 و اسحاقی مراد بجائمی شیخ ابن عربیت و محنت ایشیخ جلال الدین سیوطی کہ از علما
 متاخرین حدیث است در شان مشیخ است کہ اعتقاد ولایت و تحریم النظر فی
 کتبہ و تحریم النظر در کتب ایشان خود مذہب ایشان است میگوید و سخن قوم
 یحکم النظر فی کتبنا الا لمن الخ و میگوید کہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی حصا القاموس
 و کتاب الصراط المستقیم در مرج و تعظیم و سے میاخذ کردہ و در انتصار و ذب الزو
 کتابہ تصنیف کردہ و مناقب مقامات او را بیان نمودہ است و لیکن شیخ بزرگوار

باخیر میفرمود که درین کتاب و مانند این کتاب زهر ناست شکر اندود کرده از دو صحاح
 اینها مخلوط باید شد و در مہجات آن خوص نکرد و مطلقاً از فوائد آن محروم نشد
 و در غالباً با اخیار نقل نکند و نتیجی در رسائل که مردم در رد و اثبات این کتاب نوشته اند
 منظور نظر شریف شده باشد که چه حال دارند و غالب کدام جانب است اخصاً
 آنکه در بعضی مواضع این کتاب آنچه بعینم ظاهر می آید آن خود محل تردد و انکار است
 و کسی که عم ایمان و رعایت سلام است بتقلید در آنچه افتاد و اعتقاد کردن از
 درجه اعتقاد دورست و خدا دادند که ایشان چه قصد کرده اند پس فی الحال انکار
 راجح بخیری است که از ظاهر عبارت مفهوم میگردد و در فهم ماضی در آید نه با احتمال
 آنکه چیزی سے ارادہ کرده باشند کہ نہ منکر باشد و اللہ علم و در حقیقت انکار فقہا بود
 بطریق دیگر است و انکار فقرای رنگی دیگر و کل وجہت ہوسلیہا فاستبقوا الخیرات
 و این طریق مخصوص یک طریق خاص است مدار کار تصویب و مذہب حضرت ص
 قدس اللہ تعالیٰ سہرا ہم نہ ہیں بہت طریق متفق علیہا درین قوم نسبت کہ
 در کتاب قوت القلوب و رسالہ تشریح و منازل اربعین و لغز و عوارف و
 اشغال آن بیان کرده اند و بر اعتقاد این قوم و محبت اینقا اللہ علیہ ایمان
 بطریق تومیہ ایشان ترغیب تحریر صیغہ اند و آنرا داخل مراتب لاییت و وصل
 درجات سعادت گردانیدہ قال جنید الایمان بطریق تابتا ہذہ من الولایۃ الکنیان
 اگر بطریق طرق و اوصیاع کہ نہ مخالف کتاب سنت باشد بلکہ استنباط و اخذ انہا
 از کلیات قواعد و اصول شریعت ممکن بود و حضرت مشایخ منوب باشد
 جزم بطلان آنہا و ہتھزار ہتھزار بر رد و انکار ایشان از طریقہ انصاف و از علی
 آشنائی دور باشد و توجہات کہ در باب الباس خرقد و بناہ مخالفہ و خیر آن از
 مستی مشایخ ذکر کرده اند معلوم علم شریف شدہ باشد شک نیست کہ فعل عام

انکار
 ہ

در همه جا ناقص و منکرست خصوصاً در امثال این مواضع که در اصل سندها بسیار
 و لیکن آنچه خواص و محققان کرده باشند مقام آن از رفع و اعلاست و مع ذلک هر چه
 که در طریقه درج و احتیاط موافق اقتدا اختیار آن از واجبات وقت است و در خلاف آن
 توقف و اجتناب لازم و در حقیقت اینها از ارکان طریقت و شرائط سلوک این راه
 به چنانکه طرفه نامرئیه اباحتیه زانت که ادعا و اتهام تصوف کنند و در اعتقاد
 و عمل اصلاً بر آن تکیه و احتیاط نرود و متکبر کتاب و سنت نکنند و در دیانات
 احکام اسلام ملاحظه ننمایند و شاید که بصوفیه فصوصیه که در مکتوب شریف واضح
 بود امثال این جماعه را راه نموده باشند و الاصل عنوان صوفیه مرتبه عظیم و
 بتامی رفیع و مسلک طریق مستقیم است ذکر آن در مقام تشیع و تقبیح بجا نیست که آن
 می آید و در حقیقت اینجماعه را دخل صوفیه نباید داشت و فرد این مفهوم شریف
 نباید داشت محققان قوم ایشان را حشویه و باطنیه می نامند باقی هر چه در
 مکتوب شریف افاده و فاضله فرموده اند صحت نصیحت و محض شفقت است و مانند
 که حق سبحانه و تعالی بهمت مردان راه و عارفان آگاه استقامت در کار ضعیفان
 کند و خلاص از قید نفس که کثیف ترین حجابها و اشد موانع سلوک این راه است
 که هست فرماید و بر متابعت کتاب الله عز و جل و اتباع سنت سید المرسلین صلی
 علیه آله و سلم و بر محبت دوستان و خاصان در گاه خود رضوان الله علیهم استقامت
 استقامت بخشدانه ولی الهدایه و التوفیق و التعمین

الرسالة التاسعة ايراد العبار الفصيحة في شرح قوله عليه السلام له بين

لا اله الا الله محمد رسول الله

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الدين الفصيحة قالوا المن يا رسول الله قال
 و الرسول و كتابه و جملة المسلمين من صحتهم حديث صحيح رواه البخاري و در

بمعناہ بدانکہ این حدیث از جوامع اکلم است و تمامہ علوم دینی در حیطہ اجمال و ک
 متدرج است اگر کل علماء عالم با فرض طول اسما تا حد امکان جمع آیند و بیان
 این علوم بکنند جزوی از ان بسر نیاید آنچه گفته باشند بر اندازہ علم و وسعت
 حوصلہ دانش خود گفته باشند و لو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام و البحر سیدہ الا
 و جوامع اکلم ان احادیث را گویند کہ از غایت ایجاز و اختصار لفظ قلیل جامع و
 حاو معانی کثیرہ اید و این قسم سخن از خواص کلام حضرت رسالت ختمیہ محمد
 صلی صدر بالصلوٰۃ و التحمیتہ و دلایل و شواہد کمال اوست چنانچہ فرمود اوست
 جوامع اکلم مختصر الی الکلام بیجا مکمل و در جمیع اجناس و قالیق حسن و جمال بیرون
 جدا در اک عقول او نام ابداع نمودند در کلام جلیش انواع سہار و حقائق
 خارج از حیطہ تصور افہام تضمین فرمودند اینست آنچه گفته است در دل
 ہر امتی کہ حق مرہ است + روی و آواز ہمیر مجتہد است + الدین النصیحت
 در لغت فالص شدن و بی غل خوش شدن و بر قدم صدق ایستادن است
 میفرماید وین ہمین نصیحت است صحابہ گفتند یا رسول اللہ این نصیحت کہ اشار
 بدان کردی و دین را منحصر در ان ساختہ کرہست و نسبت بکیست فرمود
 لہ و الرسولہ و کتابہ مرخدا راست و رسول اورا و کتاب اورا و لعانہ المسلمین و
 خاصتہم و مرعانہ مسلمانان و خواص ایشان را یعنی حقے کہ باید ادا نمودن و اذبح
 کہ باید رعایت آن کردن حق اینہاست چون این حق ادا نمودے وینزار
 شدی بر حسب تفاوت درجات آن اکنون ہمین کہ کدام علم از علوم دین از
 احاطہ بشمول این معانی بدر میسر و درجہ علم یا متعلق است بر تہ الوہیت و خاتم
 یا بتمام نبوت و شریعت و بعبارتی کوتہ تر ازین بگوئیم علم متعلق است بخلق
 یا بخلق ہر چه گویند ازین بیرون نرود و ما اشارتی اجمالی بعنوانات این مقاد

انموفج و مثالی بیان کنیم بیان آن بتفصیل خود چه حد و کمال است و چون سخن
 در اینجا بزبان علم و قالب فقه میرود صرفه وقت بر توجه و صفای آن لازم است
 با نصیحت مدبرفت ذات و صفات وحی و اتباع و امثال او امر و لوازمی او
 و نصرت دین و تسلیم احکام وحی بود و امر و لوازم احکام شبه لیه است
 بندگان را بدان تکلیف کرده محاط و اسره کن و مکن گردانید و است از جمله پنج خبر را
 مدار دین و عمده آن ساخته و بنا بر مسلمانی بران نهاده است که بنا بر خانه دین بی آن
 بر پا نبود مسلمان کامل آن بود که آنها را با شریط و آداب ظاهر و باطن بنعت
 دوام و استقامت بجای آورد و بر پا دارد و نصرت دین حق بجهد و در راه حق تقصد
 اعلائی کلمه الله با جدای دین کارزار نمودن و بر قدم امر معروف و نهی منکر ثابت
 ایستادن و بی مداخلت هوا و مزاج نفسانیت ازین عهد و بیرون آمدن است
 هم از وجه نصرت دین حق قیام است بتفصیل سبابی که موجب بقا و تقویت دین
 و ملت است و آن علم است و عمل و علم کتاب الله و سنت رسول اوست صلی الله
 علیه و آله و سلم و علومی که مبادی و وسایل و محمد و معاون آن بود چنانچه علم صرف
 و نحو و سایر علوم قبیله و قواعدا و بیتی است علم دین فقه است و تفسیر و حدیث +
 هر که خواند غیر این که دو خبیث + و عمل کار کردن بدان بود که علم بعمل سودمند
 نیاید هر چند شرف ذات و نفاست جوهر علم باقیست و عمل اصول صنایع و حرف
 مثل زراعت و حیاکت و عمارت و تجارت و امثال آن نیز ازین قبیل است چه
 بقای دین و ملت بلکه بنامی جهام عالم و آدم بقصد حکمت بی آن نتوان بود
 و آنچه واقع شده است در حدیث که اختلاف امتی رحمة اکثر علماء از آنست
 طرق و مذاهب و اجتهادات که سبب ساحت دین و توسعه امر بر بندگانش
 حل کرده اند بعضی باختلاف حرف و صنایع و صرف بهم بتفصیل تکمیل آن نیستند

فرود آورده و اگر عامتر از آن مراد دارد در حدیث شامل هر دو قسم افتد بهتر و معنی تر است و تسلیم
 احکام الهی تعالی با حکام ارادیه قهریه و می که مقتضای جریان قضا و قدر است و صحت
 شدن است و خود تسلیم آن کردن از قائل که بر به تسلیم قائل است لرب العالمین احکام
 او امراتی تعالی و تقدس و دو قسم اند یکی احکام امریه شرعیه تکلیفیه و وظیفه در اینجا
 طاعت و امتثال است دوم احکام ارادیه قهریه و بندگی در اینجا رضا و تسلیم بود
 مسلمانان را این دو جزو است و بس و بحقیقت مراد حق و حکمت و می عزمانه در اینجا
 و انزال نازل خواهد بود تعرف است لبوسی بنده یعنی بشناسانیدن خود را به بنده و تشریح
 کرد و انیدن او است بخود تا بداند که در اینجا قدرتی دیگر هست بالاتر و غالب که قدرتی
 دیگر در جنب آن ناقص و در دفع آن عاجز اند و تعرف حق گاهی بطریق لطف و گاهی
 در صورت قهر بود و چون این نیز متضمن نعمت و تفریب و تخریف است نظر بحقیقت
 از قبیل لطف بود اول لطف ظاهر خوانند و ثانی لطف خفی و نظر به باطن در هر دو
 صورت هم لطف است و هم قهر اینجا لطف ظاهر است و قهر خفی و اینجا قهر ظاهر و لطف
 خفی است ششم بر لطف و بر قهرش سجد + ای عجب من عاشق این بر دود خدا و منعمی را
 بیان کشاده ترا زین در رساله سستی بتلیه المصاب کرده شده است از اینجا باید
 و اما نصیحت رسول الله اول محبت و تقسیم و ادب جناب عالی است و تبری و تمیز
 ساحت عز و جلال او و تمامه انبیا صلوة الله و سلامه علیه و علیهم اجمعین از هر عیب
 منقصت که نه لایق مقام نبوت و رسالت بود و ضابطه در باب محبت داشت ادب
 اینجا بابت است که هر چه در ای مرتبه الوهیت و صفات قدس حق است عز و جلال
 از هر کمال و منقبت که باشد او را ثابت است همه بخوان در اخذ از هر امر شرح
 و حفظ دین دیگر هر دو صفت کس میخوانی اندر حدیث اشکان جمیع مراتب کمالات صورت
 و حیوی در عبده در رساله مندرج است و عبودیت فاعله و مخصوص ذات شریف است

که بنده صحتی جز او کس نتواند بود خدا خداست و بنده او دیگر همه بندگان طفیلی
 اویند و لازم است اتباع سنت سینه او در عبادات و عادات و اعتقاد باید کرد
 که هر چه خلاف سنت و طریقه اوست جاهل است و هر چه پیدا کرده اند و هر که پیدا کرده
 است از آنچه بدان تغییر سنت و مخالفت آن لازم آید قولاً و عملاً و عقیداً و اصلاً
 است و مرد دوست قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم من احدث فی امرنا بدلاً
 ایس منه فهو مردود و فرمود کل محدث بدعت و کل بدعتة ضلالة و گفته اند هرگز
 در دلیکه گرفتار بدعتت لوزر ولایت در نیاید و م محبت هر که و هر چه سنت است
 بچنان اب او صلی الله علیه و آله وسلم از علما و صلحا و بلاد و دیار و جزان خصوصاً اگر
 قربت و اهل بیت آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم نمودن و تعظیم ایشان داشتن
 و ایذای ایشان نکردن و از سیئات و زلات ایشان تجاوزه کردن و انماض نمودن
 و لطمه هارت جوهر ذات ایشان قایل شدن و از فضیلت و تنقیص امانت ایشان
 دل زبانی نگاهداشتن و مملو و مغلوب محبت ایشان بودن قوله سبحانه قل لا
 اسئلكم علیه جراً الا المودة فی القربى اگر چند در جریان احکام دین و اقامت حقوق
 شرعی با سایر خلق شریکیند و از حیثیه او امر و نواهی بیرون نه و حقیقت فضل
 چهل تقوی است ان اگر کم عند الله القبلکم قضیه کلیه است اما باید که در وقت حرام
 احکام و حدود شرع بر ایشان خود را ناسب محض امین مطلق دانند و رعایت
 حرمت انتساب از دست ندهند چنانکه بنده حکم مولی فرزندش را تا دیب کند
 و خود را در میان نه بنید و هر چه وی فرموده عمل کند و زبان و دل از شتم و اذیت
 نگاهدارد و همین است حکم اهل الله از اهل خصوص در اقامت حدود بلکه تمامه مسلمانان
 در حفظ و حرمت ایمانیه ایشان و افراط و تفریط محل خوف و ضررت و باید دانست
 که سابقه عنایت حق در باب اهل بیت نبوت و قدر و عزت آنحضرت صلی الله علیه

و آرد و سلم در درگاه ربوبیت بیشتر از آنست که از سنیات ایشان تجاوز نکند و
 شفاعت و سه صلی الله علیه و آله و سلم در حق ایشان قبول نمیند و بر ایشان با
 که از سایر امت بترویج دین و تحقیق تقوی بیشتر و بیشتر باشند که حمایت و رعایت
 شریعت و حق از روی محبت دنیا و دین بر فرقه ایشان بیشترست کذا قال العلماء
 سیوم از باب نصیحت لرسول الله رسم و شفقت بر امت اوست بر عایت
 حقوق و اعانت و امداد و اقامت فروض کفایات مثل سلام و عیادت و نماز
 جنازه و امثال آن و قیام بجهت های که نظام جهام دین بدانست و تصدی
 امامت و نفع و فتوای به نیت اقامت سنت و عدالت و اعانت نیز از این
 باب است و انصیحت الکتاب الله بنگاه داشت تعظیم آن و عمل بدان و تدبیر ایش
 و معرفت معانی و تحصیل علومی باشد که متعلق است بدان و ملازمت تلاوت
 بار عایت طهارت و تحمیل صوت و حضور قلب نیز از حقوق کتاب الله است
 گفته اند هر که لا اقل در شش ماه ختم قرآن نکند فردای قیامت قرآن خصم او
 شود و بعضی چهار روز گفته اند بجانب زیادت را خود چه گوید و در سلف جماعه بودند
 هر روز ختم قرآن میکردند و زیادت از آن نیز و از رعایت حقوق کتاب الله
 ترک تکلم در آن و تفسیر آن از پیش نفس خود بی سند و نقل آن از سلف و موافقت
 شرح چنانچه بعضی از جاهلان بولعغفول این روزگار کنند و آنرا تفسیر قرآن
 نام بپند و ندانند که من فسر القرآن بر اینه فقد کفر لغو بالله من ذلک ما نصیحت
 مرعاه مسلمانان را رعایت حقوق ایشان کردن و حرمت ایشان در مال و عرض
 و نفس نگه داشتن و چشم حقارت در مسلمانان ننگریستن و دست و زبان از
 ایذا رسانیدن باز داشتن و حقوق ملازمه ایشان بر وجه کمال ادا نمودن و نصرت
 دعوات ایشان بر وجه مشورع کردن است در حدیث آمده است یاری ده بر آ

خود را عالم بود مظلوم گفتند یا رسول الله مظلوم را یاری توان داد یا یاری دادن ظالم چگونه
 بود فرمود آنگاه دست و پیرا بگیرد و ننگد از ایشان که ظلم کند و جهاد و بنای رباط و امر معروف
 و نهی منکر و امثال این نیز در باب نصیحت عامه بود و از نصیحت عامه است تخلم بایشان
 بر قدر عقول ایشان کردن در رعایت حال دین بای نمودن و با عامه سخن از دنیا
 و حقایق گفتن و کشف اسرار نمودن مگر راه ساختن است ایشان را و انظار اختلافات
 علماء و اقاویل ایشان با غیر علماء نیز همین حکم دارد و من الله العصمة والعون أما نصیحت
 خصوص مسلمانان بدانکه خواص ابراسته متمم شده اند اول امر و سلاطین اولی الامر
 اطاعت ایشان کردن و محکوم ایشان بودن اگر مخالف حکم خدا و رسول خدا
 حکم نکنند از واجبات طریقه دین سلام است قال الله تالی اطيعوا الله
 واطيعوا الرسول واولی الامر منکم ودر حدیث آمده است که آنحضرت صلی الله علیه
 و آله و سلم بسوید بن عقیله که یکی از صحاباست فرمود یا سوید بن عقیله شایسته دیگر
 تو را نیابی و صحبت میکنم مگر ترا بقتول و سمع و طاعت امر اگر حید بنده حبشی
 بود و این سبب است در اطاعت اولی الامر و الاعداء از اهل امارت است
 نبود تواند که نایب خلیفه صل بود و برین تقدیر اطاعت او نیز واجب کرد و بحکم
 اطاعت و انقیاد امر فرین بود و امام که مخالف دین امر نکند مگر در صورت اگر
 با حق است که مرد در خانه خود امیر است و پدر بر او و او امیر و معلم بر شاگردان امیر و
 بر حاکم در زمین تابعان و فرودستان که در حوزه حکم اویند امیر است برایشان طاعت
 اولی الامر و بر در رعایت انصاف و عدالت واجب در حدیث آمده است کلکم راع و کلکم
 مسئول عن رعیت حتی بر اومی بر جوارح و اعضا بخود امیر است و دست و زبان و سمع
 و بصر خود را می قیامت او را از ایشان خواهند پرسید و ایشان بدرگاه عزت
 از روی خود را می نمود و انصاف خود گرفت دوم علماء تعظیم علماء و تصدیق ایشان

۱۰

واجب است در آنچه موافق دین نقل گشتند و متک بحجاب و سنت نمایند در آنچه مخالف
 دین گویند و بپوشد نفس و محبت دنیا حیده آموزی و فتنه اندوزی نمایند در حدیث آمده
 هست که علمای و فرقه الانبیاء عالم بیلوالی الدنیا و یداخلوا السلاطین فاذا مالوا الی الله
 و داخلوا السلاطین فاشترکوا فیهم لصوص الدین فرمود علما و ارشاد پیغمبر اند که علم
 دین با ایشان بود اوست از پیغمبران رسیده است خود انبیاء اجزاین میراثی نبود تا اینکه
 میل دنیا نکنند و در میان سلاطین ندر آید و چون چنین کنند مبرسید از شر ایشان گنج
 ایشان در روان دین اندک سال الله العاقبة و مراد میل دنیا و داخلت سلاطین است
 که دین بدنیای فرشته و مدهدنت نمایند و فتوهای بناحق دهند و اگر ترویج دین نمایند
 و باعث امداد و احسانت مسلمانان و تقویت دین حق شوند ان خود کاری شکرست و
 شانی بزرگ است و باند التوفیق سیوم از اهل خصوص مشایخ طریقت اند که بعد
 عمل بعلم و تحقیق صدق و اتباع سنت و توجه تام بحقیق و انقطاع از غیر و بی سنج
 برسوخ در شریعت بانوار معرفت و کسرا حقیقت رسیده به نسبت مزید کمال مزین
 حال ممتاز شده اند افاضل است و کمالان دین و ملت محققین بنیال الله متکلمان
 ایشانند که جامع اند میان ظاهر و باطن و شریعت و حقیقت تسلیم ایشان آنچه
 خبر دهند از احوال باطن و اسرار حقیقت لازم است و ضابطه درین باب است
 که هر چه بی شبهه مخالف مقتضای علم و حکم شریعت بود انکار آن واجب است
 و هر چه در آن شبهه بود توقف در آن لازم اگر قایل و فاعل آن مردمی است که
 اقامت در علم و عمل مستقیم در تقوی و ورع و تاویل و توجیه قول و فعل وی
 باید نمود و اگر مصلحت شرعی در آن بود تا باعث ضلال و ضلال ناقصان
 نگردد ان دیگر است و باید دانست که ولی از مغفوات و زلات و وقوع در معصیت
 معصوم نبود ولیکن از اصرار بر معصیت و دوام بران محفوظ باشد اینست معنی

آنکه گویند را بنیای مخصوص اند و اولیای محفوظ عصمت بسین از وقوع در عصیت بود و حفظ
 بعد از وی و آنچه از سبطا فقهیست علیه سکر و سطوت حال از آنچه بفتوای نظایر عصیت
 راست نیاید از قول فعل نقل کنند بعد از صحت نقل طریق احوط در وی توجیه و تفسیر
 است یا سکوت و تسلیم با عدم اتباع و اقتدا و اقتدا و اتباع در وضاحت رود در صورتی
 و شبهات و صاحب حال صحیح بر تقدیر عدم ضبط و اختیار محذور است و منکر آن حکیم
 علم و شریعت معذور تر و سکوت و انخاص و توقف بر تقدیر احتمال و ششماه با احتیاط
 و انصاف قریب تر سخن درین باب بسیار است جمله از آن در رساله مرجع البحرین فکر
 کرده شده است نال الله السلامة و العافیت فی الدنیا و الاخرة و صلوات الله
 علی السید الهادی الی الصراط المستقیم محمد آقا و صحبه جمعین

الرسالة العاشرة اقامة المراسم في اعمال المواسم :

لا اله الا الله محمد رسول الله

طریقه محدثین اخذ بعمل منصوص است که نقل صحیح ثابت شده با جواز عمل سجدت
 ضعیف در فضایل اعمال لاسیما نزول نقد و طرق و قاصد آن و طریقه فقها
 اعتبار معنی و علت حکم و قاعده بابت مگر آنکه نص صریح مقابل آن افتد چنانچه
 در تحقیق قیاس ثابت شده است و اکثر صلوات ایام اسامیج و اشهر و موسوم
 لیل و نهار نزل و محدثین بی ثبوت نرسیده بلکه احادیث و شمار وارده در آن موسوم
 بوضع و ابطالان شده و صلوة بر غایب که در شب جمعه اول از حزب کیفیت مخصوص
 بگذرانند و در میان مشایخ مشهور است نزد ایشان ازین قبیل است و در نسخ و تفسیر
 آن تشدید و انکار غریب نمایند و حدیثی که درین باب نقل کنند مطعونست نماز
 که در شب نصف شعبان که آنرا شب برات خوانند و در روز عاشورا و امثال آن
 بگذرانند نیز همین حکم دارد و در شب برات جز قیام لیل و تطویل سجده بادجا که در

انورست و دیارت قبور و جادو استغفار از اهل قبور را و مدینه و زجاج و غیره از علوم و توحید
 طعام ثابت نشد و واحادیت توحید طعام نیز ضعیفند و بعد و طرق حیرت ان نقصان کرد
 و اما در صوم نیز عاشورا تا یکد تمام در روایات و در جامع الاصول از احادیث صحیح آورده
 که رسول الله صلی الله علیه و سلم صوم عاشورا و سنت بخیر و صوم سه روز از به راه در سفر
 و حضر ترک نکردی و این سه چیز را او نگذشتن بود و نزدی صلی الله علیه و آله و سلم
 و عملهای دیگر که آنرا اخصال عشره گویند از غسل و اکتحال و امثال آن در روز
 عاشورا صحیح نشده الا صوم و صوم مستحب شوال بصحت می رسیده و احادیث وارده
 درین باب از صحاح و حسان و صحائف و موضوعات در کتابی که گفته است
 بامثبت من السنه فی ایام هجرت صحیح کرده ایم و طریق اکثر مشایخ دیار عرب خصوصا
 اهل دیار مغرب موافق طریق محدثین است و گفته اند که در اخذ بصحیح کفایت است
 مطالب او استغناست از اساسی الله اعلم و حاصل امثال این اعمال عبادت
 نزد بعضی مشایخ متأخرین معمول آمده و در او را ایشان نوشته شده امام محمد غزالی
 در اختیار علوم و شیخ با بوطالبی در قوت اقلوب نیز از آنها آورده اند و اما اشارت اجما
 در وصل گذشته بتوجیه آن کریم آنجا که گفتیم طریق محدثین نیست این اعمال نزد
 ایشان ثابت نشده یعنی اختلاف در این مبنی بر اختلاف طریق است اما اگر چیزی
 فردکی ثابت نشود لازم نیاید که نزد دیگر کسی هم ثابت نبود و تحتی مقام و فضل
 کلام نیست که این اعمال و انکس طائفه شایع که بدان قائل و عامل اند از مشایخ
 خود بویده و شنیده و مشایخ از دیگران رسیده و آنی دیگران روایت آنرا حسن نظر
 در ترک انجام و مسارت من در باره ایشان قبول کرده بکذا باشدت حسرت و اولی تعبیر
 و تنک اعتقاد حسن عبادت و احسان بلاعبت علی الاطلاق و لعمروم و قطع
 نظر از خصوصیت وقت و حال و یکس طریق محدثین تحقیق و تحقیقش از سوال و

تکریم و تحویل رجال سنیست و استعمال نفس من لضم و تصحیح سنا و خطا هر دو باطل است و کلام
 تصحیح کتومتی با حدیث و آثار در عهدده ایشان است و اینها در رجوع درین باب است
 و همچنین که در تحقیق احوال نفس منکامان و تصحیح احوال باطن در وقایع آن بصندقیه است
 و در بیان حل محضت و صحت فساد اعمال بفقها هم محتاج یکدیگر اند و محمد و معاوی
 یکدیگر در آنکه جامع این هر دو طریقت بود ملحوظ و جوه و حیثیات خواهد بود امام مسلم در
 مقدمه صحیح خود و غیر باید رحمة الله علیه وجود احادیث موضوعه و شیوع آن اکثر از قبل
 اهل بس و صلاح آمده یعنی هر که با ایشان حدیثی نقل کرد که معارضین و مصداق حکم و قیاس
 شرع نبود و در ظاهر حکمی صدق و صلاح آراسته بود ایشان تجسین ظن و احتمال صدق
 آنرا قبول کردند و جعل در آورند و روایت نمودند یعنی چه گمان توان کرد که مسلم
 بر غیر خدا صلی الله علیه و آله و سلم اقرار کند و وضع حدیث از پیش خود نماید و بجز حضرت
 در معنی بر بندد و با بختان و عهد که در دنیا بر و رد یافته که من کذب علی استعدیا
 فلیتوبو معقده من النار و ندانند که اغراض نفسانی و بواعث و دوامی است
 در آدمیان چه قدرست با آنکه درین میان کسی است که وضع احادیث بجهت
 ترغیب ترهیب تجویزی نماید سیما و این مذہب اہم نسبت بعضی متصوفه کنند
 و گویند که این کذب است نه علیه یعنی این وضع حدیث برای ترغیب ترهیب
 کردن و دروغ بر بستن برای نفع دین و شریعت است نه برای ضرر آن بود که
 واقع شده است در آن است که دروغ بر اسے ضرر دین بر بندند چنانکه
 مدلول کلمه علی است و غالب ضح و افترا در احادیث از اهل قبله و کتب است
 و اهل بس و اہل ازار باب مذہب آمده تردید و ایلا عملیم و مذاہبیم و نامیدیم
 که در روایت این اعمال در کتب احادیث صحیح نیامده و تصحیح ایشان نه سبوت
 بلکه بر اہل آن طعن کرده و رد نموده اند و میگویم که مشایخ را نیز نقلها

و سندی است و سندی ظنی است و قطع لکن الکلام فی الراجح والمرجوح و الحق
 ان یتبع والید العلم و وصل معلوم شد که بنا بر اخذ باین اعمال و اعتماد بران روایات
 تسامح و لتساویل و تحمین ظن و حرص بقدرت باور و دامن اتاناه منافضیله فعل بها
 اصحابها و ان لم یصح او کما قال محدثین گویند که این در حدیث ضعیف است اما
 حدیث موضوع عمل بدان جائز نباشد و روایت ان حرام است اگر چه موافق قواعد
 بود مگر مقرون بر بیان وضع و شک نیست که حکم بوضع ظنی است و توقع قطع درین
 از قبیل خراطق دست و اعتماد و تعویل بر حکم الله این شان و مهربه این فن
 و عمارت کلام نبوت و ملکه شناخت آن و حکم ذوق و وجدان را با عجز از بین
 و تنقیح علت در بعضی مواضع و دخل تمام است و بعضی قراین و امارات وضع که ذکر
 کرده اند مثل روایت شعیب غالی در فضائل اهل بیت نبوت سلام الله علیهم جمیع
 و مبتدع داعی در ترویج مذہب ظنیات اند که قطع را بدان راه نیست و کذب
 و نفع و صدق در وقت دیگر محتمل است و بعضی از نقاد چنانچه ابن جوزی و
 امثال او در حکم بوضع افراط و تقصید نیز راه دارد پس از طرفین مجال تنگ آمد
 و سستی نیز پیدا کرد و اینها در مختلف فیه روزا اما در آنچه علماء فن و الله این شان
 تصریح کرده اند امر واضح بود و حجت مخالف است و روایت خلاف آن یابی
 است بر بطلان حقیقت حال و عدم اطلاع و قوت برین اقوال چه علم و اطلاع در
 امثال ابن امور لازم ظهور کشف و ولایت نیست با وجود روایات و اسانینیتی
 بر ظاهر چنانکه گذشت عذری صریح تر ازین در قبول آن نخواهد بود و مشکیه حدیث
 از انست حقیقت حال همادقان طریق و توجیه و حمل اقوال ایشان اینست
 و یاقین است بر تقصید در عقیدت مشایخ خود و عدم اعتقاد و انقیاد با قول
 علماء و اساطین امیه حدیث و فی الحقیقه متعصبه دو جانب گرفتار افراط و تطرف

لصیحت اینست که از متشغفہ فقہانہ چہادہ صوفیہ کرانہ لیر کی ذراہ دستور وی سلا
در نظریق ست باقی محل خوف و خطر ست دیگر تو دانے والد علم -

الرسالۃ السخاویۃ عشر تطریب الاحسان لمن اصحہ اخلاق

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

روزی ابن حقیقہ باجمعی از صحاب کہ از باب فراست و گیاست بود نوشتہ بود
سخن در ذکر رئیس ابوعلی بن سینا و شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرافق
و نامہ نوشتن شیخ ابوسعید بجانب ابوعلی و طلب کردن شناخت راہ از وی
و چون عبارت مکتوب عربی بود آنکہ زبده صحاب بود اشارت کرد مراتب ترجمہ
کم آن مکتوب اہل اصل و خلاصہ و زبده آنرا عبارت فارسی نوشتہم و بیشتر
از مقصود حرفی چند زیادت بر مضمون مکتوب نیز آوردم مناسب مقام و باسد
التوفیق شیخ ابوسعید بن ابوالخیر کہ اورا سلطان اولیا و برہان صغیب
گفتہ سے نامہ بخواجه رئیس ابوعلی بن سینا نوشتہ و از وسعہ در خواستہ کہ کدام
طریق ست کہ سالک اکبومی معرفت برد و در دل سارف نور حقیقت پدید آید
و آئینہ دل اورا تجلیہ و تصقیل دہد و از زنگ کدورت ماسومی پاک گرداند و نامہ
کہ صورت این حال در ابتدای کار و آغاز طلب شیخ بودہ باشد بلکہ مقصود
مہمان و اختیار حال وی بود و اللہ علم با اینہمہ شک نیست کہ ناشی از صدق
طلب و کمال تقوش بقرب حق و حرص تقصص و تنہی طرق وصول بجانب اوست
عز و جل و تعالیٰ چہ باتفاق از باب طریقت مراتب قرب الہی و درجات
معرفت وی سبجہ غیر متناہی ست و لیکن مرد عاقل باید کہ بنیدشد کہ چون
آنکس کہ سلطان اصغیا باشد طریق ہدایت از وی پرسد و از حکمت مستغنی
نہائند پس حکمت مرتبہ علیا و درجہ قصو سے بود و در حقیقت تجہین ست زیرا کہ

حکمت که عبارتست از تحصیل کمال نفس در علم و عمل و تشبیه بحجاب قدس و حجب
 الوجودان آن در وای آن کمالی متصور نیست اودان در حقیقت شرح و بیان
 شریعتست تا آنچه شرع بر طریق جمله و علم کلی بوده باشد حکمت تفصیل و بیان
 آن بکنند و منقول بمقول روشن گردانند و نظر بمآل حکمت معنی باطن شریعت
 است و شریعت صورت ظاهر حکمت مثلا آنچه در شرع خبر بوجود آن داده اند
 از لوح و قلم و پشت دوزخ و صراط و میزان و امثال آن و اثبات صورت بی
 اصناف شکل بدان کرده حکمت بیان معانی و اثبات حقایق آن کند و آن معانی
 که از آنها بدینها تعبیر میکنند بیان نماید زیرا که بحسن عقل جزا در اک مجرب و معانی متصور
 نباشد و بی وحی آسمانی و اخبار الهی اطلاع بر صورت ممکن نه و چون حکمت تفصیل
 تحقیق شریعت بود قول خداوند تعالی راست آید که من یوت الحکمة فقد
 اوتی خیرا کثیرا و ما یندر الا اولوالالباب آنا آنچه از فلسفیات در کتب است
 که ادوات و وسایل جدال و نزاع اند مذکور و مسطور است و بشکوک و شبهات
 و امریه قصد اثبات و تائید آن نموده و هر نادانی که آمده بجلت تشرف سانی
 و قوت بیانی که داشت چیزی بر آن افزوده تارفته رفته حاصل آن جز قیل و
 قان مآل آن جز نکال و وبال نیامده حاشا و کلا که عنوان حکمت از اشغال
 بود و اطلاق هم حکم بر اهل آن جایز باشد امام فخر رازی که راس و پیش
 و مقدم و پیشوا می مناظرین است در شکایت این حال میگوید و ما انما نغز
 بخشنا طول عمرنا + سومی آن جعنا فیه ما قبل او قالوا + و هر کس که دست
 باینها زد و غلو کرد و سر انجام کار او جز شکایت بود وین را بخار نبوت و ولایت
 که مستلزم و مستحق سوختن است و خسرت آن آخرت است نبود مگر آنکس که غفلت
 و عصمت الهی بخار بیان حال و پاسبان و قضا و عیب و مذکات فادر جدا و نسیم

ما قال حکمت یونانیان پیغام نفس است و هوا حکمت ایمانیان فرموده پیغمبر است
 اکنون ترجمه مکتوبی که شیخ ابوسعید ابوالخیر بخواجه ابوعلی سینا نوشته و نامشیم
 نوشته است ایها العالم حق تعالی ترا آنچه باید و سزد از صلاح ظاهر و باطن توفیق
 و داد و بهره مطلوب است از سعادت آخرت روزی کناد و بدانکه راه راست جز یکی
 نیست و من این راه را بیقین دانسته ام و حسن و خاشاک شک شبیه از طریق با
 آن رفته و لیکن وادها مظلون هم از طریق واحد مشتعب گرد و سوا ملک راه اگر
 بدان در شک نیستند و لیکن بی تبحر و تذبذب نبودن از هر کس طلب طریقی که
 بدان سلوک کرده مینمایم تا بدانم که کدام راه رفته که به مقصود رسیده است حال
 مقصود حقیقه دیده با میداند که شاید حق سبحانه تعالی بوساطت تحقیق و بصیرت تصدیق
 و حقیقت حال را و نماید و ابواب مقصود بر روی دل بگشاید و تو ای عالم که بودی
 بر علم رسوم توفیق یافته و بدانکه این طریق موسوم گشته چه یافته بگو و تا کجا رسید
 بیان کن و بدانکه تذبذب و تردد لازم بدایت حال ترمیم و تصرف است اول قلتر
 و مضطرب در کار طالب کنند بعد از آن بمقام جمعیت و موطن اطمینان رساند
 و هر که طریقه زهد و انزوا که خلاصه معنی ربانیت است سلوک نمود بیشک بمنزل
 مقصود رسید و حصول این نسبت اگر در زین کنند و سعی نمایند بسی آسانست
 و اگر همچنان در حساب عقل در مانند بغایت دشوار و الدولی التوفیق و با فاضله
 تحقیق حقیق خواجه ابوعلی سینا در جواب نامه شیخ ابوسعید ابوالخیر نامه مینویسد
 که خلاصه مضمون و حاصل معنی آن بطریق ترجمه اینست کتاب شیخ که از اصول کمال الهی
 الهی و سبع نعم نامتعالی او تعالی بروی و وصول بدایت حسن تیسیر و توفیق
 و استساک بعروه و ثقیه و اعتصام بحبل متین خبر میدهد و از وی با عنقه اقبال دعا
 تقرب درگاه عزت و توفیق و توجه بوجه باقی او عز اسمه و استواری در سلوک طریق

معرفت و دستگیری عنایت در توفیق هدایت و برافشاندن غبار تعلقات جزای دنیا
 از دامن همت و اهتمام بر تنزه از مقدرات نفس و طبیعت مفهوم میگردد و وصول قیمت
 مکتوبیت عزیزترین نامه که وصل گردد و سرت افراشته ترین چیزیکه در و دیار بدو سعد
 ترین کوهی که از آسمان معرفت طلوع نماید و بزرگترین جهانیکه از در اخصاص در آید
 خواندم و فهمیدم و در تبیین مبانی و تصور معانی او تدبیر کردم و در تحقیق و تقریر آن
 تکلم نمودم آغاز بجهت و ثنای واجب الوجود که در اسب عقل و منقیض عدل است کردم
 و بشکر گذاری بر الادهای بی منتهای وی زبان کشادم و بدعای مزید توفیق
 و زیادت هدایت و هدایت درایت او دست پر آوردم حق سبحانه تعالی قدم صدق
 او را بر جاده طریقت ثابت دارد و از التفات بما سومی که موجب ذلت قدم بود عصمت
 بخشد خدا نیکه راه نمانده بیچاره و آسان کننده کارهاست تدبیر امور بعلم اوست
 و تقدیر کائنات بحکم او یک ذره در آسمان و زمین از حیطه علم او خارج نیست و بسط
 حرکت و قبض سکون از قبضه قدرت وی بیرون نه وجود خیر برصنا و امر اوست
 وقوع شر بقضای قدر او تمامت حوادث نازل از جناب اوست و کل امور راجع بدار او
 یکی است و شمیونات او کثیر و ما امره الا واحده کلها بصیر و سیر امر شعب متفرع از
 و هر حادث مستند و منتهی با او مخپین است مقتضای امر ملکوت و موجب سرچر و ست
 و این امر است بس عظیم و سرست بس شگرف و امنت آنکه دانست و زانست آنکه
 نتوانست سعید سعید ازلی است و شقی شقی لم یزله هیچکس با طاقت نه که برسد چرا
 کرد و مجال نه که گوید چه بیند لایسالی عما یفعل و هم لیسالون خوشوقت سعادتمندی
 که سابقه از لیش بزمره سعد کشیده و جاز به عنایت لم یزلیش از رتبه اشقیار آورده
 و خاک نیکبختی که توفیق سودا را آخرت یافت و براس مال نمائی متاع باقی بدست
 آورده و بجای غنای که دل این سراچه امید و بیم بر ندارد درو یافت و نا یافت در دوپو

و ریخ و راحت و عزم و شادی او را برابر زنجار و استیفاء شهوات دنیا جز حوصله
 شهوت نمیفزاید و استمتاع لذات او سیرمی بخشد نیل مطلوب او خیال و وصل محبوب
 محال کمالش باز و ال ملازم و زوایش در همه احوال لازم المسئ در رعایت ردا و ارت
 و لذتیش در نهایت بشاعت و صحت او تمام بیماری و محبت او عین گرفتاری آنچه او را
 در دنیا سلامت شمرند حاجت مندی است بسد جوع و پوشیدن عورت و آن
 قطره چند که از توجده اگر دور در وقت جماعت که تو آن لذت انکاری و اسامی جمع
 لذات شماری اینهمه از روح توجده اگر دور و مایه حیات ترا آباد هوا دهد و اللذ مشغول
 بدنیانیت مگر مغلوب مغبون و متصرف در و می مگر محبط مجنون گرفتار حرکات
 شتی و اسیر حاجات گوناگون شدت الحال متوزع البال دست خوش بیم و امید
 با ایال ریخ و راحت کجاست عاقلی که از اختلاط خلق تخر و گزینند و از صحبت عیال
 بخلو تنخانه تغرد نشیند و از پریشانی روی باصلاح آرد و از تذبذب و تردد بهمت
 بر تذبذب و تود و گمارد و عمر رفته افزاید کند و عشق کهنه را نوگرداند و از ملاحظه حدوث
 بطلانه ازل ازال رو و از ممارست فنا بملاحظه ابد الا با د کشد تا بجای رود که آنجا همه
 لذت در لذت و کمال در کمال است آنجا سلسالی است که هر چند سیراب تر شوی گواری تر
 یابی از رفیقت که چند آنکه سیر تر خور می لذیذ تر شمی سیرابی او نه سیرابیت که
 طبیعت را آبی گرداند و سیر می او نه سیریت که ذائقه را بی لذت کند حق سبحان و تعالی
 غشا و غفلت از بصیایر و پرده فتاوت از قلوب موجبات حیرت از عقول و قوا
 حسرت از نفوس مابرا نندازد و بتوفیق تهذیب اخلاق و تکمیل اوصاف هدایت
 کرامت فرماید و سلوک امین طریق آسان گرداند و از شرکها میکاره غدار فریب ده
 عز و خجسته بر فل و غش که بظاہر لطف و مهربانی نماید و در باطن عداوت جانانی دارد
 و بصورت موصلت کند و بجنه مفاصلت دهد نگاهدارد و در سلوک امین طریق ترا

مقتدا و پیشوای ماسازد و بدان مقام که تو رسید مبتال بعت تو ما را نیز برساند و دست
 ولی ایستگار و بدست اوست زمام اختیار و اما آنچه شیخ از پنجانب التماس تذکره کرده
 است عبارت بصره نموده و دوامی این در دراز کلام من جسته این بدان ماند که مبتنا
 از نابینا راه منونی جوید و شنو از ناشنو اخبار می پرسد مثل مرا چه یارسی آنکه مو
 چونتوی زبان کشاید و بجوابی که صلاح دمی در آن بود و صوابی که رشدا و در آن
 خطاب نماید و بطریقے که نجات دمی در آنست اعلام بخشد و بمقامیکه مقصود اوست
 راهبری کند و باین همه مخترفات بتقصیر و اقرار بنا دانی از سخن حق گفتن گریز نباشد
 و از بیان واقع چاره نه باید که اول و آخر فکر و ظاهر و باطن اعتبار تو خدا باشد
 جل جلاله و چشم دل کجبل مشاهده او کجول و قدم سعی در مقام قرب او موقوف ایم
 بیای محفل در ملکوت اعلی مسافر و آیات کبری الهی را که در آن عالم مودع است نظر
 و بعد از نزول از آن عالم اعلی از احکام و آثار او حاضر از آن رو که در همه تجلیات
 اوست و ظهور هر چیز بدوست اول و آخر ظاهر و باطن ∞ فضی کل شئی
 آیه + تدل علی انه واحد و چون اینجالت شریفه ملکه او شد و این شیمه که بریده غایت
 او گشت نگین دل بصور عالم ملکوت انتقاسش پذیرد و مرآت قلب اقباس لاهوت
 متجلی گردد و با حضور قدس و صحبت انس الفت گیرد و ذوق لذت آن عالم پیدا
 حال او برسد و آنچه نسبت باومی اولی و اقرب است همه از ذات خود در میابد و
 سکینه و وقار بر او فایض گردد و تیسر طمانینت و قرار در وی پیدا آید و بدین
 اونه و اهل آن جز بر حمت تنگد و دشگر گذاری نعمت پروردگار را پریشان
 بنخساید و بزرکات نعمت و معرفت ایشان را راه بنماید و بوصول مقامیکه خود
 رسیده است ایشانرا نیز طالب گرداند ∞ مگر مواعید و مواثیق حمت قوت
 ایشانرا در شوق و اشتزاز آرد و او را در همه حال بجهت در رحمت و لذت خود

و از هجت خود نیز بیخ و از لذت خویش متلذذ و با ایشان بود بی ایشان و در همه جا
 بی همه جا خلق از وی متعجب و بی از ایشان متعجب تر ایشان در وی حیران و او
 و ایشان حیران تر باید داشت که افضل حرکات صلوة است بنیت مراقبه
 و بهترین سکنات صیام با حفظ مراتب نافع ترین نیکبها صدقه و احسان بخلق و
 کاملترین سیر با صبر و تحمل بر شدائد و مادام که التفات نفس بقیل قال و منقش
 جدال و تاثر و الفعالم با جوار مختلفه و حالات متباینه با قیست خلوص و از کثافت
 طبیعت و کدورت جبلت محال بود و بهترین اعمال عملی است که از مقام نیت صفا
 گردد و بهترین نیات نیتی است که از جناب علم و معرفت منبث گردد و حکمت اصل
 فضائل است و معرفت الهی اولی و اعلیٰ صعود کلمات طیبه بسوی خداست و سبب
 رفعت آن عمل صالح اینها را میگویم و طلب آمرزش از خدا میکنم و هدایت از او
 میجویم و طلب کفایت از وی میکنم و قربت از وی میخواهم که سمیع مجیب اینست
 مضمون مکتوب ابوعلی سینا بجانب شیخ ابوسعید ابوخیمر و آن حکایت دیگر رسید
 باشد که میگویند که شیخ به ابوعلی سینا نوشت که دلتی علی دلیل یعنی دلالت کرد
 مرا بدلیله که راه نماید و برده غفلت از روی کار کشاید او نوشت که انخروج
 عن الایمان المجازی والدخول فی الکفر بختیضی دان لا تلتفت الایمان در انخروج
 الثلثه میگوید دلیل بیرون آمدن از ایمان مجازی و در آمدن در کفر حقیقی و
 عدم التفات است مگر بدینچه و راسی موالید ثلثه بود بلکه اشتغال باطن باور که
 حوالم ثلثه که ناسوت و ملکوت و جبروت است الا برتبه ذات بحت که لا موت
 صرف و وحدت مطلقه است و الله علم گویند که شیخ در برابر آن نوشت او صلی بنده
 بنده الکلمات الی ما یرصل الیه عباده ارجه الاف سنه فرمود مرا این کلمات را
 بجای برد و مقامی رسانید که عبادت چهار هزار سال آنجا رسانند و الله علم آنچه است

خالی از غرابی نیست و لهذا عین لقضاة همدانی قدس الله تعالی سره می آرد
 و میگوید ابوعلی طبیب منور از جاده را کجا رسد که ابو سعید ابو خیر با وی سخنان
 نوید داد و برابران این چنین گوید و بعد از آن ابو سعید گوید که مرا این کلمات
 بجای رسانید که عبادت چهار هزار سال بدانجا نرساند و لیکن دانیم که ابو سعید فوق
 این کلمات بچشید و گرنه همچو ابوعلی سنگسار آمدی و حکایتی دیگر نیز هست که در موطا
 مشایخ حبشیه نوشته اند که ابوعلی شخصی را بجاسوسی مجلس شیخ گذاشته بود تا ببیند
 که خدمت شیخ او را در غیبت بچه عنوان یاد میکنند و در حق وی چه میگوید و روزی
 آن شخص از شیخ پرسید که ابوعلی چه حال دارد و کار او تا کجا رسیده است شیخ
 فرمود مروی طبیب فاضل و دانشمند است و لیکن مکارم اخلاق ندارد و چون
 اینجکایت با ابوعلی رسید شکایت آن با شیخ ابو سعید نوشت که من چندین کتب و
 رسائل در مکارم اخلاق نوشته ام شیخ چون میفرماید که مکارم اخلاق ندارد شیخ
 در جواب آن نوشت که من گفته ام مکارم اخلاق ندارد و نه گفته ام که مکارم اخلاق
 نمیداند و متظن خیر ازین حکایت تواند لفظن نمود که این حکایت دیگر که شیخ
 از وی بصورت استر شاد و استمداد نوشته است در بدایت حال او آن طلب
 بوده است نه در مقام نهایت و طی مراتب و الله اعلم و علی حکم بختی من یشار و یهد
 البیه من ینیب مروی کل شیء قدیر

الرسالة الثانية عشر اختصار التحدی لانتظار التحدی

لا اله الا الله محمد رسول الله

انوار توفیق ابد و اسرار تحقیق ازل شامل احوال سعادت مال و حاصل اوقات
 بابرکات باد آئین هر چند خیر است که بعد از عرض و عا حرف از حکایت این پاره
 بگوید و سخنی از سلوک این طریق بگوید از صدمه بیست این مقام و تصور صعوبت

این مرام حالتی در گرفت که قلم از دست رفت و دست از کار ماند چه گوید چه نویسد
 از برای گفتن و نوشتن بزرگان چیزی نگذاشته اند کسی باید که آنرا کار بند و نقل
 و آرد و شربت بادامی نفس که سخنان رسیدگان را بمقام ایشان نارسیده بگوید
 و حقیقت حال از حرف و حکایت ظاهر بجوی اگر مردی کاری که ایشان کرده
 بکن بعد از آن گفتار یک ایشان گفته اند بگو و اگر در آن مرتبه نیز چیزی نگوئی
 و خاموش نشستی بهتر و گوارا تر این گفتن را خاصیتیست که ماده نوزانیت را از
 سینه بیرون آرد و باطن را از ذوق و حضور خالی گرداند حقیقت را هم اگر در
 تنگنای سینه محبتس دارند تا مجال صبر و کتمان بروی تنگ آید و در محبت استقامت
 باطن جولان کند و در اعماق و اجزاء وجود سریان نماید و از بس شدت ضبط
 و کتمان خواهد که در و نه را بشکافد و بیرون افتد تا اشعه انوار آن بی اختیار از
 وجنات احوال بتابد آنرا نوری دیگر و حضوری دیگر باشد که شکوة فیهها مصباح
 المصباح فی زجاجه در منصورت خاموشی زبان گردد و معنی بی عبارت
 و سخن آید مبارک باد این حال و گوار باد این ذوق آنرا که حاصل است جماعتی
 بینم که در ذوق سخن و لذت همزبانی چنان از دست رفته اند که صبر از سخن نزد
 ایشان مجال گشته و لفظ عین معنی و قال نفس حال آمده **س** کار آمد حصه
 مردان مرد **ح** حصه ما گفت آمد این است در **د** اینجا نیز اگر نیک روی و دلایل
 وضع است بر قوت تاثیر معنی و سطوت سلطان حال که با وجود غشاوه لفظ و
 حجاب صورت این تاثیر دارد تا آنجا که محض معنی و صرف حقیقت بود چه حال
 باشد باری اگر یکی بگوید جهان قدر گوید که یافته باشد و آنرا بخادم زند که قدم نهاده
 بود تا از دائره صدق و نفس الامر بیرون نیفتد سخن **ب** ال سال وی نگردد که
 بگویم لغوه باشد من **ب** خلیل و الزل رسیدگان مقام معرفت میگویند که بعد از

تنقیه و تطهیر باطن از میل و التقات بحسوسات و استغراق و استغالی بذكر و عباد
 مولی جل و علا فی النفس الغیبی و نسبتی بروحانیات پیدا آید و نور معرفتی در دل مشتق
 گردد که بدان مشاهده حق دست دهد و بر مراد الهی و حکمت نامتناهی وی عز و
 در کاینات اطلاع افتد و از دل بر بصر شعاعی انعکاس پذیرد که بحسب ظاهر
 مخفیات و روحانیات را مشاهده کند تا بظاهرو باطن از مصنیق عالم زدود
 منسلخ و منقطع گردد و در نور حق مستغرق و مستهلک شود و تفصیل این احوال
 ایشان دانند که رسیده اند و لیکن بر تصدیق ایمان با نیابت علی الامیر
 اینقدر معلوم و متیقن گشته است که اعتزال و انقطاع از خلق و توجه و اقبال بعباد
 اقدس در نورانیت قلب و زکامی نفس و طهارت و عزت است از آنچه قلوب
 نفوس عامه خلایق بدان مبطئن هستند تا شیری برت شاید که اگر این
 دوام پذیرد و استمرار گیرد و رعایت احتیاط کار دست دهد و وصول بآن مقام
 که نشان میدهند و اشارت میکنند ممکن باشد پس طالبان نسبت و مشتاق این
 کمال را شرط است که براه طلب و اجتهاد از پانزشتند و تقصیر کلی از خود رضی نباشد
 و اگر در تمام سال ماهی و در ماهی هفته و در هفته روزی و در روزی ساعتی بپنجه را
 در و وظیفه خود سازد و در آن یک ساعت از خلق انزوا و خلوت گزیده بذكر و
 حق مشغول گردد و در مقام تضرع و اهتمال و صدق و التجاب ایستد تا برکات
 و انوار این وقت بر سایر اوقات بیفتد و رفته رفته دوام و اتصال وقت دست
 سبب که نشانی ازین کار در نیاید و محجب تر آنکه بعد از استماع این خبر و امکان
 وجود آن اثر باعثة از باطن بهمت مرد عاقل بر در یافت این حال استخوان
 این مقال ناشی نگردد لاله الا الله تکلیحات از شب و روز اگر صرف این حال
 گردد چه نقصان آرد باری اگر هیچ ننماید ساعتی بطور خود بودن نیز عالمی دارد

و بر قیاس آنچه گفته است زیاده میجت اگر نیست این تلبس که ترا و حی نه دوسه عقل بخبر
 دارد و اگر یکی را داده ایمان صورت کمال یافته و نوزلقین بر دل تا فته است فطربی له
 و بشری که که آن خود بی رحمت خاطر کاهنت اغیار باعث پراختیار این کار و سلوک
 این طریق خواهد گشت زیرا که انبیا شوق طالب تحمل تقب قدر ادراک حسن مطلوب و ادراک حسن
 بر اندازده اشراق نوزلقین و اگر طالبی دیگر هنوز بدرجه یقین نرسیده و بسبب طریقت
 عواشی طبیعت و عوارض عوارض نفس در مرتبه ظن و تخمین مانده است آن نیز در اختیار
 مجاهده و طلب کافی است شیخ ذکر و هدیه باخیر میفرمود در اول حال اختیار عمل را مشروط
 بحصول یقین نباید داشت و بهمان قدر تصدیق که حاصل است اگر چه اعتقاد او
 تقلید باشد شروع در عمل باید کرد تا هم از صفات معاملات و نوزانیت عمل فته فته
 حجاب یب از جمال شاد غیب بر افتد و نوزلقین جلوه گر ایدر صحنی شدن بقصای
 و تسویف و تاخیر سعی در از ال و علاج آن مقصد را دور تر اندازد و علت بعد حجاب
 مستقر و تمکن سازد و بخت طبع وزین کشد نفوذ باسد منها یقین است که صاحب فطرت
 سلیم هرگز از جاده سلامت و طریق استقامت بدر نیفتد که هرگز نکند و صل که هر خطا
 من فدای ان طالب مشغوف که بجز دشمنیدن خبر پیش از بروز نود و ظهور اثر است
 در کار زند و در تحصیل مطلوب اگر چند متعقد الوصول بود بیتاب بی اختیار گردد
 یکی از محققان گفته است که فطرت سلیمه مجبول است بر اختیار وین سلام و الله الموفق
 ومنه الالهام اللهم اننا الحق حقا وارزقنا اتباعه وانه الباطل باطلا وارزقنا حقیقته
 و صل علی الهادی المهدی الی طریق الحق المبین شیخ الكل و امام الائمة و استقامت
 الوجود و سید المرسلین محمد و علی آله و صحابه و ائمه و اتباعهم معین بر اة طریق حق
 و محیی علوم الدین

الرسالة الثالثة عشر في تحصيل المطلوب بانتظار الهيب عاية الاعتدال العلم

لا اله الا الله محمد رسول الله

طلب باید و انتظار بی طلب انتظار بیوس آرزو و مطلوب نتوان رسید حقیقت
 طلب آن بود که طلب بقطش مطلوب و وحدت وجه طلب بر جان طالب چنان
 غالب آید و استیلا یابد که هیچ مقصودی که هیچ آرزوی از ان مانع نیاید و غلبه
 شوق و قطش بان سرخدرسد که اگر عقلای عالم حکم گشتند که وصول بدین مطلوب
 مجال است و حصول این مقصود معتدز این سخن در گوش طالب اضلاراه نیاید و
 قطعاً دلشین وی نگردد و گفت و گوی ایشان قدیم از راه جت و جوی بزرگوار
 اگر اینجالت روی نماید طلبت باقی هوا و هوس پیش نباشد و از هوا و هوس
 کاری نکشاید و انتظار محبوب چنان باید که یک لمح از خیال آن مجال حصول
 دولت وصال خاقل نبود و فارغ نمیشند و هر دمی که زند و هر قدمی که نهی حصول
 مطلوب حضور محبوب پیش چشم دارد و امیدوار بود که شاید همین ساعت بدست
 آید امید و انتظار اگر چند در محنی نزدیک هم اندام حکم ذوق پایه حال انتظار
 از مقام امید بیشتر و د امید در سوید لسه دل کمنون و مضمر بود و اثر انتظار برود
 افتد و از نحوای امید آرام و تسکین بضمیم در آید و از انتظار قلق و صضطراب بیقرار
 مفهوم گردد که الا انتظار اش من الموت این موت عین حیات و گوار تر از حیات
 صد هزار حیات فدای این موت باد و شک نیست که وجود این حال عزیزتر و نایب
 افتد پس چه باید کرد و بیکار نشستن نیز گنجایش ندارد و باری اگر انقیدر شود حکم
 مالا بدردک کله لا یترک کلرین من اختیار در راه باید نهاد و کاحی زود س انگار که
 و خفته شکل بی ادب و سوسی اومی خیر و او را میطلب و بیقین باید داشت
 که هر عمل را جبری دهر کرده را جزائی هست اگر چند مقدار ذره بیش نبود من لعل
 مشقال ذره خیزا بره و من لعل مشقال ذره شتر آیره س اندرین ره اگر آنچنان

نسخه
 از
 دفتر
 قاضی
 محمد
 باقر
 در
 شهر
 تبریز
 در
 روز
 ۱۰
 محرم
 ۱۲۸۰

دست و پای بزین زبان نکلنی + س کافر من گز زبان که دست کس + در ره آن
 و طاعت یکیش + س کس با تو زبان نکر من هم نگویم + یکی از مقامات یقین
 اعتقاد پاداش عمل است تا بدانی که هر چه کاری بدروی و عمل خود را خوار و بی اعتبار
 بناید داشت اگر چند ازین جهت که نسبت به بنده دارد خوار و حقیر و بی اعتبار بود
 اما از حیثیت آنکه اقبال امر پروردگار است غرض آنکه او فرموده است و دوی وعده
 کرده و وعده او صادق است و سنت او بران جاری بسی عظیم و در جنت است و محبت
 جزای عمل عین عمل است که در موطن آخرت بان صورت نموده اینجا عرض است
 و اینجا هر دو باختلاف موطن مختلف شده سبحان الله غراس اجتهت و لاجول لاقوة
 الا بالله من خزاین اجتهت که در حدیث داناترین نوع بنی آدم و حقیقت بنی تمامه
 عالم صلوات الله علیه و آله وسلم واقع شده است کشف سر این معنی است و بنده بی باب
 معقولات که حصول اشیا در زمین بجا یقین است نه بشیخ و مثال نیز معتقد است
 اینچنین بر تو آنگذ این سخن در وقت دیگر بجای دیگر پس ترازین گفته شود ان شاء الله
 تعالی اکنون طریق وصول بحق و انواع مجاهدات در باصنات که در ایشان اند
 و کارهایی که ایشان کنند و بدان روش بمنزل مقصود برسند که با حاکم کردن
 آن کارها و برداشتن آن بارهاست و در اینجا طریقی است آسبیل و اقرب و آن
 اینست که بعد از اعتقاد بوجود باری سبحان الله تعالی بان اسما و صفات که در دنیا
 مسلمانی بیان کرده اند و ایم بجناب او متوجه و توفیق و هدایت و از روی خواهان
 و فضل و کرم او را منتظر و قرب و قبول او را متبصر و نیازه جریان باشد همچنانکه
 بندگان و خادمان در گاه ملوک با محمد و مان و دلی نعمتان خود کنند و با ادب
 و خاضع و خاشع و انعام اکرام ایشان را امیدوار و از قهر و سخط ایشان ترسان
 و از سطوت و همیت ایشان هراسان باشند ضابطه ظاهر در تعلیم نگار داشت

ادب حضرت ربوبیت جل شانہ ولہ المثل الاعلیٰ مثل حال خدام ملوک متوان یافت
 ۱۰ گر وزیر از خدا بترسیدی + همچنان که ملک ملک بودے + خلاصہ کا
 حضورست و ادب و عبادت دیگر اعتقادست و خدمت و علمست و حال و معیشت
 و طاعت اگر این ہر دو صحیح شعور و اعتدال یابد سعادت با لاتر و کمالی افزون
 ازان نبود ولی نگہ باشد کہ حال و علم با اعتدال حقیقی افتد صاحب این مقام ^{طالع} سید
 جنید بغدادی و امثال ایشانند بر یکی حال غالب آید محبت و شوق مستی آرد
 و بر دیگرے علم غالب بود در ادب و خدمت و بندگی افکند طالع اول ستا
 و فرقہ ثانی ہشیاران و جمیع کردن میان مستی و ہشیاری کاری آسان بود
 ۱۰ بر کفہ جام شریعت بر کفہ سندان عشق + ہر ہمسنگی نماند جام سندان
 باختر + و نزد محققان از ارباب دین و متوطنان مقام تکلیف تقدیم عمل در عبادت
 ظاہر ہم و اقدم بود شیخ فرمود ذکرہ اللہ باخیر حال باطن را بر عمل ظاہر مقدم
 نمود و تا از دائرہ ادب و اعتدال بیرون نیفتد و نیز بطا ہر بسندگی کند و
 ہجران نالیست تا از وصول بہ مرتبہ صلو و کمال محروم نماند در ظاہر عمل و خدمت
 و در باطن محبت و تعطش تا کار کشاید و سلامت ماند و نیز فرمود فقیہ صوفی
 باطن نہ صوفی حقیقی یعنی اول عمل شریعت و فقاہت را بدست آرد و ادا آن بدہ
 پس بازان بندہ وہ حقیقت بر آیین روش بہ سلامت نزدیکتر و اساس آن محکمتر
 است و اگر ہم از اول صوفی شومی و تابع حال شہی از راہ سلامت دور رفتی
 و بنیاد کارست گردد و از علم شوق ترقی و تعطش کمال در طریقہ تصوف
 و اہل حال تو ان آہ لیکین بعد از ظلیہ ذوق و حال رجوع بعلم و تفقہ دور تر افتد
 و ازین سخن کہ گفتہ شد چنان بعہم نہ در آید کہ حقیقت چیزے دیگرست میانہ
 مخالف شریعت حقیقت روح شریعت و شریعت صورت او شریعت اعتقاد کردن

بدانچه خبر داده اند و کار کردن بدانچه فرموده و حقیقت مشاهده کردن و چشم عیان
آنرا دریافتن بود حقیقت حقیقت شریعت و کتبه است تا آنچه بدان ایمان آوردند
اگر آنرا حیا نادر یا بند حقیقت آن رسیده باشند از حضرت غوث اشعقلین شیخ محمد علی
عبد القادر جیلانی قدس سره روحه و اصل الدین فیوضه و فتوحه نقل کرده اند که فرمود
که حقیقت زودتها شریعتیه هنی زنده که هر حقیقتی که شریعت آنرا در کند زنده است یعنی اگر
یکی را کشف شود آنچه نه موافق دین و شریعت است اگر آنرا اعتقاد کند کافر بود
و زنده بگردد ابو سلمان دارانی رضی الله عنه فرماید با باشد که نکته از مویز جدید
این راه روی نماید و غیر از جهت حسنی و جمالی که دارد بر من جلوه دهد و به قیوس نکند
و گویم تا دوشا بد عدل بر صدق درستی تو گواهی ندیند هرگز قبول نکنم و آن دو
گواه کدام است کتاب الله و سنت رسول الله و با جمله دین یکی است و دینی شویزین
این سخن دهر و دراز است اینقدر اشارت بدان بس بود سخن صواب اینست هر
غیر این بنید خط کند و الله تعالی علم بالصواب

الرسالة الرابعة عشر تذکیر اولی الاصلاح بان لذات الدنیا کلها
الام و رفع التعب و العناء باجمع بین الفقر و العنا

لا اله الا الله محمد رسول الله

عاقبت بخیر باد آغاز سخن بدعا و طی برسم لکنف لاد فا از ان آمد که هر چند
گر در قسام سخن گردید و مساک و اطوار را باب سخن در نور دید مدعا بالاتر و
بکار آینده تراز و ما نیافت خصوصاً این دعا که خلاصه دعوات و نقاوه تمام
رعایات است عاقبت بخیر باد آمین آمین اگر مدح و ثناء است اخذ التراب فی
وجه المداحین خاک بر سر روزگار مادحان میکند و اگر بیان شوق و اشتیاق
کنند در معنی بالاتر از ان نباشد که طائفه که مسکن حال و موطن طبیعت این

انزوا و مشق حیوان و سرمایہ وقت و حشت و نسیان ماسوی است دم از مشوق صحبت
 یکدیگر زنند و بغوای همیوانست و مخالفت اغیار در سردارند محبت دوستان باقی است
 ولیکن فرصت ملاقات و فراغ وقت تا بصحبت یکدیگر دل آساید و نفسی بکام خاطر
 در تنگنای دنیا دست نمیدهد فردا اگر نصیب و نزول در یک منزل اتفاق افتاد
 در فغانستان از هب بخاناخرن و باعستان اخوانا علی سر مرتقابلین صحبته
 میتوان داشت انشاء الله تعالی و هو علی کل شیء قدیر تخم محبت امروز در زمین
 بنشانند فردا به بینند که چه گلها از آن بسکند و چه بر ما دهد و تخم دولت در
 زمین میکاشتم + سخره و بریکار می بنداشتم + آن نه بد بریکار کشتی بود چیست
 هر یک دانه که کاشتم صد برست + درین دنیا بوستان بهشت اگر جویند یاد بوستا
 که از تصور آن دلها باغ گردد و تا بیدین و چیدن چه نماید بهشتی دیگر بالاتر ازین
 نهاده اند زمان در کاشده شدن آن بهشت و وزیدن نسیم انس از انجانب
 پایان شب است که آنرا وقت سحر گویند و اگر نیشب در آیند آن خود بخلوت
 نزدیکتر و از مزاجت شرکاء دورتر باشد گلهای آن باغ و میوه های آن
 انوار توجه و مناجات و شهود وجه باقی و نجات انس و آثار ذوق و حضور بیدار
 دلی و آرام وقت و اطمینان قلب نوزانیت ذکر است مشایخ گفته اند قدس سر
 اسرار هم که درین عالم آنچه از لذتهای بهشت نمونه گدشته اند ذوق تلقین
 و مناجات وقت سحر است و طعناهای شهری و لباسهای پی و گلزارهای طری و
 منزههای گزین و صورتهای خوب و آوازهای خوش را نیز اگر چه از منزهها
 بهشت داشته اند ولیکن بهشت همه آرام و راحت بود اینها خود سر محنت
 و الم است لذات دنیا همه آرام است پیش از آن نبود که المی بالاتر و سخت تر
 از الم دیگر آفریده اند چون این الم کمتر دفع الم قوی تر کند در مزاج نفس نهد

طبیعت بخان در آید که گویا لذتی یافت مثلا اگر سنگی المی است و خوردن طعام
 بآن مشفقها و حرکتهای که در تهیه سباب و آلات آن کنند المی دیگر یک الم چه شد
 صد الم بالای یکدیگر بنهاده و بصرف همت بدفع الم جوع و نشاندن آتش گرسنگی
 از کتاب آنها آسان نموده و چون الم گرسنگی دفع گردد و تاب آن آتش
 فرو نشیند و طبیعت آرام یابد آن لذت نام نهند و در نظر حقیقت جز دفع المی
 بالمی دیگر نباشد و لیسش آنکه اگر سیری را یا تشنه را تحکیم خوردن آشامیدن
 بر تبه لایطاق کنند عذابی بالاتر از آن نبود حالتهای دیگر را که آنرا بعرف
 عام لذت نام نهاده اند همی بر گونه قیاس باید کرد و خوشا عاقل و خردمند
 روی که شیوا بحقیقت فهمیده و حقارت متاع دنیا و فانی آنرا بدو قیاس
 پای از چیز طبیع و شهوات حیوانی بر آورد و نظر دانش و اعتبار بر دریافت لذت
 روحانی برگماشت و حصول این نسبت بدو وجه باشد از فقر البصیر و بر بستن
 پای حرص و شکستن دندان طمع و قطع نظر از التفات بر خار و دنیا تا نیاید
 رسیده منظر هم بصیر شوند و از اغنیای شکر و برکت آن دست جو دو توی
 داشتن بازوی همت و ثبات قدم و طلب مرصیات حق تا طلسم گنج هم بشکند
 گردند بیشک این فقیر بر بی التفاتی و نانیاز مندی و دست بچطام دنیا نرسد
 غنی باشد و آن غنی همت روانی و کیسه برداری و بی تعلقی و مجرد روی و درویشی
 فقیر بود و کمال جامعیت اینست باقی همه هبها و بدرست از اینجا گفته اند که صبر و
 در ضمن یکدیگر در بین یکدیگر اندر چه کاستی که ما بر خواندیم خود فقر و غنا عین یکدیگر اند و علما
 اختلاف است در آنکه مرته فقیر صابر بالاتر است یا درجه غنی شاکر آنها که فقر را
 فضل نهند گویند که سلامت و عصمت در اینجا است که آن من الهی است ان لا تقد
 بزرگی گفته است که مباد آدمی زار در ناخن دست درازتر گردد و تا خواهد که شکم

برادر مسلمان را بدر د و هرگز از شکم گرسنه دعوی سیری د سر کشی ناید فرمود
 و نزد بیت در سرش بپنجه نکنند دیگران گویند که از غمی کار ما آید و بر بستگیها
 کشاید که فقیر را بدین راه نبود و نیجان مرده وی از ان آگاه نه ذلک فضل الله
 من یشاء ان یجکایت پیشینیان مست و من گویم که هیچ یکی ازین دو قضیه کلیه است
 تا کشاد کار هر کس و صلاح و مقتضای شاکله وی چه باشد قل کل لعل علی شاکله
 فرمایم اعلم من هو اهدی سبیلا آنرا که سوزش فقر در سازد و غناش از دایره بیرون
 اندازد و فقرش مبارکباد و آنرا که غنا بر او اعتدال برود و با عودس توفیق هم آید
 و بد غناش گوارا باد شیخ ذکریهد باخیر از شیخ خود نقل میگرد که تا اعتقاد قلبی چندی
 اقرارسانی با فضیلت فقر از ما گرفت ز بان قبول نکشاد و دست انابت
 ارادت از ما گرفت ما نیز باین عقیده ایم ولیکن تو اضع و انکار در انست که
 غنی باید که فقیر از خود بهتر داند و فقیر نیز خطبه فضل غنا بلند تر از پایه حال خود خواند
 تا در جانبین عجب و تکبر راه نیابد و اگر پراه انصاف برود حق همین است عاقبت
 حال هر کس مهیم و حقیقت سری که با پروردگار خود دارد دستور دیگر سخن نیست
 همه بصناعت خود عرض میدهند آنجا قبول حضرت او تا کدام خواهد بود و درین
 امید و بیم را بی نهاده اند جز حیرت کاری نیست و چه تسلیم چاره نه اعلموا ان
 شد نذ العقاب و ان الله خفور الرحیم ضم سخن رحمت آمد آخر کار بر رحمت مادی و الهی

الرسالة الحاشية عشر رفع صوت الخیر بالممام ضعف هشيب

لا اله الا الله محمد رسول الله

الله الذي خلقكم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضعفا
 وشبهة خلق ما يشاء وهو اعلم القدير ارحم الراحمين ادوار و اطوار خلق
 خلقك و جنبه از ابتداء بروز و ظهور صورت محضی وی در عالم کون و فساد

در رساله هشتم
 در بیان
 در بیان

سه درجه است خوردی و جوانی و پیری درجه اول در کمال ضعف و نقصان که تحصیل لذات
 و کسب کمالات جسمی و روحی در آن از قبیل محالات عادیست خوبی که در نیز تبه نهاده اند
 همین است که باری از کاشکش عقل آزاد و ارکن و مکن شریعت فارغست و بجهت قرب
 عهد وجودی از مبدا و مناسبت بعالم عدم فراخی و جمعیتی در صورت طبیعت و غفلت
 دارد که عقلاً آنرا نبرد و وقوع در هر طه حیرت و حیطه محنت بستانند و حال گذشته را یاد آورند
 و آرزو کنند ای کاش همدان مرتبه ان حالیکه داشتیم میبودیم چنانچه گفته است بیشتر از مرتبه
 عاقلی به خافلی بود خوش آن خافلی + راحت دوست داشته است و فراغ طلبی بنور
 و الا طلب خافلی ناز عاقلی است درجه دوم جوانی است خلاصه عمر و نقاوه اوقات آدمی
 است که قوای جسمانی در اعتدال و نازده ادراک در شتغال است و استعداد تحصیل
 در رشته ادو قابلیت تکمیل نفس قویا بفعل آفتاب عمر بر سمت الراس آمده و در نصف
 النهار کامرانی با ستوار رسیده است اینجا اگر توفیق رفیق سعادت گردد کاری میتوان
 کرد و باره میتوان برد اگر توفیق کاریافت و عروس مراد در کنار گرفت حاصل المقصود
 و الا امید واصل که درین نشانه داده اند تسلی ده خاطر و ذوق بخش متخذه نقد وقت است
 مرا امید وصال تو زنده میدارد و اگر نه صدر هم از بهر است بیم بلاک تا درین
 درجه نیز غفلت طاری شود و در صورت تغافل و بیچله در معنی تجامل تا فریب روزگار و فکر
 لیل و نهار چنان پرده غفلت بردیده و گوش عبرت و هوش نهند که مجال دید و شنید
 تنگ آید و فرصت تدبیر و تامل نایافت شود از خواب سستی و غرور سر بر نهشته باشد
 که ناگاه سواد شب شباب بر بیاض صبح شیب تبدیل یافته بود چنان نماید که تمام عمر
 خبر یک نفس نبود با لها شب صله که اتفاق افتد + شفق فرو شده صبح دم کند
 آغاز و اکنون پیری رسید در و بید و رسید خمیر پاره صد ضعف و ناتوانی رسید این
 ضعف بصورت اگر چه بصفت درجه اول ماند و لیکن فرقی قوی در میان است اینجا

ضعف روی در آن خطا داشت و قوت روز افزون بود و روی نشاط تازه و آسایش
 روی در عدم دارد و وجود ضعف در قوت و پشت امید شکسته و پایی طلب بسته است
 سه آنکه بر بند عشق ایسری کردند + در عهد شباب مستگیری کردند + صدها بخت
 و بی تابی و ضعف + در هم بسترته نام پیری کردند + لغو با آمدن سورا کبیر و از اول
 غرض از تهید این مقدمات انشا حسرت نامه حال خود بود که روزی عجبی پیش آمد و چیز
 خوبی می داد و ایند اند چکنه و کجا رود طغی رفت و جوانی گذشت و مراد یکده
 دست نداد و گر چه که در دل بود نکشاد و او فایلا و احسرتا این چه بود و چه نمود عمر بود
 یا سرب خیالی بود یا خواب جوانی شد و زندگانی نماند + جهان کومان چون
 جوانی نماند + جوانی بود خوبی آدمی + چو خوبی رود که بود خور می + مرا خود حاصل عمر
 دو در چه بود خوردی یا پیری جوانی بشنا به زمان حال نمود که در نظر تحقیق بود می نبارد
 و جز دو طرفش را که حسنی و استقبال است و جودی نه و تمامه عمر بر ریاضت و محاذت و محام
 و محنت و ناکامی گذشت ^{حقیقت} سن ندانم که زندگانی چیست + کامرانی چه و جوانی
 روزگاری خوشی را گویند + دل خوش در جهان کجا جویند + وصل با کام دل چه میباید
 کامیاب از جهان که میباید + آنکه او دید چهره مقصود + کیت در عالم که خواهد بود
 آنکه مقصود یافت در عالم که بود بر بنا به اعلم + خوشایام جوانی اگر چند توفیق کا
 داشت امیدهای دراز و آرزو مانع بلل و خیال نامی مجال و وعده های دروغ بخت
 و ماغ وقت را تر و تازه و سرگرم میداشت اکنون بچه چیز دل بند و بچه چید تسلی
 خاطر دهد بر اسی که رفت و بمقامیکه ایستاد و روزی مقصود و نندید و وصل محبوب در دنیا
 اگر محبوب در منزل پیش است پایی رفتن کجا است و همت سفر کو تا بان منزل برسد
 بهدین منزل در اثنای راه از پایی افتاده و دل بر ملاک حرمان نهاده ^{بنا} نماند ایجا
 که مطلوب خود برسد و حال در مانده خود را در یابد و باز پرسد یا همین جا منزل گیرد

که دست یار و برادر و بقیه برود که خود دست از علی کل شیء قدیر سه می آید
 فی السار + فخر الفواد و عزرا جمیلا + فلن یستطیع الیهما الصعود + ولن یستطیع الیک النزول
 سه اوقات منزل او بر سر مقدس + صبری کن ایدل از بتوانی وصول یافت +
 فی تو بسوی دوست توانی عروج کرد + فی دوست جانب تو تو اندر نزول یافت + ایجا
 امید بانا امید می میخند که در دو خاطر بنما مراد او بخند شود و هنوز کشش طلب میان
 و وسواس محبت در خلیجان تا نقطه اخیر از حیات بلکه تا تمامی دوره قیامت کوتاهی
 کردم تا ابد الابد الی مالا نهایته که در طلب امید مطلوب در امتداد دست مشوق
 جمال و آرزوی وضال در شتاد در دمازلی ست و ابدی می پیر شد سکین حس
 در فراق روی دوست + تا قیامت چشم دارد کان جوان خواهد رسید + خداوند
 که خواهد رسید و چگونگی خواهد رسید کاشکی برسد هر گاه که برسد و هر چگونگی که برسد اعلم

الرسالة السادسة عشر التقسیم الا نام علی اربعه اقسام
 لا اله الا الله محمد رسول الله

تمامه او میان ازین چهار قسم بیرون نیفتند ملوک دنیا و آخرت و فقرار دنیا و آخرت
 و ملوک دنیا و فقرار آخرت و فقرار دنیا و ملوک آخرت ملوک دنیا و آخرت آنانند که همچنان
 در دنیا خوشی و کامرانی کردند و داد سلطنت و فرمانروائی دادند بر امی حیات آخرت
 نیز ذخیره اعمال صالحات نهاده و گنج سعادت با خود همراه بردند و بیاد اس عمل نعمت
 بهشت دولت دیدار فایز گشتند و فقرار دنیا و ملوک آخرت آنانکه اگر چه بتبعات
 اینجهانی و قصار شهوات فانی محفوظ نیامدند بقسطه او فی از سعادت و برکات ملکات
 مخصوص مشرف شدند اقسام دیگر نیز بقیاس مذکور معلوم توان کرد ما ندانیم که دخل
 کدام یکی ازین اقسام خواهیم بود این دو قسم که مذکور شد درجات و مراتب بسیار دارد
 باری در هر مرتبه از مراتب که دخل باشیم غنیمت است از علی کل شیء قدیر این سخن

تقریب بزرگان آمد سیاق کلام در شکر گذاری الغام و احسان ایشان بود که نسبت
 فقر و غربت ظهور می یابد جز آنکه آمد خیر و چون تمام نعمتهاست ظاهر و باطن راجع بجناب
 عزت است تقاضای شانه انتہا سلسله جز بجز وسکوت نخواهد بود و حقیقت شکر از بند
 صورت پذیر نخواهد گشت حضرت مسبب الاسباب جل شانه حکمت بالغه خود جماعه انرا
 ناتوانان و نارسایان را دست از کار و بار بر بسته و بامی ترود و طلب گشته در فضل
 و کرم خود شانه و دیده امیدشان بر جمال شانه مقصود گشته است و طائفه دیگر
 بر نیل سعادت قبول و بر تشریف کرم است توفیق مخصوص ساخته بتعبیر اوقات و تفقد
 احوال ایشان برگشته تا باعث جمعیت خاطر و فرار بحال ایشان گشته در ثواب
 و دلالت خیر شکر غالب آمدند ذلک فضل الله یؤتی من یشاء و الله ذو الفضل العظیم
 باین ترتیب سلسله نظام عالم بر باینست و طوائف عالم محتاج فضل و کرم الهی بوده
 عمد و معاون یکدیگر آمدند از نیجا است که گفته اند فقر و احتیاج فقیر آئینه جود و عنایت
 اغنیاست جود محتاج گدایان صغاف + همچو خوبان کائین جویند صاف +
 اینجا گاهی اغنیایا بر فقر افضل نبیند و گاهی فقر را بر اغنیاست اثبات کنند اینهمه
 اعتبارات است منت مر خدا تراست اغنیایا فقر امهر ریزه چین خوان احسان او
 در بین نعمت و مهستان او پس تقاضای شانه و اعظم سلطانه عاقبت بخیر باد

الرسالة السابعة عشر تنبيه الغافلين لغبار الدنيا واربابها واغتراب
 انجاليين بزخارفها ونسبها

لا اله الا الله محمد رسول الله

سبحان الملك الحق الذي لا يموت ولا يفوت عباد محنت وكدورته که از اینجا این واقعه
 غفیله و ایهیه شدید بر صفحات خواطر خلاص گشته و حیرت و وحشتی که از یکایک واقع
 شدن اینجاد شروع می داد و از حقیقت تقریر و تکریر بیرون است چه توان کرد سنت الهی

برین جاری است تا بوجین بود چه شاه و چه گدای همه همین راه است بدشعر
 هر که آید بجهان اهل فنا خواهد بود به و آنکه نمانده و باقیست خدا خواهد بود به حق
 جل و علی بدولت و شوکت این بادشاه گردون شکوه قومی دولت جوان بخت ابدالعبد
 جلالت و خلعتی مرا ضمیمه ملکه و اقباله تمامه بر ایاز از خاص عام خصوصاً زمره اهل اسلام
 در کف امن و امان و سایه عدل احسان از جمیع آفات و مکر و همت محفوظ و مصئون
 و اراد اللهم صلح الامام والائمة والرأعی والرعیة والرفق قلوبهم فی الخیرات این دعا از
 عظام مشایخ قدس الله سره از هم مرویست و ادامت بران شمر سعادت دنیا و آخرت
 و باعث امن و امان ظاهر و باطن است دیگر این دعا اللهم صلح ائمة محمد اللهم ارحم
 ائمة محمد اللهم اغفر لائمة محمد گفته اند که هر که بران دوام نماید در مرتبه پایا ابدال نشیند
 و الله الموفق اکنون از فضای دنیا و بی شباتی آن چگونه و چه نویسد قال الغضنفر حکماً
 الدنيا شبهة شیء نطل النعم ونوم الاصلاح میگوید دنیا مانند سایه ابرست که روان
 میگردد یا مثل خواب شیطانی است که مرد با لغمی بنید در تشبیه اول فنا و بی شباتی
 دنیا را دانود و در ثانی حقارت و قلت متاع آنرا بیان کرد گفت یا نحویت
 یا بادویت یا افسانه یا مثل مرگ حادثه در میان که بیشک تشبیه رسیدنیت آدمی را
 از آن غافل نشسته و دیده عبرت و حیرت فرود گرفته و بر تبر غفلت افتاده پروانندازد
 که چه کاری بخت و همی صعب در پیش دارد و میگویند که یقین مشکوک کدام است یعنی
 چیزی که آدمی یقین داند و با وجود یقین در آن شک دارد گو یا نمیداند آن چه جز است
 گفته اند که آن مرگ است بیقین میدانند که رسیدنی است اما چنان زندگانی میکنند
 و بر نهی میروند که گو یا نمیدانند تبارک الله این چه قدر است و این چه برده که بر سر
 آدمی زاد فرو رفته اند و این چه غفلت و فریب است که در می بخورد همان مثل شیر
 و مردگر نزنده از پیش اوست حکایت می آید که شیر در سیابانی بدنبال مردی

افتاده بود وی از پیش شیر گریخته میرفت چون مجال گر نیز تنگ مد حکم سطر خود را در
 خرابه چاهی زد و بهم در اثنای راه بشاخنا و بیخهای گیاه که در آن چاه بود دست زد
 و معلق ماند در پایان چاه نگاه میکند اثر دمانی می بیند دمان باز کرده نشسته که اگر
 بیفتد هم در نفس فرو برد شیر که در دنبال بود آمده بر روی چاه ایستاده که اگر بر آید
 هم در ساعت کارش تمام کند ساعتی لطیف متعلق بان حشیش دمی زده و نفس است
 کرده بود که موشی چند رسیدند در شتهای گیاه را که مثال رشته عمر آدمی است و بدان
 متعلق است بریدن گرفتند بچاره حیران ماند که چه کند اگر پایان افتد اثر داشت
 و اگر بالا رود شیر ایستاده تن به بلاد داد و منتظر ملاک نشست ناگاه نظرش بر لانه
 سخله افتاد که در کنج دیوار چاه شهیدی قتی کرده مرد آن همه افراموش کرد هم از شیر
 و هم اثر دمان و موش چشم بر بست و انگشته بان شهید زد و بان مزاحمت مگان
 و نیش زنبوران شهید لیسیدن گرفت دوسته انگشت شهید نه لمبیده بود که رشته
 گسته شد و در چاه محنت و اندوه بکام اثر دمانی مرگ فرورفت اکنون ما شهید
 لیسان آن چاهیم که شیر قضا در قفار ماست و امروز فرود است که در چاه بلا
 که دنیا است بکام اثر دمانی مرگ فرورفته ایم کاشکه مدت حیات معین بود و استند
 این مسافت معلوم گشتی که چندست تا موافق آن راه و روشی بخود قرار دادندی
 و قطع این مسافت بتانی و تدبیر کردندی و یک قسم فراغتی و قرار می یافتندی
 و نفسی چند براحت زوندی هیچ معلوم نیک مدت عمر چندست و بعد این مسافت چه
 در هر گام و در هر نفس خطرست و احتمال آنکه همین نفس آخر باشد روز و هفته و ماه را خود
 که داند و اگر فرضاً معلوم بودی و دراز بودی هم چه بودی چون رفتنی است و گذشتنی
 چه معلوم چه نامعلوم چه دراز و چه کوتاه ۵ چون قامت ما برامی غرق است و کوتاه
 و دراز را چه فرق است ۶ اگر صد سال مانی و در یکی روز ۷ باید رفت زمین کجی و آفرین

درین صندل سرکه بنوسی به لپی ماتم بود گاهی عروسی به چو پیر شادی و عجم جای آوند
 بجای سر بجائے پائے کوبند به دنیا اگر دایم بودی و سباب دنیا دایم و عیش و فراغ
 خاطر و آسایش وقت متصل انگاه اگر کی به محبت مولی و شوق العالم ازان صبر کرده
 و بزخارف آن التفات نمودی کاری بود اکنون که فانی ست و سر سر حشمت و کدورت
 و محنت و شقت و صد بلا بر بالای هم افتاده ترک آن چه مقدار کار است که بدان زند
 و برفت آن حسرت خورد اگر کی بقدری ازان دست بدارد و کامی چند فراتر نهد تمام
 خود ممکن نیست صرف روزگار خود کرده باشد و منی بر جان وقت خود نهاده اما خاصیت
 این شراب چنین افتاده هر جرعه که ازان بخورد و هر قطره که ازان بنوشند بجز صحت نماند
 کند و تشنه تر سازد و ناستی آرد و بخورد و بچیر گردد اندک انگاه نصیحت را بگوشش و راه نشاند
 و اندیشه عاقبت را در سر او جای نه ستی و عذوب دنیا و حکمرانی بجائی کشد که دعوی
 خدائی و پیغمبری کنند دیگر چه توان گفت فرعون بان سر حد زمین مصر که ملک بود
 و ده سوره راه پیش نبود دعوی خدائی کرد و دیگران را چه گوید آن از خدا بچیر نیست
 که خدا آفریدگار آسمان و زمین باشد تو خود کلوجی یا کسی در عالم پیدا نکرده دیگر این
 دعوی صییت دیوانه هم نبود تا اینها از سر دیوانگی گفته باشد اگر دیوانه بودی موسی
 پیغمبر اعلیٰ السلام بدعوت وی چرا پیغمبر ستادند دعوت انبیا صلوات الله و سلامه
 علیهم عظاما بود نه مجانبین را این نبود مگر غرور و مستی دنیا و ملک و سلطنت که او را بدین
 هذیانات میداشت در سرشت بعضی غرور و حماقت خمیر کرده اند که فهم و تمیز را از ایشان
 بر میگیرند و با وجود عقل عزیز می کار دیوانها میکنند سخن دیوانها میگویند دیوانه
 نیستند اما دیوانه صفت اند یکی دیگر برمی خیزد و دعوی پیغمبری میکند و هیچ نمیداند
 که معنی پیغمبری چیست پیغمبری میبختی شدن است میان خدا و خلق از خدا فیض
 میگیرد و بخت میرساند و پیغمبر از اول عمر تا آخر از گنجان معصوم بود و بعالم قدس

و ملوک متصل و فرشته بروی بیاید و پیام حق بگذارد و معجزات بنماید و در زمین با سنان
 تصرف کند و قرص ماه را با اشاره انگشت دو باره سازد و چشمها از انگشتان روز
 گرداند و درختان او را سجده برند و سنگ گیاه بروی سلام کنند و بادی کتابی
 باشد که اگر جن و انس همه جمع شوند مانند سوره ازان نتوانند آورد و اگر نامه علمای
 عالم او را تفسیر کنند بی پایان نتوانند آورد و پیغمبر شریعتی بهند و عالم را بنور علم و ایمان
 منور گرداند که افغان را از کفر و جاهلان را از جهل بیرون آورد و دوران را نزدیک کند
 و گمراهان را بر راه راست برود در تمامه خوبیهایی ظاهر و باطن و صورت و سیرت از
 همه کس افزون تر و بالاتر باشد و هیچکس در هیچ خوبی مانند وی نبود و پیغمبر است
 بود و صلح و فلاح آراسته و کلیه محبت و اعتقاد پیرایه نژاد یگان وی در علم
 عمل و زهد و تقوی و نورانیت از همه پیشتر و بیشتر و متابعت وی جامع کمالات
 و منظر خوارق و کرامات گشته پیغمبری نه مجرد دعوی و غلبه سلطنت و شوکت است
 اینها همه و شمس است اما بامت چه توان گفت لغوذا بالمد من الغاوة و العواذیه
 در آدمی سه چیز است نفس و قلب و روح جبلت نفس هم ازین عالم کون و فساد
 و همین لذات جسمانی و مستلذات حسی کمال اوست و نفس زینتی است و ظلمات
 فاذا جزای بدن است غایت آنکه نسبت با جزای دیگر اینقدر لطافت و نورانیت پیدا
 کرده که چیزهای محسوسات تواند دریافت و ماده سمع و بصر و شمع و ذوق و لمس
 و نفس از لذات عقلی و روحانی خبر ندارد و همین نفس است که آدمی را گرفتار این عالم
 ساخته است و روح لطیف است و نورانی محض و از عالم بالاست و توجه او همیشه بعالی
 قدس و لذت وی بعلم و معرفت است و محبت مولی تعالی شانه و شناخت ذات
 و صفات وی تعالی و تقدس نصیب اوست ولیکن بعلت تعلقی که او را باین دانه اند
 و از احتلاطی و از دواجی که او را با نفس واقع شده گرفتار عشق و محبت نفس گشته و سرشته

گرم کرده است و تعلق روح را با نفس بعینه مثل تعلق مرد با زن گفته اند که از ازدواج الهی
لطیفه قلبیه پیدا شده و قلب متقلب بود میان روح و نفس اگر بر یکی احکام روحانی
غالب آید و نفس و قلب تابع او شوند و این بسی نادر افتد از اینجا همه خیر و صلاح آید و اگر
نفس غالب آید و روح و قلب تابع افتد و همه شر و فساد خیزد این سخن مشهور است در محل خود
شرح ترازین بیان یافته است مقصود اینجا بیان تذبذب و درکش افتادن
آدمی ز اوست که از یک طرف عقلش بجانمی میخواند و از طرف دیگر هوا بجانب دیگر
می رود و بصدمت و شدت گرفتارست باز این سخن و شداید این عالم است که بر
آدمی زاده افتاده است و اگر احوال آخرت و شداید آن عالم بقیصیل بندیش بقصو
کنند از خود رود و از هم پاشد در حدیث آمده است **لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَعَلْمِ قَلْبِهَا لَآتِيكُمْ**
كثيراً فرمود اگر بدانید آنچه من دهم از احوال مبدار و معاد و آخرت که چهار قسم است
و چهار پیش آمدنی است کم بختندید و بسیار بگریزید و لیکن چون حکمت استلزامی تصفا
الهی اقتصار آن کرده که این عالم را از نظر ما پوشیده و در برده غیب داشته است
و آنچه می بینید می یابند عین عالم ظاهر است از اینجا فریبی خوردند و سرشته گم کرده که
یعلمون ظاهر من بحیوة الدنيا وهم عن الآخرة هم غافلون مخبران صادق که حضرت آ
انبیا اند صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین خبر آن عالم می رسانند و انوار علم و هدایت
مینمایند اما مردم چنان در ظلمات نفس و طبیعت افتاده اند که قطعاً گوش نمی بینند و
قدم نمی زنند حقیقت حال بعد از مردن منکشف گردد که **حیث** **س** **باش** **تارده**
براندازد جهان از روی کار + آنچه مشب کرده فردات گردد و **شکار** + **الناس** **بنام**
فاذا ماتوا انقلبوا فرمود مردم در خواب غفلت اند چون بیدار شوند و آگاه گردند
س **خلق تا در جهان اسباب اند** + همه در کشتی اند در خواب اند + **لا اله الا الله محمد**
رسول الله اکنون اگر گویند پس چه کار باید کرد و کجا باید رفت سخن بقیصن آمد ترک

دنیا سفر مانند و تجرید از خلق و خلاف طبیعت و مخالفت نفس میخوانند و وجود ایشان
 محال از دست آمدن این کار مشکل آدمی زاهد تا در قید حیات است و در دنیا است از
 اسباب دنیا و معیشت باین نوع و آسایش طبع و قید نفس چاره ندارد و مدار حیات دنیا
 و انتظام کار عالم برین است جوایش بدانکه تا سخن اینک نفهمند و بکنه آن در نروند
 دل نشین نگردد و جز حیرت و سرگیگی نیار و مقصود از آنکه گویند ترک دنیا باید داد و از
 بر کرانز باید بود و بر راه مخالفت نفس و طبیعت رفت آنست که خلاف حق نگنند و از جا
 بیرون نروند و راه و روشی که در دین و شریعت قرار داده اند از دست ندهند باین نوع
 اگر نظاهر با خلق باشند در باطن با حق اند و اگر بصورت در دنیا باشند بمعنی تارک دنیا
 چه در مصورت اگر موافق نفس عمل نمایند در حقیقت مخالفت آن کرده باشند محققا گفته
 که مقصود اصلی موافقت حق است نه مخالفت نفس یعنی سالکان که بر خلاف نفس بروند
 و بر ضد وی کار کنند برای آن کنند که نفس موافق حق گردد و بر راه درست رود
 و اگر او خود بر راه راست رود و مخالفت او معنی ندارد و فقر اند و اختیار امر را اند و رعایا
 مالکانند و مملوک خادمانند و مخدوم و علی بن ابی طالب فقرا را صبر باید و اختیار را بشکر
 امرار را عدل رعایا را انقیاد مالکان را جسم و مملوکان را خدمت خادمان را اویس
 و مخدومان را رعایت هر کدام از هر طائفه که بر راه و روش خود روند و طریقه بندگی
 و انضاف از دست ندهند و اصل مقرب و مقبول در گاه باشند از اینجا گفته اند که کسی
 هر طائفه خرف است یعنی هر کسی بر هر حرفتی و کاری که باشد اگر بر منهج قاعده
 و ادب رود سالک است و دعوت شریعت غیر از همین پنج است سرور کائنات و سید
 رسل صلوٰة اللہ و سلامہ علیہ بیچسب از هر حرفتی که داشت بیرون نیار و فرارحان
 در کار زراعت گذاشت و تاجران را در تجارت و مشایران را با اهل معیال و محمد از راه
 در ترک و تجرید و اختیار با مال منال فقر را با فقر و فاقه و لیکن هر طائفه را قاعده و روش

الحل مقرر داشت تا بران عمل نمایند و از جاده بیرون نروند بیرون که آور و از کفر و معاصی
 بیرون آور و دیگر همه ادر و ن دایره گذشت سر سعادتها انقیاد شریعت و اعتقاد
 مسلمانی است و یقین داشتن بر آنکه هر عمل اجری است و هر گروه را جزائی و محبت
 حل نیک نیات عمل بد بدمن عمل منقال ذره خیر آیره من عمل منقال ذره شر آیره
 غایت آنکه فرقه جزائی خیر اہم در دنیا طلبند و از آخرت غافل بشند و جماعه دیگر را
 مطمح نظر جزا آخرت محبت و کار دنیا سهل بخارند و هر کس بر کاری مشروع که
 برای خدا کند او را ہم دنیا شود و ہم آخرت فغانند ثواب دنیا و الاخره عاقبت بخیر باد

الرسالة الثامنة عشر سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد المرسلين

صلى الله عليه وآله وسلم

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم كما النعمت فزد و كما زدت فاوهم و كما اذمت فبارك چون امر عالی بران
 رفته بود که این حقیر گاه گاهی بار سال عرضیه خود را بیا د حاضران مجلس سلسه
 میداده باشد از واجبات وقت نمودن و مثال امر کردن و در پی اشاره عالی فتن
 که علیکم بالسمع و الطاعة و چون در بی مقام آمد و با استاد مقاصد و معانی مترجم و متهم
 آمدند بعضی مشوب بکلف که از کتاب آن موافق وقت فقر انیفتند و بعضی دیگر در غایت
 بی تحلفی که اظهار آن مناسب حال مسکین نه بکلم ترد و وحیرت که لازم حال تشاکس
 و تعارضن است از هر دو جانب قطع نظر نموده بخلصه مدحیات و نقاده مطالب که
 دعا خیر آن ذات ستوده صفات ست پر دخت و یگ از دست فقر چه آید و چون
 تصور مقصود بکنش کرد و تحقیقت حال نیک رفت از جنس دعا آنچه اقرب طریق
 و حصول مدعا یافت همین است دعا مزید تقش و طلب استمداد توفیق و سداد
 از و اہب خیر و رشاد بود که مفتاح جمیع ابواب خیرات و مقدمه حصول تمامه مرادات

و حقیقت طلب گفته اند آنست که شوق مطلوب جذب طلب باطن طالب چنان مستیلا
 یابد که اگر تمامه عقلای عالم یکجا نباشند و با جراح حکم بر سه حاله و تغذیه حصول آن مطلوب
 کنند اصلا معقول وقت طالب نینفند و بگفتگوی ایشان قدم صدق از طریق جستجوی
 بزرگوار و این طلب با وصول مقصد تو امان است و حصول مقصود دست و گریبان
 است این طلب کاری مبارک جنبشی است + این طلب در راه حق مانع گشته
 است + این نشان دولت و آیات است + این طلب مفتاح مطلوبات است
 این طلب همچون خروسی در صبح + میزند نغمه که می آید صبح +
 ولیکن انبعاث این حالت بحکم عادت بس عزیز و نادر افتد لاجرم بحکم مالا بدیدر کله لایق
 کله باختیار قدم در راه اجتهاد یابد نهاد و کاری باید کرد که اصل و عمده درین راه
 کار است بیکار نشستن چشم تنها در راه مطلوب استن محض خیال و مجرد هوس است
 دانهن سر و که فتن است و اگر انیکار در سایه مردی و صحبت صاحب دردی گنهند
 آنرا خالصتی دیگر و تاثیر می دیگر بود که کار صد ساله که از پیش خود برگیرند آن اثر ندارد
 و یک صحبت که منبت الفت و محبت جانبین اتفاق افتد سرمایه عمر بلکه توشه را نگیرد
 از تاثیر صحبت خود چگوید که آن امری متفق علیه است و تجربه و امتحان عقلای سسته
 و بتایر صحبت نوز ایمان و صورت یقین درون هم از راه درون در آید و بوجوبی مشتقی
 و متنفس گردد که محمود و وال آن متعذر و محال بود و حکم علوم بدیهه اولیه گیر و در آنچه
 بواسطه عمل و قوت اجتهاد بوجود آید آن چیز نیست که از بیرون بیرون آید تو
 که نزد فتور و لقبصور نهاد و از آن راه که در آمده بود هم بدان راه بدر رود و اگر کار
 با صحبت یکی شود و ظاهر و باطن موافق افتد آن خود درون و بیرون را درگیر و محال
 زوال و محلال بر روی تنگ آید و عرصه و طریقان فتور و نقصان بر و محال گردد
 چنانکه گوید از درونم منیر و بیرون + در گزینی درون و بیرون راه اکنون

سخن در مردم شناسی و ولی یابی افتاد که آنرا بجهت وجه توان شناخت و بکدام صنایع
 نمود و فوائد دلگام عظیم و آنه لیسر علی من لیسر الله فرقه فقها و زمره متکلمین بهمین الله که
 براه سلامت رفته اند گویند ولی هو العارف بالله علی قدر الطاقه البشریه مواظبا
 علی الطلعات غیر منہا فی الشہوات اینها اگر قید معرفت بالله یعنی بود شناخت ولی
 در غایت آسانی بودی ولیکن قدر معرفت و اندازہ این نسبت معنوی از راه ^ت _ت
 چگونه توان شناخت و معنی را از دعوی جدا کرد اینها طایف البخون در جگست ^ت _ت
 که همین مواظبت بر طاعات و اجتناب از شهوات باعث حضور و استقامت ^ت _ت
 معرفت و معیار شناخت است بدین مسلمانان که اگر بدیده انصاف نگردد و ^ت _ت
 نروند سخن اینست اکنون طریق استفادہ این نسبت اقتباس این نور ^ت _ت
 مجرد شناخت اگر کفایت کردی مجد و ابها و استیقتها ^ت _ت
 منحصرست در آنکه تر با یکی از دوستان خود شنائی ^ت _ت
 با قلبی که مستقر نور الهی است مقابل و مجازی سازد تا فروغی از آن ^ت _ت
 افتد و هر چند که این مقابله و مجازات دوام و استمرار یابد و ^ت _ت
 این ترقی و مزید بود نور علی نور بیدمی الله لنوره من ایشان ^ت _ت
 انوکاس اشعه النور صورت نہ بندد و این مسله خود از فروغ حکمت نظری ^ت _ت
 که ایشان در اینجا شناسا تر و ما هر ترند شناسائی اولیای خدا را ^ت _ت
 غایب و دستان خود را بہتری شناسند خواہش اینست که ما را با یکی ^ت _ت
 کند و راه ^ت _ت
 جیلانی صنی المدعنه میفرماید کہ نمیشب بر خیز و صورت تازه بساز و ^ت _ت
 و بچند روز و اسحاق کن و فریاد بدرگاہ مولی تعالی برآر و این دعا ^ت _ت
 دعای تو در تمامہ اوقات تو ہمین باشد یارب یارب فلتنی علی عبدک ^ت _ت

یعنی علیک وعلینى طریق الوصول الیک اگر این دعا با این صفت که فرموده اند دوام
 و استمرار یابد شاید که گوهر مقصود بدست آید و نقاب حجاب از چهره مراد بکشد و بدرستی
 درستی که اجابت این دعا با تجربه نغمه پذیرفته و تحقیق پیوسته است و احکام معتدله
 هر دو حکم که در امور اخروی بصدرق توجیه و لغت ضبط از بر روی کار آید بی شائبه و
 با اجابت و قبول مقرون است اگر توقف کونه در اجابت بعضی از فضول و نیویه وقوع
 یابد و در نهایت شاید که صلاح طالب همدرین باشد ولیکن در امور دینیه اجابت
 با دعا تو امان است و دعا با سوال مقرون اما صاحب مهمتی که که بخت صدق و ایتها
 بزبان وقت و حال انقطاع از ماسوا حق درخواست کند و با مواطات قلب و صمیمیت
 این مطلب عالی را است عا نماید اینجا پامی بهمت می لرزد و الا من اجتهاد الله صدقه
 بمن فیضله من لیه و التوفیق من الله العزیز حکیم حق سبحانه تعالی نعمت دنیاوی را
 و سید محصل سعادت آخرت گرداناد و توفیق احراز سعادت داین دایم و باقی
 دارد آنه علی کل شیء قدیر ازین بالاتر و راست تر راهی دیگرست که بعضی
 مشایخ شاذ لیه قدیس الله اسرار هم طالبان را بدان دلالت کرده اند متاخرین
 مشایخ چه باشند که بحقیقت اولین و آخرین راهین راه است راهی دیگر نیست اگر
 است موصول مقصود نه و آن صدق توجیه و دوام التماس است بحضرت سیدنا
 و منبع تمامه کمالات صلوات الله علیه و آله و سلم اقتباس انوار هدایت و استفاده هر
 حقیقت از ان جناب بی توسط و سایل و نقد و وسایط و گویند که امام و قبله
 ایشان در سلوک این طریق امام السلین حسن ابن علی است سلام الله علیهما کلا
 اقطاب و سید سادات این است ایشان گویند که اب از سر چشمه گرفتار
 روشن و پاکیزه ترست که از پایان و با چندین اختلافات و کثرت مذاهب که در میان
 است است یک کس درین مسئله خلا فی نیست که آن حضرت صلوات الله علیه و آله و سلم

بحقیقت حیات بی شائبه مجاز و توهم تاویل ایم و باقی است و بر اعمال امت خاطر
 و ناظر و مطالبان حقیقت را و متوجهان آنحضرت را معین و مر بے دست و فصل اعمال
 اقرب و وسایل در سلوک این طریق خاص بعد از توبه و تطهیر کثرت ایحاف و تفصیلاً است
 باقیمه تکرار و استمرار کلمه توحید که اصل مقصود و حقیقت مطلوب است ازین مقوله مگر
 و مجلس سامی ایشان توان دم زد که عنایت ازلی باین سعادت کبری ایشان را
 از سایر اقران ممتاز و مخصوص داشته است و الاجماعه را باینم که در عین ذوق سخن
 و سرگرمی صحبت چون سیاق کلام در بنیام افتد بخارجیت مذموم و غبار ظلمت
 نامعلوم از باطن حال ایشان بدماغ وقت چنان متصاعد گردد که حضور وقت
 و صفاء حال گوینده و شنونده را شیرین و مسحان الله با وجود تو اتر و توالی چندین
 شواهد و دلایل ظهور انوار و بروز اسرار که درین مدت هزار سال کسری بر صفت
 ایحال رفعت این شان بشا بده و اخبار معلوم و مبرهن گشته اگر کسی هنوز
 از مضیق تقلید نبر آمده و در رتبه تردد و انکار گرفتار مانده باشد این بدان
 که بر یکی تا هزار سال سخن عرض کرده باشند و حرف گفته و وی هنوز آنرا نفهمیده
 و یاد نگرفته باشد هیچ مرتبه در عبادت و بلاهت ازین بالاتر باشد لا والله فخذ
 بالله من العباداة و الخواصیة بحضور عرض کرده شده بود که شرعاً و عقلاً و عرفاً اختیار
 این کار و سلوک این طریق فرض عین و عین مصلحت است و توقف و تردد در آن
 دور از کار ثبث الله و یا کم علی بنده الطریقه المستقیمه و الملة القویمة انشاء الله رب
 العالمین سخن در جانی دیگر بود و من بجائی دیگر افتادم معذور خوانند داشت که
 عنان اختیار بدست نیست ذوق تصور مجلس عالی برین داشت اگر جایی دیگر
 مکاتیب نصف مشاهده است انشاء الله تعالی اینجا تمام مشاهده و عین حضور
 انوار سعادت و کرامت و توقیف و استقامت و اہمیت و جلالت مشا و تروالی

بابی و والد الاحمد والاطهار

الرساله التاسعه عشر صدق لتعطش والد وام في طلب لمقصود المرام

لاله الا الله محمد رسول الله

و فوق كل ذي علم عليم از مجمل آن مجموعه لطیفه شریفه که بجزبه نقاوه رسائل حکیمه کلمه حقیقیه
 بعد از تحیر طبیعت از تلون انواع معانی و ضیق وقت قوت ذوقیه از تناول اقسام
 مباینش که لازم تعدد الوان و تکثر اکوان است آنچه اقتباس و استفادۀ آن در حوزه
 الشاع دائره وقت گنجینه تحقیق بمنعنی بود که بعین لایقین معلوم شد که قوت امداد و اعانت
 حضرت و انهب البرکات در حق بعضی از بندگان سعادت مند بجائی میرسد که با وجود
 اقتدار و تکلیف بر استیفاء اقسام لذات حسیه جهانیه بمرتبۀ که از حد حضرت و صاحبان
 است رومی همت و وجه طلب از آن صرف نموده لذت ادراک روحانیات و شوق
 وصول بجزوات را غالب رایج می آرد و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء ازین گذشته که
 آن باقتضای طبع سلیم و جبر فطرت پاک حکم میل طبیعی دارد و اینجا دقیقه دیگر است که
 در غالب از نتایج مطالعۀ علوم عقلیه و تحقیق در دقائق فلسفیه که بعرف اهل زمان آنرا
 حکمت خوانند آن غرور و هتباد می آید که نظر و التفات باطن از ظواهر عقائد طبیعیه
 مذاهب سمعیه اسقاط نموده بعالَم دیگر می آرد و اگر بالفرض یکی را عصمت فطری کارگر
 افتد و از دائره اعتدال بیرون نیندازد ازین خود می گذرد و این ادنی همت است
 متوکیه کلمات است که بیبانه قصد تطبیق و توفیق شریعت را تابع حکمت ساخته و
 اعتقاد بجانب تاویلات آرنند و بادامی حق صورت نیرد اخته نظر بر صرف معانی
 مقصور گردانند الا من عصمه الله و ذلک نادر گدایان این کوی را احتیاج نیست
 که برود دیگران بدر یوزه روند فردا بینند که صد از سلطو و بوعلی بدر یوزه برین در
 بیایند و بارشیا بند بکنون بشایده حال سعادت نال ایشان بر مان ساطع بر قوت

و خطبه تا غیر و کارگری برایت الهی تو فریبی نماند ای و بی عز و طایر وی بناید که با وجود حصول
 چیزین کمالات حسی عقلی و حصول بذروه اخلاقی فطنت و فضیلت میل بحسب بنوعه فقراء
 و غریبا و خاندان و بی زبانان که از معرفت سخن دانی و دانش اندوزی و حکمت نموشی
 حریف نیاموزند از افتاد و در وادی طلب و عطش قدم صدق نهاده اند مردم عالم باید که
 بدانند که البته کمالی دیگر و رای آنچه متعارف عقلاست درین برده است که کس
 بسوی آن راهی نمایند و نشان میدهند بچین است که این طلب عاقبت کار اثری
 خواهد آورد و عاقلین است اللهم انما الحق حق و ازرقنا انا و اهلنا باطل باطل و
 ازرقنا اجتناب آنچه فضیله این فقیر از آن مجموعه افتاد فقره چند است در مناجات که در خطبه
 رساله بارقه الهیه مبرور و به شهابیه مستولیه مذکور شده است بسیار مناسب وقت و
 حال آمد و بعضی رسایل فضلیه قاشیه که در رسانت الفاظ و رسانت معانی طریقی
 و منطقی مدیج دارد و نیز نظریه برده شد الحق این طریقیه نیز قسمی از مدارج کمال معرفت و حال است
 که مردم را تا بدست خدا برسانند و از فروغ ذوات مجردات منور گردند و اهل
 دانش را بچشم عقل و تباری عقل سازد و اما نظری و کندی شیخ ذکوهند باخیر میفرمود که از سخن
 مردم محروم نباید شد و از هر وادی که سخن را زنده بشوند و در پانند که چه میگویند اگر چند سخن
 حل باشد تمام باید شنید بعد از آن اگر قدرت بر ابطال آن باشد بهتر و الا تا غافل نرود
 که نشست و عقده قلب باید که بطریق معهود محکم شده باشد و از تدبیر و تردید محفوظ و
 معصوم گشته و حصول اینجاست از وسیع نظر در مطالعه سخنان بگیاگان حراست
 خوف و خطر بسیار دارد و شرط دیگر آنکه در مشکلات و بهیما و موسسات قوم در نیفتد چون
 سخن بدینجا رسد ورق بگردانند و نظر هر و رک و سخنان و شفقات بر گمارند حفظ و سلامت
 و در خطورت است باقی محل خطره خطره است و اول اصل عظیم استی هر کس بیافت خود بخوبی
 گفته است میگذرد با این دیگر میجرادری آن رود و میولای حقیقت قابل صورتی است

و این

افتاده است و هر سخن اعتباری در وجهی دارد و اما این معانی باطن است خارج از علم است
 و شنیدن کبریا که علم و عمل یکبارگی کمال جامعیت و حفظ مراتب و تفضیلت است و البتة
 مبراهیم و عرض جبرئیل و دعای او و لیکن سخن بجا نیست غرضی اختیار بجای دیگر افتاد و در
 کشید و گرنه من بجا و این سخن که نام محمد و خاتم النبیین داشتند فیهما لا و ان الرجوع الی الله
 الی الله و الاحول لا قوة الا بالله محمد و صلوات الله علی سید المرسلین و الله اعلم بحجبه و اولیای
 الله و نبیة طریقت حق و محی الامین الله لا اله الا الله محمد رسول الله عاقبت خیر باد و السلام
 الرسالة العشرین بتبیت القدم علی الاصل طهارت یک صحیح الاصل او و الایمان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ایام ربیع است طبایع روی بافتخاش نهاده و مو و طیغچه بچوش در لیده و مردم را همگان
 باغ و سیر صحرا در سرفاوده و بواجث و محرکات صحبت و عشرت بهر سیده گوید یا
 و مبتدایان این پیش و این صحبت مرعیش مندان را صحبت طلبیان را سه بهین
 لار باب انعمیم نفیهم + وللعاشق لمکین ما یتجرع + قومی دیگر را بمن دوز او بر عت
 افتاده و روی بر دیوار غم آورده و به تنهایی صحبت داشته و یا وحشت انس گرفته
 و اگر بعضی آنرا وطن مالموف خوانند و سکن مالوس نام کنند چه تفاوت نظر عارفان
 است در صورت که حقیقت آن یاش که لذت و سعادت همانست که فرق اولی و اولی
 و حال این طایفه دیگر جز نکبت و حسرت نماند چکنند بادل دیوانه پس نتوان آمد اگر
 یکی لذت خماری و خون آشامی یافته باشد و اندک حال صحبت **س** بود و این چنگ
 چه شامی که نبودست بهر از می گلزنک بدامان بود احمی + اگر چه این نفس بکلیش
 بجا صحبت خود از حرمان مراتع شهوات و فقدان مواقع لذات الهی و حسرتی داشته
 باشد اینجا صیر میتوان کرد اما این در دینی درمان راه صلاح که با وجود امکان وصول
 بمقام صله و لذت حقیقی از حصول آن محروم است و مدت وصول آن نامعلوم تا چه

معرفت و دست نپذیرد و وجه ظهور حال مطلق نگر و خلاص از شلویش وقت نیست
 حال ممکن نیست خداوند که این حالت کنی خواب روزی نمود لا اله الا الله هر چند خواهد
 که زیاده از قدر حاجت دم نترسد در زبان قلم از فضول کلام نگا بدارد و صورت زنبند و کلام
 کاغذ بازه کمتر ازین بدست می افتاد که جز حرف دعا گنجایش نمیداشت ایشان همگین فرار
 منظور دارند باقی همه با و بدست کج حرف دیگر مانند نا گفته که بالا تر ازین سخن است
 گفت قلم سهو کرد و دل پریشان بود بهم نرسید و آن اینست که از شدت طریق صعوبت
 و بی نظارت تقدیر غم نیست که از فقدان رفیق و نایافت یار است بچکس را بدینم و نیامیم که
 بدایا نب خواند و حرف تشنه تا گوید و همی بخند و دل داری دهد اینچاقش گوید که تورا
 کم کرده و در کار خود غلط خورده راه همان است که عامه خلایق بدان سو میروند نگار
 همان که ایشان میکنند اینجای برستی و توقعی بلکه تذبذبی و ترددی راه یابد و قدم
 برهنه از تقاضای که در خواب باور ماند و بزوش اهل عالم نگران گردد و نزدیک است
 که خفا ز خود را بگناید و در جهان راه رود که دیگران میروند با غلامی از غیب درسد
 یا هم از باطن ساکن پیدا شود و الله اعلم که مان حکایت اغش مشن و بفریب یوازه
 مرد و باز نگر که متران نزدیک است کامی چند که عبارت از انفس متعدد و عمرت
 عین نیست از صعوبت این راه مترس که بسیاران باین راه رفته اند و بمنزل ^{مقصود}
 رسیده اند کس با تو زبان نگر و من هم نگویم باز بخت دست دهد و قدمی
 بدیتر تهر در هر قدم این کشاکش در پیش است تا غالب کدام آید غالب همان است
 که هست و الله غالب علی امره و لکن اکثر الناس لا یعلمون همی در کار دارند با خدا
 باشند و نظر از مسوا می حتی بردارند که اهل مقامات نیست عاقبت جنبه باد

الرسالة النجادیة والعشرین تجدیدالذکر فی بیان حقیقه اشکره

لاله الا الله محمد رسول الله

باید دانست که شکر نعمت بر از نعمت است بد و وجه یکی آنکه سبب بقای نعمت و مزید
 آنست لکن شکر هم لازمیست و صید نعمت را جز بدام شکر قید نتوان کرد و دوم آنکه
 شکر که حقیقت آن عرفان منعم و دانستن نعمت از دست منبع صفت علم و شکر نسبت
 معرفت است تا این جود و عطا که از مقوله اخلاق و اعمال است با همیگر این علم
 معرفت شامل کمال علمی و عملی گشته جوهر ذات را بجلیه کمال جامعیت محلی گردانند و الا
 صورت عمل بمعنی علم و معرفت قالبی بر روح را ماند و سلسله شکر اگر چند بی نهایت
 رود آخر منتهی بهمین معرفت گردد که بدانت همه از دست لاله الا الله و لا خالق
 سوی الله و لا فاعل فی الحقیقه بخیر الله در خبر آمده است که داود پیغمبر علیه نبینا و علیهم
 الصلوة والسلام بدرگاه عزت فریاد بر آورد که یارب شکر نعمتهای تو چگونه گویم و
 منتهای این سلسله چگونه بچشم باشد فرمان آید یا داود او را دعوت ان بابا کن
 یعنی منی نقد شکر تهنی فرمود حقیقت شکر و انتهای این سلسله بهمین قدر بود که خود را
 در میان نه بینی و همه از من و انی بنا بر این کار بر نفی هستی و ترک وجود نهی او اند
 نفی هستی و ترک وجود چه باشد که ام هستی و وجود تا نفی آن نمایند و ترک بند مرد
 از نفی هستی و ترک وجود یافت نیستی و ادراک عدم خواهد بود چون ذات و صفات
 و مال مسائل تمامه اوصاف و احوال از حق باشد دیگر آدمی را در اینجا فعلی مانند
 آدمی باری کیست که او را نام وجود دهند همیشه از کتب این طائفه بتفصیل تحقیق معلوم
 توان کرد و اگر از زبان مردیکه شنای این راه باشد بشنوند آنرا تا تیرس و دیگر
 و نوزائیتی دیگر باشد و کارگرد و نشین تر گردد و باز اگر سعادتمندی را حکم فطرت
 در جوهر ذات وی این حسنه ابداع نموده باشند تا بی سابقه تحلف در باطن خود
 بذوق در یابد این پایه از همه بالاتر و محمول مقصود نزدیک باشد اصل همین است

آنرا که استعدا و قبول حق در اصل فطرت نهاده اند هر چه گویند بر عکس فطرت و ضد مقصود
 اثر آنرا و نمود با بعد من ذلک صاحب فطرت را سخن شنیدن و با نیکان صحبت داشتن
 این فائده دید که آنچه در استعدادی نهاده و در فطرت وی ابداع نموده اند از قوت
 بفعل آمد و محبت و موافق که سزاوار مقصود اند از پیش بردار و شکل آنکه با وجود قابلیت
 و استعداد و مدار کار بر طلب و تقطش نهاده اند که آرزوی مقصود بی کسب طلب مجرد
 و خیال بود اما وجود حقیقت طلب که شغف و استعراق مطلوب است بحیثیت که چندان
 بوی مشغول شود که با سوس آن مهجور و ندهول گردد و عزیز و نادراقت بلکه عدم و نایاب
 بود پس چه باید کرد بی و خدعه بودن و آسوده نشستن نیز گنجایش ندارد پس بدون
 بتو شکل وجدانی مشکل با لاجرم حکم بالاید یک کله لایترک کله رومی بقبله مقصود باید آورد
 و کوشش کرد دست و پای زد تا بود که همی مصداق وقت بر آید و قدمی بر جاده
 صدق لغت قال رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم ان لربکم فی الایام و لربکم فی النجات
 الا فتعوضوا لها حاصل مضمون این حدیث بشارت مشغول بان باز گردد که در حدیث
 دیگر آمده است که حضرت و اهب البرکات تقالے و تقدس در هر روز و هر شب سعادت
 آفریده است که حکیم جو در کرم حقیقی خود در وی آن خاصیت نهاده است که هر چه در آن
 ساعت بخوانند بیایند صدق یا رسول الله صلی الله علیه و آله و سلم و هو الصادق
 المصدوق جنبش و طلب همین جانب است آنجا همه همیاست و بالفعل آنچه در وقت
 وقت می آید و تجربه بار یافتگان حضرت موافق آن رفته است که اگر کسی در دل شب
 در گوشه خالی با حضور دل و صلوات و وقت و یقین باطن سر نیاز بردر گاه عزت
 دوست سوال بزیبان حال یا قال بردار و عجب که در بارگاه قبول بار نیاید چنگ
 در و این مقصود نزنند خلاصه و عار اسلک منک است باقی همه فرج اوست و
 با الله التوفیق مهمل در ما عرض و ما بود سخن بجا صیت وقت بجای دیگر افتاد

معدور خوانند داشت و مقصودی دیگر دارد و آن عرض اینجی است که چون حق تعالی
از آن حضرت بر نومه وقت فخر ثابت شده است شکر گذاری آنرا بعد از ملازمت دعای
چنان خیال کرده است که در ضمن بعضی عرائض که بخندست ارسال میدارد گاهی
سخنی که متضمن معنی خیر اندیشی و خیر طلبی بود مینوشته باشد و ذوق همزبانی و لذت
روحانی بجا حاضران مجلس گرامی بگیرد و نیز بحکم عادت داراوت چنان نشسته که گاه گاهی
این خص بیزه را که آنرا قلم نامند بردست این حقیر جریان میدهند و از آنچه لایق و در
صحاب و موافق حال این حقیر بود حرفی سرسبزند اگر در اشامی آن حرف شناسند
زهی سعادت و قبول اما بشرط است و کتمان تا سخن در پرده بماند و قدم از جا رها
بیرون نیندازد اول بجهت آنکه این حقیر با چه مرتبه آنکه در ملازبان نصیحت بکشد و حقیقت
گویی بنیاد دهند دیگر بسبب آنکه در طبیعت قلم طغیانی نهاده اند تا از کجا سر برزند و
شنونده از آن چه فهمد و در چه او می افتد درین روزگار که ما سیم خود نترد و فقر ای ایلی
وقت سخن احکام اسلام و بشریت گفتن حکم خداست و امر را تو حید گرفته است بلکه حکم
از آن است فرقه ملامتیه در زمان ما اهل بشریت اند لغو و باطل من اهل الطغیان
بنده سال الله العاقبه دیگر چه گوید

از آن

الرساله الثانيه والعشرون اتحاف الاجته ببيان حديثه المحبوه

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم اني اسالك جنك وحب من يحبك وحب عمل يقربني اليك اوستا و...
و محبوب محبوبان که مصدر جمع کلم و منبع تمامه سهار و حکم است صلوات الله عليه و آله وسلم
باين کلمه جامع اشارتی بمقصود حقیقی و طریق وصول بدان کرده است فقره اول
خود عین مقصود است و اما که مراد محبت ذاتی است که منطبق است از قیود صفات
و اشغال آنجا زاب خاص است با حدیث ذات و الا محبت منظم طلبی است مطابق

و سوال چیست و فقره ثانی اشارت است باقرب طرق تحصیل این مطلوب بحسب
 مردان خداست که بحسبیت از خود تهی شده و از قید هستی برآمده و بحق باقی گشته اند و ظاهر
 و باطن ایشان بنور الهی پر شده و مشکوه مصباح ذات ششخا معین محبت اوست استلزم
 آن هرگز نداده میگوند حتی کن که این چنین مزی بر آنکه صفتش و انبیت در دل تو جای
 باشد یا خود را در باطن او جای کن اگر او در دل تو جانی باشد از انبیت می آورد
 ترا و باطنی گرداند و نور حق که اوست یا با او سبک طلعت زد و می آید دل تو گرداگرد او
 در باطن می جایگردد و باطن می محل نزول رحمت است هر روز و هر لحظه نظرات رحمت اجزای
 عزت و در آن جامی افتد چون ترا در آنجا باید ماند بر تو نظری بر تو فرستد بر اندازد نسبت
 محبت و بیگانگی که با وی داری و اگر محبت این مرد و زن بر محبت ذاتی حمل کنند در دنیا
 چه باشد البته چنین باید اگر چه عنوان و ساطعت و وسیله در مادی نظر در تو هم خلاف
 آن افکند و ملاحظه صفت الملاق و قید فرقی در میان دهند و لیکن در حقیقت عبودیت
 و اتحاد است همین محبت است که با آنجا بر میگردد و تا اینجا محبت ذاتی آمیخته نگردد و بمعنی
 نسبت باطل حصول نمی بینند و گفته اند سخت کلامه نظری که در خدمت مردی رود و روح
 و سنان باشد که تحصیل کمال برای نفس خود کند سخت باریک است این سخن بفرم
 عاشقان صفات ندر آید یافت امینی جز در مرتبه عشق مفرط که مستلزم قنای کلی است
 ممکن نباشد کمال حقیقی همین است و کمالات دیگر که ناظر در جانب وجود و هستی است
 جنب آن محبت و اگر باشد تابع آن خواهد بود و اگر نباشد نیز عم نیست مصراع گوهر
 چو دست او بدریا چه حاجت دست + بیان حیت من بچیک اینست حسب عمل تقریبی الیک
 این مقام سلوک و توسل است و عمل شامل عمل ظاهر و باطن است عمل باطن همان محبت است
 و مراد از آن محبت ذاتی است پس حال این کلمه نیز بضمون دو کلمه اولی راجع آید عشق
 منزلی که در خود ایشا الیه و محبت می نماید یعنی اگر ترا نتوانیم یافت و دوست داشتیم باز

۱

بحسب محبت تو که خنایر شیم و فرقی در عبادت و ادوی معنی پیش نیست الا محبت محبوب
 و حب محبت وی نظر مال محسوس یکی آید و اگر حقیقت روند و بذوق درافتند تا آنچه پیدا است
 و بدان نشان توان داد این محبت است و محبوب در بر و محبت است و محبت در هیچ جا
 نیخیزد میفرمایند اینجا ذوق یافت است زیرا یافت پس اگر چیزی خواهد بود هم متعلق محبت
 خواهد بود این سخن عالی است و وقتی دارد و رجوع بوجدان باید کرد که ادواک عمل انهم ان
 بنام و کمال بلیسر است بدان حب عمل یقریبی الیک اینجا فائده دیگر خاطر بسپار
 که در سلسله علیه نقشند به بنامی کار بر سه طریق قرار داده اند اول طریق توجیه لایق
 یعنی چون در چگونگی را که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد بی توسط عبارت عدلی و قاری
 و غیره ملاحظه نمایند و هیچ مدارک و قوی بدان متوجه شوند تا آنکه تکلف از میان بخیزد
 و دوام آگاهی دست دهد و به فانی فنا شد دوم طریق رابطه و آن توجه بصورت شکر است
 که فانی فی الله و باقی با الله شده چنانکه غیبت و یخودی روی نماید و صورت آن
 بر سرخ داناکه جهت سفل دست از نظر ساقط گردد و در بحر شود ذات و حضور حق که
 جانب علو است بیگند سیوم طریقه ذکر لا اله الا الله بطریق خفیه که جامع معنی نفی و
 اثبات است طریق اول اعلی طرق است و حصول آن پیش از تصرف جذب در وجود
 سالک تعذری دارد و دوم که طریق رابطه است اقرب طرق و مشا و ظهور عجیب
 عزائب است و حقیقت رابطه همان رابطه محبت است و حفظ صورت از لوازم آن است
 لیکن در ضمن بی اسرار می شگرت است بطریق سیوم حکم و اساس کار وی حکیم
 و درین حدیث اشارتی برین سه طریق میتوان یافت اسالک جبک اشارت بطریق
 اول است که طریق توجیه و مراقبه است و حب من یحبک بطریق رابطه و حب سبیل
 یقریبی الیک بطریق ذکر محبت در همه جا مستحب آمد پس اصل همه محبت باشد اللهم انی
 اسالک جبک حب من یحبک حب عمل یقریبی الیک تمهید پیش اینست و اصل جبک

احب الی من نفسی واهلی و مالی و من المنار البارد و الی العطشان اللهم اوزقنا علم شریف
 محیط فخر ابد بود تا نکه جریان سنت الهی بر آنست که وصول بمنزل مقصود بی دلالت مرشد
 کامل از محالات عادیست و وجود مرشد کامل لاسیما در آخر زمان اغرض من الکبریت
 الاحمر و پشته اند و کج خین است که گفته اند الا آنکه پروردگار تعالی بر همه چیز قادر است
 آخر زمان و اول آن در اینجا بر است و فیض حق را القطاع نیست و نور سبزه اصل
 علیه آله و سلم الطغفانه نا امید نه باید بود که حقیقت محمدی را دورات است مثل دورت
 فلک و نهایت هر دوره مانا که بر سر صد سال است که ان السبعین اهذه الامة علی
 راس کل مائة سنة من یجد و امر دینها هر که کاری از دست بر آید که سبب تقوی
 و تجدید و ترویج این امر گردد از هر وادی که باشد و فعل این ثبات است و علما
 و شایخ و امر او حکام و غیر هم همه مصدوق این عنوان اند و عظیم امور در دنیا
 ارشاد و هدایت است و تجدید و ترویج احکام سنت بالا اثر ازین کاری که متمر
 سعادت ابدی و دولت سرمدی گردد نیست قل بده سبیله ادعوا الی الهدی صراط
 انوار من اتبعه و سبحان الله و اما ان من الشکرین عجب تر آنکه بعد از وجود ظهور این
 ذاتی که کسی باشد که قدر این نعمت شتاسد و شکر آن بجا آرد و فیض به کثیر او بدهد حتی
 کثیر است جمله عالم زمین حجب گمراه شده کم کسی زاهد ال حق آگاه شده و فرو تر بایه
 در میان تسلیم و انوعان و قبول سنت و اگر این نیز نباشد خوف خسارت دنیا و آخرت
 و دعاست عاقبت و سوز خاست است عجب از مرد عاقل طالب با خود چه گویم که بعد
 از شنیدن خبر ظهور اثر و احمیه در یافتن این سعادت و با عشق و محبت از طینتر
 سر برزند و قدم صدق در راه طلب نهاده دلی که عاشق و صابر بود دیگر شک
 نیست و عشق تا چه صبور حتی هزار خوشگ است درین زمان که ماته مادی
 عشرت توری جدید از مشرق و لایحه در هدایت میابد بی شک و یغاسری از

۴۰
 شرح
 و تفسیر
 کج

اسرار الہی مضمین است کہ توقف و انکار را در اینجا مجال تنگ است و دلائل حقانیت و ظهور
 نورانیت لایح و باج است چو جلی از طالبان کہ در ظل تربیت حوزہ تصرف و عنایت این
 منظر حق مشغول اند و کشف حقیقت حال و استغراق و استنہار ایشان در ذکر الہی مظهر
 انوار و اسرار شگرف از حیطہ تعبیر و تقریر بسیر و ن است امروز مثل این حلقہ و
 اجتماع اہل فکر در زیر طاس فلک نباشد و اگر باشد کمتر باشد آنہا کہ داخل این کار و
 محرم خلوت اسرار اند بقدر استعداد و معرفت خود چیزے در یافتہ باشند اما سیر و نیان
 در حیرت و تعجب اند کہ این جمیت و از کجاست تعجب و تحیر حسیست چرا درون ندر این
 و نگرند عبارات و اشارات قوم از مقصود نشاہنہا میداد و از مردن راہ و مقرران در گاہ
 خبر عامی شنیدند ہمہ ابرامی العین دیدند و زیادہ از ان دیدند کہ می شنیدند تا آخر کار
 خدا سازد و کمال روز افزون جمیت السلام و صلواتہم و احکم دعا باید کرد کہ حق سبحانہ
 و تعالی نقاب حجاب از چہرہ مقصود بردارد و موانع دریافت سعادت کہ عمدہ آن
 راجع بجمیت دنیا و قید نفس است سد راہ وصول نگرند اند این نظر بعموم خلق و سایر
 ناس است و صاحب فطرت سلیمہ خود مجبول است بر قبول طریق حق و سلوک منہج
 انصاف و لہم سے ان ذلک امر عظیم و انہ لیسر علی من لیستہ الامد و اللہ علی کل شیء قہیر
 خلاصہ دعا دعاست و تقاوہ پر دعا اینست کہ عاقبت بخیر باد پ

الرسالة الثالثة والعشرون ترك الاختلاط والمجانبة عن صحبة الاصلاح

لا اله الا الله محمد رسول الله

الم بان الذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق الا ان وقت اليست
 عنان غرمت بصوب غربي خيانه ك انزاعوت وطن مالوف خوانند بگردانند و خاطر
 از او نام و خيالات فارغ سازند و توهم مضار شہر را لغو و باسد منہا و توقع منافع
 اخيار را بتقدير و اراوت پروردگار عظامہ بگذرانند کہ بر صبر و سبحة و عظيم شانہ

خوشتر است خواهد شد اعلم ان الامته لواجتمعت علی ان سیفوک الحدیث چند گاه در کوه
 غربت بودن و از صحبت فقر و محظوظ شدن و برکات صحبت ایشان اندوختن نیز حاصل
 وارد قل لعدثم فریم فی خرفهم یلعبون آخر ازین اخلاط و صحبت اخبار جز تیرگی آئینه
 استعداد و دور افتادن از جناب قبول حاصل حیات و غیر محنت شدت و بی عزتی و
 خواری منفعت چه اگر حالت ضطرار مخصوصه پس آید و خدا تا ان ازان نگذارد ان
 تقدیر هر چه کند ساج خواهد بود و آخر تقسیم عالم که حکیم مطلق قرار داده بر بنیتوان انداخت بعضی
 امر و بعضی فقر و بعضی جاه و بعضی علماء و بعضی جنین و بعضی جان علی هذا القیاس
 تمیز میان این اقسام جسم و متج و نقص و کمال نیز بر حاقل خبیر معنی نخواهد بود اکنون
 بنکر که تو از کدام قسمی در پرستم که دارندت بقدر حکیم قدیر رهمن و تسلیم باش اگر در
 قسم اعلاست میدار و خود شکر کن و خوش باش کاری کنی که از روی خدا دوستمان
 شمرده نه شوی واصل در ین باب آنست که معقولیت این حکایت یعنی ترک صحبت
 اخبار گرفتن و بگوشه غربت و انزوا نشستن و طریقه صبر و قناعت گزیدن و
 بیکار آخرت مشغول گشتن و دست بست حسن آن بضم طاهر بر هر که او فی مرتبه
 عقل ایمان دارد ظاهر است آنچه معتبرست در ین باب آنست که این حرف دل نشین گویا
 و حال شود و بر تبه یقین برسد و لماید خل الایمان فی قلوبکم اشارت بدست این
 حصول مصادف و ملازم توفیق الهی است اینجا اگر عالمی معش کنند و یقین خود و توفیق
 نیاید چه جای آنکه تحقیق نمایند و بصحبت و حقیقت در یچنین کسی کار گرفتند و فایده
 و هدایات از من اتباع الذکر و خشی الرحمن بالغیب آن شخص دیگر نهایت تاثیر نصیحت
 اندرند و روسه جز حصول حیرت و توقف و حصول قدری از سکون بازرگانی
 عادی که در مطالب خود وارد نتواند بود و سه نیز اگر این مقدمات را مکرر کند
 و دریم در نظر دارد و بیک بیان عادت الهی که در تقصیر مکرر است دارد و کار سه

میتوان کرد و موقوف بر وقت است که میگویند در صورت است الهی این وقت بطلان
 در رسد و زودتر رسد برادر من خود را مطلق از حلیه اسلام بجا کنی تو انی ساختن و از
 و اثره احکام آن بیرون نمی توانی شد و بیرون آسانی روزگار بر او افتد نمی توانی
 دیگر این تدبیر چیست در پرتیانی چه خصیبت اسلام چه شد و حسبت دین رفت
 چه باشد خیال کردی که مگر آدمیان در خورداران انو هم همین دنیا داران بوده اند
 و پس حاشا و کلا ذوقی و فریخته که فقر دارند و نیاز دارند و حسرت آنتند سه حرم
 گوشه فقر آفتد صفا دارد که با دشا جهان رشک برگدا دارد و فرار و کسبش
 دنیا را میگویم ذوق و نغم آخرت بخواه و چه گویند اما این همه فرج ایمان و اطمینان باطن
 است قوت و تازگی و سیرابی ایمان هم در سلوک این طریق و التزام صحبت صلی است
 و ایمان در صحبت اختیار بر روز سست تر و آفسرده تر و بد روز تر میگردد آن را علاج چه
 خوایی که در سبب فرمود خطبه علیه و آله و سلم جده و در همانم بقول لا اله الا الله از بنده
 معلوم شود که ایمان نومی و کینگی دارد صدق رسول الله و هو الصادق المصدوق
 و هذا مشهور بالعبان و این حالت در هر ساعت و اوقات یومی است چه جا این عظیم و
 و مخاطره و جهالت که مردم روزگار در انند در یاب در یاب تا آئینه تمام رنگ نگریند
 در یاب کلا بل ان علی قلوبهم ما كانوا یکسبون زیاده چه گوید عاقبت بختی باشد
 و خیزند عزیز نور دیده نور الحق نور الله قلبیه سبزه العرفان و الا یقان از و اضعیف
 خود و عاخواند و درین نصیحت شریک باشد و الله الموفق با

الرسالة الرابعة والعشرون بسبب الخیر دفع الظیم و دوام اللب
 بالخوف والرجاء

لا اله الا الله محمد رسول الله

و اما ما یفزع الناس فیکث من الایمن ایه کریمه اشارت میکند بآنکه وجود دفع رسانند

تفسیر

استحقاق و بکله اینده ایشان را پانیده و دیر با بود و توجه دلهای بندهگان خود را که مظهر
لطیف اویند با سیمان وقت او سازد کننده خداست ولیکن هر چیز را سبب اولیای
سبب الاستیجاب است نیکی احسان بخلق را سبب پانیده گی و دیر بانی ساختن پیشک
آیند که بر او طاعت برود و کردار نیک بخشید عاقبت کار او در هر دو جهان به نیکی بود چه
آنکه بصفتی نیک کردار سے پسندیده زیادتی بر دیگران کند و در رفتار از همه زمان
که هر چه بود و بعبانیتی خاص از پیشگاه مخصوص گردوز و بمنزل مقصود رسد و در دنیا
تمام است هر گز عکس نیند و دلالت عقل نیز هم برین است نیکی و بدی ضد اند هر که
برگزید بدی نه بیند کافم من گزینان کرد دست کس در راه بیان معاصت یک نفس
عبانیتی دیگر نگردد که کار نیک کند اگر نیز بناگاه در کار بد افتد در نوزانیت نیکی ظلمت
محو گردد اما صدمت سیلابی بیخانه نیکی از برینند از این محض کم است حکم عقل از آنده توان
در این محضی طغرای این نشان است پناه بخدا مگر آن نیکی که اصل دستون همه نیکی است
و از ایمان نام است از پاس در افتد این هنگام از نیکی ماسه دیگر جز نامی نبود و محض
کردار بے آن تن بیجان و صورت بمعنی باشد کردار بی ایمان اثری نیارد و اگر از چند
بکار نیاید و اگر نیز آید نظر اعتبار بحاصیت نیکی باید بر گماشت که چون بی آن اصل اثری
از و با آن چگونه خواهد بود و با ایمان گناه هر چند بزرگ بود امید عفوئی است و عقاد تا
مسلمانی چنین فرشته اند که ایمان بحیل وجود پذیر بود ولیکن بصفه نقصان و نقصان
حقی را از حقیقتش بیرون نبرد الا آنکه از درجه کمالش برآورد اصل ایمان تصدیق دل
راست گو استحقاق بهترین است صلوات الله علیه و آله و سلم دیگر همه آثار و اثرات اوست خود اگر
این نسبت بحقیقت حاصل است مشکل که خیال محصیت کرده سوار برده دل گردد و اگر گردد
زود برگردد و در هر دلی که حقیقت ایمان در آید برگردد بیرون نیاید و هر که برگشت هم از
بیرون در برگشت نهار الغافی لایزال با صافه که صوفیه گویند قدس الله سره بهم

همپن است رنگ ایان اصلی است نه عارضی صد کوه گناه در جنب ایان بجمده صلی الله علیه
 و آله وسلم برکاهی نیز در مشکل تا اینجا است که این نسبت درست نشده است و بعد از
 درستی نسبت هیچ شکل نیست عم ایان باید خورد و دیگر غم نیست سفیان نوری را صلی الله علیه
 شب همه شب در گریه و زاری گذشت و باه و او ایلا رفت گفتند خوش باشن که
 بارگناه برگردنت نیست گفت گناه اگر کوهی است برکاهی نیز زدگریر از انست که
 ایان سلامت بریم یا نه نسبت ایان چه سلامت بلب گور بریم + حضرت زهرا سینه
 و جالاکلی ما + این وزیدن باد رحمت و سبب صبا ی رجاء بود که منجی سر بسته دل را
 بشگفتند و گل امید را تازه دارد در جابلی از دو بازوی شاهباز ایان دست و پا نه
 دیگر خوف است که صرصر نکبات آن نهال عیش را خشک پذیرده گرداند بچی میت و یخیزد
 بزن دیگر صفات متضاده بارینجا کشار و مصدر این دو صفت اند که بنده را از حالی
 بجالی میگردانند و از جای بجای می برند حال انفعی شاعر در صوت مجاز فرموده است
 و گفته است که بطنم نه نواز دگر بنارم میکشد + زنده میسازد مرا آن شوخ و بازم میکشد
 راه ایان میان خوف و رجاء و در بعضی رجاء مقدم دارند و ترجیح نمایند که شکر ببار
 و محبت بود و مستکن بیل رحمت دارد و دیگر آن بعکس آن روند که سالک است تمام
 بیم تیز تر رود و کار بیشتر کند و گویند که مدت حیات خوف غالب باید و چون هم آخر
 رسد رجاء وی نماید علامت سعادت نیست با جمله مرد و باید تا کار کشاید رسد
 آنها که خواص دگر گفته تکرم اند + در پشت زدگان عالم تسلیم اند + نو میدرشو که حرمت
 حق عام است + مغرور شو که خادگان در بیم اند + بروردگار تعالی حاجت بخیر
 گرداناد و در دنیا و آخرت از نصیبه عافیت محروم نگذارد که اصل همه نعمتها عافیت
 و عافیت بزبان عرف نام صحت و تندرستی بود و حقیقت آن سلامت و دمانی از
 تمام آفتها و گزندها باشد چه درین جهان و چه در آن عالم پیغمبر فرمود صلی الله علیه و آله

احبت نایسأل الله العاقبت دوست ترین و بهترین چیزها که از درگاه حق طلبند عاقبت
 و گفت مرجاس بن عبدالمطلب ای عم من بخواه از خدا عاقبت که بهترین چیزهاست که
 آنرا بخوانند و این عبارت در زبان مشایخ در رد و استعارف است اگر دوام بر آن
 بسنجیم است اللهم اننا نألك العفو والعاقبت المعافاة الدائمة فی الدنیا والآخرة
 را ندین سخن بمقصود می یگر بود بجای دیگر کشید از طغیان قلم خود بر بجهت که براه راست تمام
 رفت و بجهت نتواند دم زد کج رفت اما بد نرفت مقصود عوض دعا بود و شکر از وجود
 شریف و محبت و سلامت ذات بابرکات از عارضه صنعت که بر نفس لطیف طاری
 شده بود ابو احمد الله که بطالع فقر او عار در ایشان و توجه جهان کدورت عبا خست
 آنچه مقصود زود بصفا مهمل شد وجود شریف ایشان غنیمت است و بقار ذات
 بابرکات محض حکمت عین مصلحت شعر حکمت محض است اگر لطف جهان آفرین
 خاص کند بنده مصلحت عام را به همه نیکبها و جمله کمالات منحصر درین دو کلمه است تعظیم
 لامر الله و الشفقة علی خلق الله اللهم زد ولا تنقص العاقبت بالخیر

الرسالة الخامسة والعشرون كشف استار الظلم عن دن الحمال
 والقال و القلم

لا اله الا الله محمد رسول الله

همی است زبان است زبان حال زبان قال و زبان قلم لفظ زبان حال
 شوب سم و تلف بیرون است دلالت او بر یکون همی در حکم عیان الا آنکه چون همی آن
 در بعض احوال باریک پوشیده آید اعتبار آن در حکم عموم ساقط آید و زبان قال
 مدعوت عام بر آن از زبان بخوانند ترجمان ضمیر خاطر و عنوان صحیفه دل است هر چه
 گوید و آنچه نماید از وی گوید و از وی نماید بیشک مصراع هر چه درون دل است
 آن زبان می رود الا فرق آنست که آنچه بر حکومت دل از عالم الغض الامر که حق و ثابت است

از حقیقت
از زبان

در حقیقت سایه و پرتوی از صفت حقانیت واجب قدیم است آمده اگر آنرا در عالم حرف و
 عبارت آورد صادق بود اگر بتسویل نفس و وسوسه حس و شهوات که شیطان عالم نفس است
 چیزی از اکاذیب بدان مزوج و مشوب گرداند کاذب باشد اگر چه صدور تی از ان در
 دغا علم که ذهن است افتاده و درون دل نشسته است و آنچه درون دل است بر زبان
 آمده است چه تعبیری بقصور صورت پذیر نبود اما آن از خلوت درونی دل نیست حکایتی
 است از ارجیف بیرونی افتاده و زبان زد آلت لسان گشته علم باری سبحانه همه
 حق است و لوح علم او از تغییر و تحریف محفوظ نماند در وهما نیات نشاء و ملکوت است
 تقدس متجدد از غشاوه جسمانیات بجا ذات و مقابلهت معنوی بنور انیت نور علم حق
 روشن اندو آدومی است که بعلت اجتماع روح و نفس و استخراج نور و طمکت گرفتار غشاوه
 و حجاب و تجلی در عینت است اگر چه اصل فطرت روحانیتش بر صدق و سلامت است اما
 پهنشیت نفس شیطان ضلی در نظام کارخانه فطرتش افکنده و من کین الشیطان له
 قریافا بقریفا فایز او بود و از او نیز صادره ایچسانه اشارت بدانت اما زبان تسلیم
 بخود با نیت بی ثباتی و طغیان این زبان ربی اجتنامی در بهتان آن اگر چه پیش
 در دست اختیار کاتب است اما چنانست که گویا همان اختیار از دست وی می راید
 در وهلمه راست مانند در استیهاست و مرغ پیوسته در پیش این زبان بسیار است
 کاد و بار این از راجح و دلیل بدل است بظاهر اگر چه حرکتش فطری جادوی است اما نزد
 تجردی بطیرت نوعی نزار حرکت غرق از ادوی طقت همان نور علم جنبش از او قلبی
 اندام مجاری اعصاب عضلات برگزشت باز از زبان می افتد از این بیچاره نیز غلبه
 میکند و لغز اضلال این که گفته اند نیست و آفت از زبان قلم بسیار است و شعور با الله
 من الالهات این سخنان از چه تقریب بر زبان آمد و کلام چه بود و مقصود چه بود
 این نیز از زبان طغیان قلم و جوش جلال بود و ظاهر مقصود آن بود که بگوید و همدگر

در تقصیر ارسال عوایض و انامید که صعب ترین حالتی که بر کاتب حروف رود در وقت لطف
 زبان قلم است لایمانزد ادا و انشای مکاتیب خصوصاً وقتی که مکتوب الیه در غایت عفت
 و رفعت درجه و کاتب در نهایت ناکسی و خواری افتد اینجا قلم زن سر سیمه و حیران بود
 و قلم از وی سر سیمه تر و حیران تر در حفظ مرسم و مع و تعظیم و بیان شوق و محبت بر حاشی
 وسط و اعتدال ایستادن و از دایره احتیاط و نفس الامر بیرون نیفتادن در غایت درنگ و
 است اگر براه مبالغه در مع و ثنا نزد نامه از جلیه عرف و عادت حاصل بود و اگر برود عزیمت
 دین و صولت یقین حاصل شود ای کاش این رسم و عادت در عالم نبودی بحسب داده
 درین حضرت که ما تم نظر محبت و قبول این جناب عالی مطلقاً بر مع و مداحان و وصف
 و اصفان نمی افتد و کسب ذاتی و کرم فطری که لازم اصالت جوهر و صفات نفس است
 تکلف ثنا و سپاس منزه و مستغنی است خصوصاً ازین طائفه در ایشان که خبر دعای
 بدان حال یا زبان قائل گشتند چیزی مامول و مطلوب نیست و رابطه خدمت و ثنا گشته
 صفا منظره و چون منظور و عادت حکم دعا الغایب سرح الاچایه فانیان از نهار
 محفوظ تر و بنظر عنایت و قبول ملحوظ تر خواهند بود اکنون حکم انجرا کلام بذر دعا وجود
 تقریب آن مدعا علی مضمون این درقه منحصر در ذکر دعا و بیان آداب آن مناسب بدانکه
 دعا جامع تر و شامل ترین ازین دعا که منطوق قرآن عظیم بدان ترغیب نموده است
 بنود و اگر بود در معنی آیل و راجع بهمین خواهد بود در بنا اتنافی الدی حسته و فی الاخره حسته
 و قنای عذاب النار هر چه تصور گشتند از خوبی و کمال ادعای اوج مقام کمالات روحانی
 تا نهایت حضیض منزل لذات و شهوات جسمانی در حیطه بیان اجمالی این گردیده خل است
 طالب اگر در وقت حضور و تعلق مناجات هر کدام از افراد حسته را جدا جدا که نظر طلب و
 امید بران افتد تصور کند و سوال و تصریح نماید و اندک چه ذوق و لذت در کار وی گشند
 دیگر حاجت نیست و باید دانست که مراد حسته دنیا آن بود که موسیله آخرت گردد و حسته

آبادی کا بعضی سلامت دین بود و آنکہ نہ آنچنین باشد دخل حسنہ نیست و خلاصہ مختصر
 ازین دعا است دعا فی تمام عاقبت و طلب حسن عاقبت است اگر فرضاً در دنیا مدت حیات
 سختی پیش آید یا کردی رودئی نماید چون سر انجام نیک عاقبت بخیر بود همه آسان بود
 مقصود ہر مقصود و خلاصہ ہر خلاصہ اسالک منکست از تو ترا سچوا ہم کہ غایت ہر عا
 و مقصود حقیقے توئے اما این مقام تجریدست و چنان بلند کہ باہی ہمت از تصور بگذرد
 در بنیام میلرز و مگر صاحب ہمت عالی کہ بحکم فطرت سلیم باعثة محبت ہوی از آلودگی
 غرض پاک و از وسوسہ ہوا و ہوس خالیست اللهم ارزقنا و باجملہ دائرہ عمل تنگست
 ملاقی و متدارک آن بدعا و استغفار و طلب خیر و سلامت لازم وقت باید داشت ازین
 جسم خدای مہربان بخشائیدہ تا مسہ حسنات دنیا و آخرت و لطایف عاقبت حسن
 مقرون بطلب رضا و محبت خود ترا وقت گرامی کن و چون از مراسم طریقہ مرا
 مکاتیب آن بود کہ بعد از عرض دعا تعرض بعرض حال نمایند ازین باب چیزی کہ
 قابل گفتن و نوشتن بودہ باشد نیافت الا میان حسرت و ندامت عمر و حکایت دور
 و مجوری از منزل مقصود پیش ازین بمرے برافقت ہمت و مباحثت توفیق
 بال و پرے اقامت و سفری کردہ و حظی از عمر و زندگانی گرفتہ و شستے از اوقات حضور
 یافتہ بود چون جوانی بود و توفیق رفیق شدہ و زاد و را حلقہ شوق بہم رسیدہ بود وقت
 رفت و بذوق ماند و سلامت آمد و محض نشست اکنون می بینم باز آن سودا علیہ
 و باعث محبت آن مقامات جوش میزند کہ یا الہ العالمین اگر یکبار دیگر مددی کنی و مقام
 قربت برسانی چہ شہ بہم وقت بی این اندیشہ و خالی ازین خیال نیست تا در غیب
 چیست و ارادت ازلی ہر چہ رفتہ است الا آنکہ در ان بار اول از قید تدبیر و مصلحت
 نبو شے و عاقبت کار اندیشی مطلق برآمدہ بود و چیزی سے از آنچه نافع عمریت و موجب
 توقف کرد و گرسرا پرودہ خیال بینی گشت الا ان محبتی و خواہشی دارد و صلاح وقت

دران می اندیشد و مصلحت حال دران می بیند که اگر لقبی عمر صرف خدمت آن آستانه گردد از پریشانیهای این دیار و بیگانهها اهل این روزگار برآمده در مقام همیشه آشنائی جایاید ز می سعادت اگر آن شوق و آن محبت در کار شد جای بسیج بزرگ و مشاورت نخواهد بود مانع همین است و باجمله اگر اختیار این سفر به مصلحت و تدبیر است و داع مجلس عالی بیشک مقدم خواهد آمد بر سفر و الا شمار بجدا سپردیم زیاده اطاعت از مقام ادب و درست و سلام و العاقبت بانجیر آمین :

الرساله السادسه والعشرون سلوک طسوق الفحاج بالاجتناب
عن الانحراف والاعوجاج

لا اله الا الله محمد رسول الله

علم شریف محیط خواهد بود بانکه شکر سبب مزید نعمت و تقارر دولت است و استیفاار بحساب عقل چنانچه مشهور است صورت نه بند و سلسله می انتباه نه پذیرد و ان تعدوا نعمته الله لا تحصوها اول نعمتها نعمت وجود است و سایر نعم بعد از وی مشهود و نعمت وجود و ایم و دوام نعمت را دوام شکر لازم پس از عهده شکر و س که بر آید تا بکلیت دیگر زبان کشاید ولیکن شارح لغات و تقدس برحمت مام خود در شکر از نعمتها بر بندگان خدا فاضله کرده است خدمت چند برایشان واجب گردانیده و امر فرموده و نهی کرده است و همین قدر از بندگان راضی شده و کفایت نموده برقیسین گفته است ستم بخشد شکر خواهد سجده + پاسه بخشد شکر خواهد سجده + این نماز در روز مذکوره و حج شکر و وجود مال و منال و قوت و قدرت است که بندگان را داده و منتی بر جان ایشان نهاده است خصوصاً نماز که متضمن شکر نعمتهای ظاهری و باطنی است تمام اعضا و حواس قوای ظاهری و باطنی و ذرایر وجود آدمی در وی لعبادت و خدمت مشغول است و هر که وظائف این عبادات مذکوره را بر وجهی که فرموده اند بجای آورد بیشک جمله شاکران

فصل اول در بیان احوال و عیال

باشد ولیکن ادومی اینها چنانچه باید و مقبول جناب ربوبیت را شاید کم کسی کند از اینجا فرمود
 و قلیل من عبادی لشکور زیاده برین تکلیف منی گسند و حصول اصل نجات و قبول درگاه
 و وصول رحمت حضرت اله بعد از ادومی مقدار فرض بر چیزه دیگر موقوف نمیدارند
 و اگر باستقصاء و استیجاب وقت بتکثر نوافل و زیادتیهای این عبادات توفیق
 یابند موجب زیادت درجات قرب و منزلت و مراتب ضا و محبت الهی و مزید نعم غیر متناهی
 و می که لائقه و اختصاصیست گردد و مراتب اقسام نوافل عبادی بی نهایت است و
 تفاوت درجات سالکان و مراتب مقامات مقربان بتفاوت درجات عبادت
 و راه راست که بمنزل مقصود که قرب وصول بدرگاه مولی تعالیست برساند
 عبادت در قرآن مجید میفرماید ان الله ربی و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم یعنی عبادت
 پروردگار تعالی را که راه راست نیست دیگر راه نیست و اگر هست ناه راست است و
 و در راه ناه راست آفت بسیارست و میباشد رسیدن بمنزل مقصود در خوف و خطر
 بود نیاز و دود و هلاک شود یا چندان دورتر افتد که رجوع براه راست متعذر گردد و اگر قدمی
 چند رود از راه ناه راست برگشت و براه راست رجوع آورد و در و بمنزل مقصود که در مسافت
 ماند و اگر خود را بهمان راه ناه راست سردا و برفت سرگشته شد و عاقبت بهیلاک انجامید
 کسانی که زمین راه برگشته اند و برفتند بسیار سرگشته اند و راه راست یکیست
 و می نزدیکترین راههاست و بر هر دو جانب و می شعبها و راهها و خم و پیچها بسیار
 پیدا آمد که هر یک بمقدار خم و پیچی که دارد از منزل مقصود دور افتاده و سببیکه دایم براه
 راست مستقیم رود و هرگز میل بر زمین و شمال نکند و در جسم و هیچ نیفتد کسیت و آنکه بناگاه
 در خم و پیچ افتد و قدمی چند بزند و زود براه راست آید از ازل سابقه سعادت است و قوتش
 بنخیر هر چند درین میان غلط و فتور سے در کارخانه استقامت راه یافتن محاذ و بعد
 از آنکه هرگز ادومی براه راست نیارد و هم در و ادومی خدایان گمراه شود و هلاک گردد یا

رجوعش براه راست دور تر افتد و الله علم دیگر براه راست باز نیاید سبیل سالک است
 و قاصد طریق احتیاط آنکه در هر دم و هر قدم همشیار رود و نگردان راه باشد و نظر بر قدم
 دارد تا کجا افتد و بکدام جانب رود از اینجا است که سالکان این راه هر نفس به توبه مستغفرا
 و اعتذار مشغول باشند یعنی توبه رجوع است از معصیت بطاعت و از اعراض باقبال و از
 غفلت به شیار می و استغفار یعنی طلب تشر و پوشیدن بود یعنی تا نور لطف و رحمت
 ظلمت را که از ارتجیب معصیت طاری شده و نقطه سیاهی که از ان برداشته میشود
 و اثر آنرا زایل گرداند و اعتذار عذر خواهی آنکه براه کج رفت و تا براه راست باز آمدن
 و توبه در سلوک طریق استقامت افتاد سالک این راه باید که همیشه ازین خیال ازین غفلت
 فارغ نباشد و از رفتار خود با خبر بود و از قرب و بُعد منزل مقصود آگاه تا نفس ب غفلت
 خونگردد و دلیر نگردد و از دایره زجر و سیاست بیرون نرود و امین نشینند و بناگاه
 بجای نرود و بجای نیفتد که بیرون آید از ان در رسیدن براه راست و شوار گردد
 در حدیث آمده است که اگر کسی باشد که در گناه است و از ان استغفار کند و بناگاه با
 در ان گناه افتد باز استغفار کند فرغنا در هر روزی بعتاد بارش درین کن و مکن و منع
 زجر نفس و در بهتر بود از آنکس که گناهی کند و همبران مصر بود و قطعاً با استغفار روی
 نیار و تارفته رفته بمعصیت خوگردد و سیاهی دل سختی پذیرد و دیدوری و جوهری استی باید
 و محبت مبدل بجدوت گردد و دیگر علاج پذیر نیست ختم و طبع درین که در باب فاسقان
 و آلوده دلان از کافران در دو یافته است نام این مرتبه است لغو ذلالت من ذلیک
 و بحقیقت با نفس شیطان بچنگ بدل بس نمیتوان آمد و خلاص از شر ایشان نتوانی
 سبیل در دفع شر ایشان صدق توجه و دوام التجا بجناب ربوبیت و تضرع و زاری
 بدرگاه فضل و رحمت اوست شیطان خود بذكر حق مندرگردد و استیلا و سلطان او
 از ذاکران مرتفع بود اما این نفس بلا نیست که هم از ذکر حفظ و نصیب خود گیرد و کار خود کند

دوی مخفول شکسته نگردد مگر با التجا بحق و اسعانت و استمداد از جناب عزت و کبریا می آید
تعالی و تقدس مشانه و الله الموفق

الرسالة السابعة والعشرون كشف الاستار عن حقیق معنی
الکتاب الاختیار

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا حول لا قوة الا بالله العلی العظيم سالکان طریق تحقیق و واقفان سر حقیقت هر کار
و هر عملی که کنند از حول و قوة خود متبری باشند و از رویت عمل و اختیار خود خالی و فانی و
تدبیری و اختیاری که مولی تعالی بر اے ایشان کرده و وضع نموده است از وظایف
عبادات و اقسام طاعات و توزیع اوقات بجا آرند و نظر بر سببیت عمل در ترتیب جزا
و استحقاق ثواب نگمارند و در نظر ایشان جز فضل حق و توفیق و قدرت وی سجایه نماند
جمع بین اشریعت و حقیقه که گویند این باشد و آنکه در کن و مکن عمل و زجر و منع نفس
بر حول و قوت خود استاده بود و تدبیر و اختیار خود گرفتار و سببیت عمل ناظر خواهد که
بسبب قدرت و زور بازوی عمل براه رود و بمنزل مقصود رسد و حق را بجزای عمل خود
بر حکم و عده او مطالبه کند این نیز اگر چه در حساب ظاهر ایمان و معاطه غیر لغویت صدق
وارد می گاش کسی کاری کند و بهر حال با عهده عمل پیدا کند تا اینجا برسد پس ازان
بگذرد و اما از حلیه ادب و طریقت و مشایخه سر توحید و حقیقت حاصل و غافل بود و از وصول
مقام فقر و فنا محروم باشد بزرگ گفته است کن فی الابتداء کانک قدرتی و فی الا نهایت
کانک جبرتی میگوید که در ابتداء حال بقوت با عهده حمل و جود در آن جهان باش که گویا
قدرتی ندیدی و در نهایتا به مشایخه سر حقیقت پیچان شود که گویا مشرب جبریه دار می آید
آن طایفه اند که عمل از خود دانند و بنده را خالق افعال خود گویند و جبریه آنها که خود مجرب
محصل شانند و اصلا حسنا و فعل و اختیار بخود نمکنند و حرکات آدمیان را مثل حرکات

سنگ کلوخ گویند نزد اهل حق این برد و مذرب باطل بود چنانچه گفته اند لاجبر و لاقدر
 و لکن امر بین امرین ولی میگوید مبتدعی را برای تقویة باعثة عمل شوب مذرب قدر نافع
 بود و مذرب صواب و راه درست آن باشد که عمل کند و آنرا نسبت به خود نیز اثبات کند
 و با وجود آن بداند که آن اثر و عمل که بوجود آمده همه بحسب خلق و توفیق پروردگارست بنده
 عامل کاسب بود نه خالق و قادر و عمل سبب چند است که آنرا حق جل و علا ساخته است
 و علت آن که بذات خود در آن موثر باشد و این را سبب عادی گویند و هر چیز که چنان
 بود که چون پیدا شود اثر می برود سترتب گردد و اگر نباشد آن اثر نباشد آنرا سبب عادی
 خوانند و سبب عالم همه عادی بود یعنی عادت الهی و سنت وی بر آن جا کرده که چنین
 ساخته است و اگر خواهد نازد مثلاً آتش سبب گرمی و سوختن است یعنی پروردگار آتش
 آتش را چنین آفرید و چنین ساخته است ولیکن سوزنده در حقیقت اوست تعالی و اگر
 صد آتش کتی تا وی نخواهد سوزد نه آنکه خواهی نخواهی آتش علت سوختن است و طبیعت
 وی چنین سنت این اعتقاد فلسفیان و دهریان است و مذرب حق اعتقاد مسلمانی
 اینست که سوزنده حق است ولیکن وی که می سوزد با آتش میسوزد و آتش را در سوختن
 دخله داده است و اگر خواهد بے آتش نیز سوزد و اگر نخواهد با آتش هم سوزد و فرقی میان
 سبب علتی و سبب سببی نیست پس بیدایش آفریدگار تعالی و تقدس برد و نوع است یکی
 با سبب آنرا عادت خوانند و دیگری با سبب که آنرا خارق عادت گویند عادت برین است
 که تا بخورد سیر نشوند و آنکه بناخورد سیر شوند خارق عادت است که تا راه
 نرود و گام نرند بنزل نرسند و اگر بے راه رفتن و گام زدن برسند خارق عادت
 است غالب افعال از قبیل اول است و الهی نیز وقوع دارد و معجزات انبیا و کرامات اولیا
 دلیل اینست و اعمال افعال بندگان همه بحسب خلق و قدرت الهی تعالی است و اگر بدرک
 عقل در روزند همچنین باید چه هر صفت و اثر که از ذات خودش بود ذات وی شیخ

خود بخود بود و چون ذات از دیگرے بود صفات نیز از آن دیگرے بود ذات از دیگرے بود
 صفات و آثار از خود صورت ز بند و ثبت الجدار تم نقش پس چون ذوات آدمیان از حق
 بود صفات و افعال ایشان نیز بجهت از وی بود الا آنکه ذوات ایشان را در آنجا مدخلی
 باشد بران وجه که در بیان معنی سبب عادی تقریر کردیم پس عمل سبب جز است تا عمل
 نکنند جز اینا بند به عمل بر بهشت در نروند یعنی عادات الله عزوجل بران جاریست که
 تا عمل از بند وجود نیاید جز اش ندهد و به بهشت در نیارد و اگر خواهد بی آن نیز در آرد
 و اگر خواهد با وجود عمل نیز ندر آرد اما سنت و عادت وی بران جاری شده که هرگز این
 چنین نمیکند تا عمل بر بهشت نمی برود و عمل بد فروخ نمی فرستد باز اینجا تفاوتی و فونی
 دیگر پیدا شده که وی سبحان کریم است اول انگاهی میکند نه ثانی را مقتضای کرم وی
 نیست نه آنکه خلاف را نتواند کرد میتواند کرد اما از کرم خود در وعید خلاف کند در وعده
 الا کفر را که هرگز نه بخشد و کافر را به بهشت نبرد و حکیم دوست و عقل را در اینجا مدخلی نه مسئله
 قضا و قدر و اختیار بنده از غم صحن سر راست اینجا ایمان باید آورد دوم تر در در حقیقت
 بحث و گفتگو در اینجا اطلاق بود و هیچ عملی و هیچ حقیقتی موقوف بر کشف این اسرار نبود
 عمل باید کرد و کوشش نمود و البته اینجا بحق آورد تا نور یقین و طمانیت و سکینه
 در باطن پیدا آرد که از وسوس و خطبانات صاف سازد ترا آنچه فرموده اند عمل کردن
 بامر و نهی است نه در یافت این سر حقیقت آن و بحث در آن حدیث آمده است که
 پروردگار تعالی بندگمان را روز قیامت از امر و نهی خواهد پرسید نه از ذات و
 صفات خود ایمان بحق بان اسما و صفات که در شرح آمده باید آورد و آنچه از آن
 صفات با در اک عقل در آید فهمها و آنچه متشابه بود و فهم بدان نرسد ایمان آورد و از
 آن باز ایستاد بعد از حصول این قدر از ایمان عمل باید کرد بد آنچه فرموده است تا هم
 بنور ایمان و صفا عمل تقییبی و اطیبنانی در دل افتد و خطبانی نماند این شبهه خطبانی

است که اطمینان قلب نورانیت وی بنور ایمان دست نداده چون ایمان آورد می بیند
 دانستی که در میان شریعتی است و امر و نهی واقع شده و در تو چیزی نهاده اند که معنی امر و نهی
 بدان می فهمی و در خود صفتی و حالیکه فعل و ترک بدان بوجود آید و آنرا اختیار گویند
 میایی و وجود این حالت و صفت در آدمی ظاهرست چنانچه سمع و بصر و باقی صفات
 چون این همه یقینات بی شبهه معلوم است در شک و شبهه افتادن صحت طلب تحقیق
 معنی اختیار و جبر و حیل سازی و بهانه جویی برای چه و اگر هنوز عقد ایمان درست نشده
 و استحکام نپذیرفته و نوزیقین در دل در آمده فکرے بد ازین باید کرد و عزم ایمان
 خورد و بعد از حصول ایمان اشکالی نیست و ایمان موثبتی است از حق کسبی و سببی که از
 جانب بنده در اینجا دخل داشته باشد فکر و نظر در دلائل است اما دلائل آیات الهیه
 نه شک و شبهات کلامیه که بخایت راه پر خوف و خطرست در آمدن نوزیقین دل
 بسبب اینها بسی درست خصوصاً با معارضه شبهات مخالفان و مذاهب اهل
 اهل و اذعان ترین چیزها درین باب صحبت صاحبان و خداوندان ایمان کامل و نفوس
 مطمئن و قلوب تنوره است و این نیز لیسے نادر و کمیاب افتد و اقرب طرق التجا بجا
 رحمت الهی تضرع و زاری بدرگاه عزت او و صدق توحید و طلب دوام ترقب و انتظار
 مطلوب دست متک بدانان متابعت پیغمبر صلی الله علیه و سلم در زدن و خدمت
 و ملازمت علوم و دینی که اصل معجزه آن علم شریف حدیث است نمودن و بی سخنان
 یا رباب تصوف که صاحب هر اطمینان باشند آشنا شدن و بوجوه و دوامی طریق
 اتباع را تقویت نمودن و از مولغ و اضداد آن اجتناب کردن است و الله الموفق
 و منه الامداد و هو الهادی لطریق السداد و الرشاد و صلی الله علیه و سلم و صحبه
 الرساله الثامنه و المشورن ترک الاختیار و التذبیح بالاکتفا و التذبیح لعلیم الخیر
 لا اله الا الله محمد رسول الله

آدمیان در طلب سوال مطالب محاجات از درگاه خالص البرکات و مضم اند عادت عامه
 آنست که حکم محبت بشری هر چه بر زبان وقت ایشان آید از مرادات و شهوات بفریادند
 طلب نمایند و نظر محبت بر رضا و خوشنودی مولی تعالی نگمارند و مقید و مشروط بدانند
 اما نه بسیار با بجنس از اهل معرفت آنست که از تعیین مدعا و طلب مراد معین زبان
 او بسته و پای طلب گشته دارند و خویش ایشان جز رضای حق و خیر مطلق نباشد
 و هرگز طلبی جای مخصوص در درگاه کبریا یا احاج و حکم ننمایند و جز بطلب خیر محض زبان
 نکشایند و عبادت دعای ایشان بلاشک حال قابل اینست که پروردگار را بخواهند رضای
 او را بخواهند خیر است پیدا آرد و ما را با ما بگذارد خداوند امر آن ده که آن به و اگر انصاف دارند
 و بیدار و تحقیق نگردد راه درست همین است که بنده را مرادی نباشد و خوشبختی نبود و زبان
 او با از سوال طلب بر بندد و بر باط عبودیت انبساط ننماید که بندگی با خواست
 جمع نشود و خواست خوشت مولی است تقالے بنده را با خواست چه کار و اگر چنانکه حکم
 جبلت بشری و محبت طبعی صبر نتواند کرد یا بقصد امتثال التوبه است که فرموده او دعوی
 زبان بدعا بکشاید باید که او را مدعای مخصوص نباشد بلکه مطلق خیر و آنچه بهبود او در
 طلب دارد و اگر نیز اتفاق افتد و حاجتی مخصوص پیش آید آنرا بشرط رضای مولی
 و خوشنودی وی تعالی مقرون دارد و آنچه خیر و صلاح در صلاح و در آنست بخواهد یعنی
 آنچه نزد وی سبحانه در نفس الامر خیر است نه آنچه وی بشهوات نفس مشرط طبیعت خیر
 انباشته و نظر محبت و طلب بر آن متصرف داشته است پس بنده باید که از تدبیر
 و تصرف خود مطلق بر آید و صلاح کار خود را بدست اختیار و تدبیر مولی بگذارد قال
 بعض العارفين لا تدبروا و ان كان لا بد من التدبير فخير و ابان لا تدبروا س
 کار خود را بخدا باز گذارد مکتب منی بمیزانین بهتر کار و صلح در اینجا سه مقام است اول
 و اعلی آنکه این ترک خوشت و اسقاط تدبیر که شرط راه بندگی است نظر بوجه است

و سهو و عظمت و بهیبت بارگاه کبرای الهی تعالی شانزده باشد و این مقام عارفان است که
 بجهت غلبه قهرمان بهیبت سلطان عزت دم نشویند و دوسر بالا کرد بر مثال مقرران ملک
 و سلاطین در بارگاه سلطوت و سلطنت که گوش هوش بر فرمان ایشان نهاده با
 وقت از گفتگو و سوال و طلب بسته دارند و قصد و بهمت جز بر امتثال امر و اطاعت حکم گمانند
 در مقام مومنان از ارباب یقین است که نظر حسن ظن بمولی کریم تعالی و تقدیر صفت
 ربوبیت می عز و علا داشته و لطف و کرم او را در کمال حال خود ساخته تمامه کارهای خود را
 بشدیر و اختیار روی سبحانه گذاشته فارغ انبال و مرفه الحال بر بستر فراخ و کسرت
 افتاده اند یعنی آن خدا نیکی بی سابقه طلب و سوال چندین ابواب نعمت بر روی مراد
 کشاده و خزاین رحمت نثار وقت ما کرده است آخر عادت کرم و امتنان و صفت جود
 و احسان باز نخواهد داشت و آن داده را باز نخواهد ستانند و اگر چه نظر بر قدرت و
 بی نیازی درگاه الوهیت و لا ابالی بارگاه عزت که توفی الملک من تشار و تفریح الملک
 ممن تشار صفت اوست خورنی و هراسه نیز راه یابد ولیکن این حسن ظن لازم حال
 ایشان شده بحکم انما عند ظن عبده بی یازیم تخیر و زوال محفوظ و مامون میداریم
 مرتبه در ترک تدبیر مدفع تردد و پریشانی و التزام صبر و سکون مشاهده و عجز و ناتوانی
 است که چون دریافتند و دیدند که هر چه شد نیست میشود از امور حوادث و هر و احکام
 و قدر جامی کز نیست و از قبول کردن آن متن در دادن بدان چاره و گزیرند
 از صبر و سکون چاره ندیدند و از کوی ثبات و استقامت آواره نگشتند که فائده ندارد
 و در حصول این مرتبه تبحر عقل صافی کافیت و کمال معرفت و مرید ایتقان ایمانی
 شرط نه بر هر تقدیر ترک تصرف و تدبیر لازم حال عبودیت آمد و شرط راه بندگی افتاد
 بندگی نبود و عجز افکنده است راسته آید و خواجه بایندگی + وصل اینجا نکته است
 تنبیه بر آن ضروری و علم بدان واجب تا تو هم ننگند و گمان نه برند که چون ترک تدبیر

واختیار شرط راه آید پس باید که التزام وظائف عبادات و سخی و طلبت جده و جهد در سلوک
 طریق طاعات و عبرات نیز منافی طریق بندگی و عبودیت باشد چه این نیز داخل تدبیر
 و اختیار است که از ترک اسقاط آن ناچار است پس باید که از جمیع کارهای نیک و دنیا فانی
 نشینند و براه سخی و طلبت جده و جهد صلا قدم نزنند جوایش آنست که آنچه را از آن سخر
 کرده اند تدبیر و اختیاری است که ما از پیش خود برای نفس خود بنا نگیریم و الا این تدبیر است
 و اختیارات که شارع قائله ملقده مسلطع و رافت خود برای بندگان خود پرداخت
 و مصالح دین و دنیا ایشان را بدان متوسط ساخته است متکبران و کوشش کردن
 در آن منافی طریقه عبودیت و بندگی نیست بندگی خود همین است که هر چه فرماید آن کنی
 و تدبیری که ساخته است در وی براه کرده است در پی آن روی و از پیش خود تدبیری
 جدید بر نه انگیزی و براهی دیگر نه روی و راهی دیگر نیندیشی بنده را خواستی بنامید این
 دارد و الا خواستی که موافق خواست شارع است آن نه خواست بنده است او خواسته که بنده
 این را بخواند اینجا البته بنده را آن باید خواست که او خواست آن ننگد بنده
 نباشد و مأمور و محکوم نبود و هر گاه که بنده چنان باشد که اگر موافق بنده بخواند و اگر
 گوید بخواند خواهد و اگر امر کند که بکن بکنند و اگر نهی کند که مکن ننگد بصیقت جگر و قنای صیقت
 رسیده باشد اینجا خواست ناخواست است و ناخواست عین خواست سخن مشهور است
 که چون العارفین بایزید بطحالی را قدس سره فرمان شد که چه خواهی گفت آن خواهم که
 هیچ نخواهم اینجا میگویند که چون بایزید خواست که هیچ نخواهد این خواست ناخواست نیز خواستی
 حقیقت ناخواست آنست که هیچ نخواهد نه خواست و نه ناخواست شیخ ابن عطار رحمه
 اسکندری در کتاب التئور فی اسقاط التدبیر گوید که این اعراض بر سلطان بطحالی
 سخن کسی است که معرفت ندارد زیرا که خواست بایزید بطحالی این ناخواست را از آن
 است که معنی تقالی از وی میخواهد که نخواهد که نخواهد پس این خواست و وی ناخواست است

وی نباشد این خواست در حقیقت خواست مولی است تعالی چون وی تعالی از وی است
 که ناخواست را بخوابد اورا البته این ناخواست باید خواست خواست ناخواست چه باشد
 اگر خواست خواست کند نیز باید خواست پس گوئیم مولی تعالی از بندگان خود میخواهد که
 ایشان را از همیشه خود خواستی نباشد و تدبیری نبود خواست ایشان همان باشد که حق تعالی
 و تدبیر همان که من کرده ام و من خواسته ام و ساخته ام برای ایشان از تدبیرات و ترتیبات
 آنچه میاید ساخت و وضع کرده ام شریع و احکام و تعیین نموده ام و طایف طاعتا و عبادتا
 که اگر بدان عمل کنند و استقامت درزند بسجادت و دنیا و آخرت برسند پس ایشان را
 ماید که از تدبیرات و اختیارات نفس خود فارغ نشینند و بتدبیر من که پدر و کار ایشانم و
 دانام تو و هر بان ترم بر ایشان از ایشان التماس کنند و از پیش خود تدبیری بر نه انگیزند و
 گویند که این سخن از سلطان بایزید در ابتدا در حال است که هنوز از تنگنای خواست و محیطه
 آرزو و تمام بر نیامده است و خواستی دارد اما خواست می ایست که اورا خواستی نباشد و
 از خواست بفریزد و این خواست بنا خواست مبدل گردد و آرزوی بنیقام دارد تا حاصل
 گردد این توجیهی است که برای خصوص قول سلطان بایزید گنجایش دارد و لیکن با قطع نظر
 از آن قاعده عام و منابطه کلیه درین باب همان است که ممنوع خواستی و تدبیری است که
 از پیش خود بر نفس خود بکند اما تدبیرات شرح و اختیارات وی خواست آن منافی محسوب
 نبود و اگر خواستی بود ازین رو بود که خدا می تعالی این خواست از وی میخواهد و حقیقت
 خواست وی نبود و منافی شرط وجودیت نیست قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس
 میفرماید و کل مختارات الشرح و ترتیباته لعین لک منه شیء انما هو تدبیر الله لک فابسط
 یعنی ترتیبانی که شرح نهاده و اختیاراتی که وی تعالی کرده است نزدان جاد و طبیعت
 آن تدبیر است که پروردگار قائل و تقدیس برای تو کرده آنرا بشنود و اطاعت کن و فرما
 با من و ان صلیه عظیم است و اسما حکم که بنهای کارخانه شریع و احکام و حفظ و تدبیر است

در بولیت برانست و این محل فقر ربانی و علم لدنی است و هر که از چنین فخر و نذایین روشن
 رود از فقر تشویق و معتقد بود و خروج ازین صهل موجب بیرون افتادن از جاوه شریعت
 و وقوع در جهادی صلاحت و عوایت گردد و برین صهل تمامه تدبیرات و ترتیبات و اوضاع
 و احکام دین و دنیا ثابت ماند و حساب و آلات که صنایع حکیم تبارک و تعالی بندهگان
 برای انتظام مصالح و درجهانی و وصول بکمال حسی در دنیا و ترسقه در جهات کمال علمی علی
 خلق فرموده از تعطیل و ابطال محفوظ و مصنون گردد پس بنده باید که خواست و ارادت
 و سعی و طلبت خود در اقامت و طاعت طاعات و رعایت حدود و شریعات بجای آورد تا کس
 راه راست گردد پس در هر است رو تا بمنزل کسی با وصل چون پای عمل و خواست و
 تدبیر ثابت و برجا ماند کسی هر چه کند چه مساکین و فقرا و چه ملوک و اماران و آن گروه موت
 تدبیر و تقدیر و اختیار الهی و امر و نهی شریعت آید بقیام قرب و رضا و خشود بی بروردگان
 و کمال نفس بسد و ترک مال و مثال و جاوه و جلال و بیرون آمدن از دایره حساب و اختیار
 فقر و تجرد حاجت نیستند و اگر فقیر است او را از صابران نوسیند و اگر غنی است از شاگردان
 شمارند فقیر صابر و غنی شاگرد و از بار یافتگان حضرت و مقبولان درگاه قرب عزت اند
 نزد حضرت فقیر صابر که بر قدم تجردیستی ثابت و در راه بندگی طاعت مستقیم است مقرب
 و نزد جماعه غنی شاگرد و طایف شکر گذاری نعمتهای باری بجا آرد و بر فرموده شریعت
 رود و آنچه او را داده اند از نعمت در رضیات حق صرف کند ضلعت و جمعی گویند فقیر شاگرد
 بر نعمت فقر شکر گوید و جسم و روح خود را در راه خدمت و محبت بذل نماید چنانچه از هر دو قاعده
 راه بر فرموده حق رفتن و اتباع شریعت کردن و او امر و نواهی دین و ملت بجا آوردن است
 چه غنی و چه فقیر اگر فقیر بر جاده استقامت نرود و بر سجاده طاعت مستقیم و متنگن نشیند کافر
 باشد و در اخ سواد الوجه فی الدارین سیمای حالی رود و اگر غنی قدر نعمت نشناسد طغیان
 و تکبر و حقیر سرفراز و در مشق و مجور و شهوات منتهک آید مرود و مظهر در کمال

قبول کرد و نمود با مدسند ذلک اگر توفیق رفیق حال می شود و در سلوک طریق طلب رضا
 مولی سبحانه و شکر گذاری نعمت باری همیت استوار دارد و سعادت نشاتین فایز آید
 ملوک دنیا و آخرت گردد ازین لفظ سخن آن بزرگ یاد آید که گفته است تمامه آدمیان از
 چهار قسم بیرون نروند ملوک دنیا و آخرت و فقرا می دنیا و آخرت و ملوک دنیا و فقرا می
 آخرت و فقرا دنیا و ملوک آخرت ملوک دنیا و آخرت آمانند که همچنان که درین جهان
 داد عیش و کامرانی و فرمان دهی و حکمرانی دادند در آنجهان نیز ذخیره از باقیات صفا
 و گنجی از سبب خیرات و سعادت با خود بردند و بجز از انحال و فضل الهی بنوعیم بهشت و
 ملک جاودانی تا ابد الا با محفوظ مسرور گشتند و فقرا دنیا و ملوک آخرت آمانند که اگر چه
 بهشتات اینجانی در قضای شهوات فانی مستمع و محفوظ نیامدند بجزای صبر و عبادتی که
 در دنیا کردند بر مراتب علیا از سعادت و برکات ملک جاوید مخصوص ممتاز شدند و در
 نیز بقیاس مذکور تصور توان نمود ما ندانیم که داخل کدام ازین اقسام خواهیم بود این دو قسم
 مذکور شد درجات و مراتب بسیار دارد و در هر مرتبه از مراتب که داخل باشیم ششم است
 تا عاقبت کار صیبت سه حکم مقوری بوسی همه بر عاقبت است که کسی ندانست که آخر
 بجهالت گذرد و وصل سخن دراز آمد و دانه و صبح هفتاد اما باید دریافت که حاصل
 آن صیبت حاصل آن آمد که دعا و سوال خواست و تدبیر از بنده بوجهی حق و ثابت و محمود
 و لغتی و بطلان و مذمت آن بوجهی دیگر است لغتی از ان جهت است که عنوان ظاهر آن
 خلاف ادب عبودیت و منافی شهود سلطوت و عزت ربوبیت است و ثبوت با این جهت
 که بنده مامور است بدعا کردن و لطف و توفیق از حق در خواستن و تدبیرات و ترتیبها
 علمیم خیر که بر اسی صلاح حال و وصول او بدرجه کمال وضع کرده و بدان تکلیف نموده است
 اقامت نمودن و مطلق آنرا لغتی کردن بجز و تعطیل کشد و اثبات آن علی الاطلاق تعبد
 و اعتزال آرد هر دو باطل است طریق جامع توسط است که از حیثیتی اثبات نمایند و ان

حیثیت دیگر نفی کنند و سلوک این طریق و حفظ این قاعده تمانه اوضاع و حکام
 و اسباب و تدبیرات عالم هم مثبت بود و هم منفی و هم محمود و هم مذموم و هر که بهر حیثیت
 نظر نکرد و بر یک وجه قصار نمود و خطا کرد و از مرتبه جامعیت و جاده انصاف بیرون
 افتاد و از بیخ است اکثر اختلافات مذاهب و اقوال و تفرق و تحزب اهل عالم از ارباب
 هدایت و ضلال متولد تا مل و تحقق و بصیرت همه مبنی بر تعدد حیثیات و جهات است
 تعدد حیثیات و جهات مرعی و منظور باید داشت تا قاعده کار ثابت ماند و حقیقت ثابت
 عالم و هستی و بی هم ثابت است و هم منفی لاجرم صفات و اصول می نیز بهین طریق و عنوان بود
 عالم از حیثیت ذات و ماهیت خود معدوم و منفی است و باعتبار ظهور صفات حق در وی
 و قیومیت ذات قدیم لغال مراد موجود و ثابت و هست نماست و مدار کار بر حیثیت
 وجود است و وضع شرایع و احکام دین و ملت و نظام تو این ملک و دولت و غیر ذلک
 من الاحکام و الاثار برین حیثیت است و حصول کمالات وجودی معرفت اسرار الهی کونی
 برین وجه مرتب یا ده گو تر و از انوار و سهار حقائق اشیا و مراتب احکام وجود محروم
 و بی نصیبت از سوسطائی دیگری نیست که حقیقت عالم را در هم و خیال گوید و در هر چه
 و هر حکم شک آر و حاشا و کلابنای تمام کارها حصول جمیع کمالات بر اعتقاد و یقین است
 یقین می باید چون یقین نباشد همچو کار نکشاید و نتیجه ندهد و اثر نیارد و هر چه که کنند بر باد
 در هر بارود و حکم بی اثر شود و گیر یقین سبب اتصال باطن است بوجوه حق ثابت و نفس الامر
 و موجب ثبات و استقامت است بر عمل و اعتقاد و سلوک طریق رشاد و سدا و این سبب
 بی ثباتی و سرگردانی مردم در دنیا و دین از شک و بی یقینی است و صاحب شک بر باد
 و بی ثبات تر از صاحب انکار است اگر چه صاحب انکار از طریق صواب دور تر و دورک عمل
 محاب فزوفته تر است ولیکن صاحب شک تر و پریشان تر و سرگردان تر باشد
 آری در کارخانه ذات الهی صفات و شیونات نامستماهی دی حیرت است نه شک

باز شکیبانه نشود و معنی شاک حیرت زیرا که حیرت از معرفت خیزد و در دریافت کشف شیء بود
 و شاک از جهل و تکبر است و حیرت در حضور بود و شاک در غیبت است چنانچه یکی در نظر
 محبوب چیران است و جمال و کمال او را بی حجاب بدیده محبت می نگردد ولیکن بکینه کمال می
 نمی رسد و ادراک آن نمی تواند کرد و این حال از مشاهده محبوب و ادراک کمال می بینا
 حسن جمال پیدا آید حیرت بیک وجه حسنا و از آماز و تفرقه نظر + هر چند نظر میکند حسن جلوه
 دیگر میکند و دقیقه دیگر در نظر می آرد و کثرت دیگر میکند و غمزه دیگر می زند و ذوق دیگر می
 بخلاف شاک که وی در وجود محبوب و صفات کمال انوار جمال وی شاک می ترسد و دارد و
 هر ساعت در ترس می افتد و محبوب تر میگردد و تمام حیرت مرکب از علم و جهل است اما علم خود
 است و جهل در کینه و هر دو نمانند است و شاک ترسد و تند ب است و علم و جهل مطلق
 علم دارد و در جهل بیان این و آن پریشان و آواره میگردد و بصیبت آفتاب و درستی شاک
 و حیرت گفته آنگاه گفت حیرت دو قسم است حیرت محمود و حیرت مذموم حیرت مذموم را راجع
 و اقل معنی شاک است این سخن درست است ولیکن حقیقت حال بهمان است که من
 گفته ام ای خوش آندم که تو در جلوه ناز آئی و من چشم بروی خوشت درخت
 چیران بشم + واصل یکبار از آن مواضع که یقین در اینجا درست و ثابت باید عقدا
 جزا عمل و یاد اس کردار زشت بود یا نیک هر کس هر چه کند جزای آن در دنیا
 و آخرت بیاید غایت آنکه در دنیا لازم نیست محل جزا و ظهور حقايق اعمال و انکشاف
 بود اطن و اسرار آخرت است که حتما مقضیاد در آن موطن ظاهر شدن است در دنیا باشد
 دهم نباشد و هشتاد و چهارم را در اینجا راه هست که فرموده استند بر هم من حیث لا یعلمون
 در دنیا دار ابتلا و محل فتنه و بلاست و احصای مصایب و مکر و بات آن مخصوص نظر
 و دیگر داران نبود گاهی نیکان در است رفقایان را نیز برسد و باز تعالی را در آن
 حکمت درست و لطیفهای نهانی و بهترین جزا که در دنیا صادر فغان راه و مقبولان نگاه

بپند مزید توفیق عمل و عطش طلب ظهور نور صدق و یقین است که بدان جد و قوت
 بر مجاهده زیادت و بهمت بر سعی و طلب قوی و آتش شوق و محبت تیز تر گردد و توفیق و نظر
 در احوال اعمال سالکان این طریق و کار گزاران این معامله درین باب شاید اینحال
 که کثرت عمل ثلوت مجاهده باز و یاد توفیق تاجه بر سر رسانیده اند شلاکی باشد که در وقت
 نماز گزاردن یا جزوی از کتاب الله خواندن بر طبیعت وقت وی دشوار باشد و تیرن
 و اعتیاد هزار کجک و ختم قرآن بلکه پیش از آن آسان گردد اینهمه جزای عمل و نتیجه صدق
 نیت است و این مزید توفیق و کثرت عمل که جزای عمل است در دنیا در حقیقت اعداد و
 و کجیل جزای آخرت است لان الاجر علی قدر العمل و یقین بخزای عمل ایمان
 باید و اعتقاد شریعت و گردیدن بقول خدا و رسول خدا و راست دانستن و عدو و
 که مخبر صادق بدان خبر داده است و اگر فرضاً یکی را داده ایمان است افتاده و
 یقین ضعیف است که عمل کند بدینچه ایمان آورده است که همین کثرت عمل قوی خواهد
 ایمان او را چه افراز عمل و ایمان متلازم و متعاضد یعنی هر یکی لازم دیگر است که بر تو
 نوزانیت هر یکی بر دیگری می افتد عمل با ایمان قوت پذیرد و ایمان بعمل و هر دو معاضد
 و مد یکدیگر هستند عمل بر قوت ایمان و یقین نباید داشت و هر قدر از ایمان
 که حاصل است اگر چه تعلیمی باشد در عمل باید کوشید که ازین عمل حالتی و نورانیستی در
 دل پیدا خواهد شد که ایمان بدان قوتی خواهد پذیرفت و این قوت ایمان باز قوت در
 عمل آرد و این عمل باز ایمان را قوت بخشد همچنین تا میرد و ایمان و عمل محمد و مقوی یکدیگر
 هستند و ملازم و معاضد یکدیگر پس آنکه گوید چون یقین حاصل شد و ایمان درست گردد
 پس سلسله محبت بدست آمد دیگر احتیاج بعمل نماند و تکلیف برخواست و اگر او را عمل باشد
 عمل او همین تفکر و معرفت خواهد بود که فعل باطن است در عمل جوارح خطا میکند و بر راه
 می رود و خلاف تجربه و حکم واقع و مخالف نص قرآن میگوید که میفرماید شکر تلین جلوه هم

علمیم الی ذکر امدد قرار داد اول طریقت است که هر چند محبت بیشتر اتباع بیشتر و هر چند ایمان
 کاملتر عمل قوی تر و او فرمود روزی نزد سید الطائفة جنید بغدادی قدس سره یکی
 معرفتی گفت که ازان بوی اسقاط عمل آمد فرمود و نزد من این سخن از روزی کردن و
 ز نما کردن بدترست و هرگز نشاید که عارف ترک عمل کند حاشا بالا تر از احوال انبیا
 صلوات الله وسلامه علیهم و ایمان و محبت الهی که خواهد بود و با وجود آن تعجب شدت
 که ایشان در طاعت و عبادت می کشیدند بچکس اگر در حیرت آن حال مجال عهد نبود و حاشا
 قریب قریب تو سینه او اوقی علیه افضل الصلوات و اکملها چندان در نماز شب استناد
 که پایتخت تازنین وی بیایا سید و چون او را صلوات الله علیه و سلم ایصال باشد از دیگران
 چه گویند قدام رسول الله صلوات الله علیه و سلم فی الصلوات اللیل حق توست قطب و الحشر
 و آنکه گویند که فضل انبیا برای تشریح است تا دیگران را بنمایند و بیاموزند که گویند چون تشریح
 برای آنست که دیگران به بینند و اتباع کنند پس اگر این دیگران اطلاع نگیند و در عمل
 نیارند فائده تشریح چهل گردد پس لازم آمد عمل بتعالی رسول الله صلوات الله علیه و سلم
 و نیز کمال امراتی درجات بسیار و بی نهایت است و کدام مرتبه را اعتبار میکنند گویند این
 سخن که میگوید که چون ایمان درست گردید و کمال رسید احتیاج به عمل ندارد ایمان خود
 به عمل محال می پذیرد این سخن نامضمبوط و نامربوط است لا والله این سخن ملاحظه است
 آنرا گوش نباید کرد و نغوه باشد من الکفر و الاحاد و نعم در صل و جود ایمان و مفهوم آن عمل
 مستبر و ما خود نیست ایمان سبیل باشد ولی ناقص و چهل کامل تمام گردد و آنکه آمده است
 که الایمان لایزید و لا ینقص اشارت بهین است که عمل داخل در حقیقت ایمان نیست
 و حقیقت ادیکی است که آنرا تصدیق قلبی گویند و اقرار کردن بزبان از برای اجراء
 احکام است در دنیا و عمل کردن بچوارح از برای تکمیل و تقیم اوست تا درون و بیرون
 دیگر و پس ایمان زیادت و نقصان نرود و لیکن کمال نقصان هر صورت بود و یا

در عدد و ذات نمی بود و کمال در صفات باشد چنانچه یکس کاملتر از دهس بلکه صدرا
و نیز یکس بود همچنین تصدیق و یقین یکی کاملتر از یقین دیگری باشد در صفات و
نتایج و ثمرات بر اندازه تفاوت قلوب در قوت و فورانیت مثلا ولی باشد مثل آن
روشن و تابان و ولی دیگر مثل ماه و ستاره و شمع و امثال آن تفاوت تصدیقات
بر سهین قیاس خواهد بود و این معنی روشنست احتیاج شرح و بیان ندارد و با جمله
تفاوت در ایماها بقوت و ضعف و کمال نقصان ثابتست و قوت و کمال آن
پس عملست و ضعف و نقصان تبرک عمل سه کارکن کار بگذراز گفتار + کا ندرین
راه کار دار و کار + الدنیا مزرعة الآخرة هر چه کاری بدروی بعیت از مذاهب مذموب
و هتقان خوشست ای مولوی + مذموب و هتقان چه باشد هر چه کاری بدروی +
و صل در اعتقاد نامه مسلمانی نوشته اند که بنده بار کتاب معصیت کافر نگردد و عاصی
کافر نباید خواند اگر اعتقاد مسلمانی بر جاست و مادام که این اعتقاد بر جاست و
معصیت میداند و حرام را حرام می شمارد و در میان راه خوف و رجاء میرود کافر نیست
و اگر حرام را حلال داند و یا معصیت را سبک بپندارد کافر گردد و مومن عاصی دایم
در دوزخ نماز اگر قادر مختار خواهد چند گاه او را در شب که عذاب گداخته و از آلاش
و کدورت معصیت پاک گردانیده باز بهیئت در آرد و اگر خواهد بی سابقه این علاج
بعفو و مغفرت خود یا شفاعت و درخواست حبیب خود صلی الله علیه و سلم از علت
معصیت شفا بخشد هم از اول بحینت بفرستند و بزنند آن دوزخ سیاست نفرماید
دی تعالی بر همه چیز قادرست و علی الاطلاق حاکم لیس من یشاء و لیس من یشاء
صفت اوست و لیقل الله یشاء و حکیم ما یرید شان او معنی خدائی و خداوندی نیست
هر چه خواهد بکند و هر که خواهد بخشد و هر که خواهد بگیرد و محکس را بروی حکم نیت و حضرت
که بی اذنی اذن وی مجال نطق و سوال ندارد و مبنی که فرموده حقست و وعده

و وحیدی که کرده صدق و در وعده وی قطعاً خلافت نبود و در وعید نیز بجهتین است و
 با وجود آن اگر مقتضای عفو و کرم در گذرد و دیگر وی سزد و امید شفاعت سید کائنات
 صلوات الله علیه و سلم گناها را از برای عفو گناه و نیکو کاران را برای رفع درجات و ارفع
 و در حق بیچارگان و درماندگان که غیر فضل و کرم او پشت پناهی ندارند میفرماید شفا
 لابل الکبائر من هیتی و فرمود اگر من اهل بیت و قرابت خود را شفاعت نکنم دیگر کرم
 و نیز آمده است که پروردگار تعالی حرام گردانید آتش دوزخ را بر فاطمه و ذریه می
 عجب آنکه جایی دیگر میفرماید ای بنی ما شوم گناه دارید و برمانید نفسهای خود را از آتش
 دوزخ من الا که نسیتم شمار از عذاب خدا چیزی را در این و امثال این بجهت بی نیازی
 و لا ابالی در گاه کبریاست که کسی در اینجا مجال سوال و امکان اعتراف من نبود و آنچه بالا
 رفت بمقتضای کرم و وعده لطف و عنایت است و گفته اند که خواص بر مقتضای عفو کرم
 و بشارت لطف در مقام امن اند ولی خوف لا ابالی و عنای ذاتی حق حال ایشان شده
 از اینجا است که تمامه مقرر بان و مخلصاً حضرت عونت در میان دادی خوف و رجاء انس
 و همیت جانر و دایر ماند و سر منی توانند برداشت و بر هیچ چیز دل منی توانند نهاد و بسا
 گمان کذا و صدار کذا فرمایند و عدم را بر وجود دوست میدارند و آرزوی عدم
 که هرگز روی وجود نبیند می برند و با جمله هر چه هست ایمان است عزم ایمان باید خورد
 باقی عزم نیست ایمان دانی چیست لا اله الا الله محمد الرسول الله بصدق دل اعتقاد
 کردن و بی شک شبیه بدان گردیدن بلکه همین محمد رسول الله است اگر چه جزو
 اول عظمت و بزرگتر است ولیکن جزو ثانی شامل تروجامع ترست چه اعتقاد
 رسالت محمد صلوات الله علیه و سلم کردن و گردیدن بر چه وی آورده و بضرورت
 یقین معلوم شده که وی آورده اقدم و اسبق از همه در اینجا اعتقاد بالوہیت صحت
 خواهد بود اگر چه اعتقاد بالوہیت و صفات او که یکی از ان ارسال و بعث ذات است

دوست از برای هدایت خلق نیز مستلزم اعتقاد رسالت است اما اول ظاهر تر و صریح تر
 ازین است و منطوق کلام است اگر یکصد سال لاله الا الهه گوید تا یکبار نگوید محمد
 رسول الله حکم شرح مسلمان نگرود یعنی میگوید من خود اله و پروردگار همه شما ام در
 اعتقاد و گردیدن بن چه سخن است وجه مجال توقف و آنرا که من برگزینم و برافرازم
 بوی ایمان آرید و بگردید که امتحان بندگی و صدق عبودیت درین است برقیان
 امر ملایکه بسجود آدم یعنی مرا که می پرستید و تسبیح و تقدیس میکنید من خود پروردگار
 شما ام و سزاوار آنم امتحان بندگی شما در آن است که هیچکس از خاک بسازم و فیض
 مدح خود را در آن بدمم و او را بر شما گزینم و آمر کنم تا همه سر بر خاک نذلت ننهند
 و او را سجده کنند تا پیدا شود که بنده کسیت و بندگی چیست سجده سجده گفته اند
 که در آخر زمان که وجود مرشد کامل نادر و کیاب است اشتغال بصلوة بر سیکار است
 علیه افضل الصلوات و ارحم الرحیات با مشغولی ذکر موصل و مقرب است بی احتیاج
 توسل ببردند بلکه بعضی گفته اند که سالک از حیثیت توسل و تقرب اشتغال بصلوة
 اولی و اقرب بود اگر چه ذکر الهی علی و اعظم است و گفته اند که برای روشنی راه هدایت
 و فتح باب رحمت بالاتر از اشتغال بصلوة بر بنی صله الله علیه و سلم چیزی نیست بعد از
 قرآین عبادات بیح عبادتی بالاتر از آن نیست مبرای هر شکل و دشواری و تمامه
 حاجات دینی و دنیوی مثل نمی نیست و نبود وصل لبطه و تطویل درین سخن بسیار
 افتاد و بختیقت بارتهمت این جریمه بر سر وقت طغیان این جنس پاره است که آنرا نام
 نامند و از دست تصرف و اختیار کاتب بیرون است و هرگز بر راه سکون و مسکن
 هموار دارمیده نتواند رفت و بیجوش و خروش دم نتواند زد و همیشه از وی در شکاکتم
 و بار با عهد کرده ام که او را رفیق حال خود نگیرم و راز دل با وی در میان نهانم و
 پزیر بانی ظلمت اما چه کنم که از صحبت وی صبر نتوانم کرد و در گوشه سلامت نشست

که شکر و شوقش در اندامش شیرین سخن است که بعد که عصمت ذاتی و حفظ خداوندی
 لازم حال دست و با وجود که چندین منطوق و نکات است و سخن و دراز نفس است هرگز
 حشو و پیوده بجز زبان وی نرود و از شایع عام امر و نهی بیرون نیفتد و بای است
 وی درین راه نه لغز و از شرعیت غوا بار ملاست نکشد و بیج سیاست ندارد و هر چه
 گوید شرح و بیان کتاب مبین کند و داد الدین انصیحه دهد و بعد علم سال الله سلوک
 طریق السداد و الرشاد فی المبدأ و المعاد از ولی التوفیق و الیهادی الی سوا بطریق
 و صلوات الله علیه علی السید الانام الداعی الی طریق الحق و یقین محمد و آل و صحابه و اتباعه
 و جمیع هدایه طریق الحق و محیی علوم الدین :

الرسالة التاسعة والعشرون تحقیق الیاس عن قبول ایمان الباطن

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه بدانکه علماء ملت و ائمه دین و شریعت بر آنند که
 ایمان الباطن غیر مقبول باس در لغت بمعنی شدت و عذاب آید و مراد اینجا سکر است
 موت و معاشه احوال آخرت است که در وقت حضور موت روی نماید و در بعضی اجناس
 آمده است که هر یک از مومن و کافر در وقت موت جای خود را می بیند مومن در بهشت
 و کافر در دوزخ پس چون کافر در خیالت ایمان آر د این ایمان معتبر نباشد چه ایمان باید
 که نجیب بود و با اختیار بنده و قصد اقبال امر الهی طاعت و فرمان برداری می تواند
 باشد و ایمان در خیالت ایمان نجیب نبود و ضطراری باشد چنانکه روز قیامت تمامه
 کافران فریاد بر آرند که ربنا ابصرنا و سمعنا فارحنا نعمل صامحا انما موثقون خداوند
 دیده ما بینا شد و گوش ما شنوا گشت و یقین کنیم که آنچه پیغمبران تو خبر داده بودند
 و کتاب تو بدان ناطق بود حق است ما را بدینا باز بفرست تا ایمان آریم و عمل صالح کنیم
 و سخن ثواب شویم این ایمان و اقرار و عزت بحق در آن وقت فائده ندارد و در حدیث

احوال آخرت است
 اختصار در بیان اینها

آمده که ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغفر عن نفسه وكنات است از حالت موت و شدت
سکرات و رسیدن جان در حلقوم و در قرآن مجید میفرماید فلم یکن نفعهم ایما بهم لما روا
باستماعی ایمان در هنگام دیدن باس عذاب الهی نفع نکند و جای دیگر میفرماید
ولیس التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذ حضروا حس الموت قال انى تبت الام
و شاید که استلال باین آیت صحیح تر و صریح تر است چه احتمال دارد که مراد به روایت
در آیت سابقه مشاهده علامات قیامت و طلوع شمس از مغرب باشد چنانچه بعضی مفسران
این کریم را بدان تفسیر کرده اند و این آیت اخیر که ما بر خواندیم بصریح مذکور است
بعدم قبول توبه و ایمان در وقت حضور موت کما لا یحیی و بدانکه از دلیل و نصوص
که ذکر کردیم ظاهر شد که توبه از مسکن نیز در حالت باس مقبول نباشد و در اینجا بعضی
علماء خلافتی هست ولیکن ایمان باس و توبه از کفر با اتفاق و اجماع مقبول نیست
اکنون لازم آمد که باجماع است ایمان فرعون که در وقت اوداک عرق آورد و مقبول
نباشد چه زمان اوداک عرق و دریافت این حالت زمان باس باس از حیات
و وقت خطر است نه محل اختیار و همین است اختیار و معتقد تمامه علمای مجتهدین
و مشایخ معتدیان است و از هیچکس از ایشان خلافتی در ان ظاهر نیست و لهذا وی
در زبان شرح و عرف اسلام همه جا مذموم و مقبوح و ضرب المثل کفر و استکبار و غیر
آمده و چندین آیات قرآنی ظاهر بلکه نص در تکفیر و تفسیح و سوء حال و دوخامت بد
و مال است چنانکه فرمود فاخذوا العذبة لکل الاخرة و الاولی و میفرماید فیصن
فرعون الرسول فاخذناه اخذاً و میلا و جای دیگر میفرماید و استکبر هو و جنوده
الارض بغیر الحق و ظنوا انهم الیسینا لایرجون استکبار کرد فرعون و لشکر او
در زمین بناحق و گمان برداد و لشکر او که مال و بازگشت ایشان با که قبا
ذو بطش الشدیدیم نخواهد بود و چنانچه حال کافران و منکران است فاخذناه و

و جنود و ضعیفان هم فی الیم پس عقبر و عذاب گرفتیم ما اورا و لشکر اورا و اندختیم و غرق کردیم
 شان و در دنیا فانی نظر کیف کان عاقبت الظالمین پس همین که عاقبت کار ظالمان
 و متکبران و کافران که با خدا و پیغمبر خدا تکبر کردند و بجزای آن در دنیا و آخرت گرفتار
 آمدند و رسوا شدند چگونه است و جلن هم آیته یدعون الی النار و گردانیدیم ایشان
 یعنی فرعون را و جنود او را اما ان و پیشوایان گمراهان و کافران و دوزخیان که
 دیگران را بکفر و معاصی و آتش دوزخ دعوت گشتند و یوم القیمه لاینصرون و در
 روز قیامت یاری و نصرت داده نشود ایشان را و وضع کرده نشود عذاب ایشان
 بلکه محذول و مردود و ابدی العذاب بشوند و اتبعنا هم فی هذه الدنیا لعنة در دنیا
 بروی و جنود وی لعنت کردیم و یوم القیمه هم من المقبوحین و در روز آخرت او و جنود او
 از مذمومان و مقبوحان و مردودان بشوند حالش امنیت که دیدی و صفتش اینک
 شنیدی دیگر با بیان رفتن او کجاست و حسن عاقبت کدام اگر وی مسلمان ظاهر
 و صاهر از دنیا رفته باشد هرگز او را انجین یاد نکرده می اگر او صاف دیگر از علو
 اسراف و ظلم و استکبار برابر احوال گذشته که در حالت حیات و شت حمل گشتند
 صورتی دارد اما اینجا میفرماید و یوم القیمه هم من المقبوحین و هیچ ذی الصفا
 در عربیت نه پسندد که این صمایر و کنایات را درین آیت مخصوص بخنود دارند
 با وجود آنکه هر دو مذکور هستند صریحاً و مقصداً و با جمله هرگز معقول نیفتد که وی نزد
 خدا مسلمان پاک و مومن صادق باشد و هیچ جامع او نگویید و بیان حسن خلقت
 خیریت عاقبت او نکند و خبر ندید که ما را بنده بود که در مدت عمر کفر و طغیان و درزید
 و در آخر فضل و رحمت ما دستگیری حال می کرد و بسلاست رفت بلکه همه جا بدست
 و ملاست او کند و تشنج و تنگی وی نماید و وی هیچ جا بصفت ایمان و عفو ان
 اسلام مذکور نشده الا درین آیه که میفرماید حتی اذا ذکره الغرق قال المستهانه

لاله الا لالذی است به بنو اسرائیل اما من المسلمین سباق و سیاق این آیه در آن
 که چگونگی است ظاهرا دای سخن در آنست که آن ظالم تمام عمر خود تکبر و اسراف و غلو و
 کفر و طغیان و رزید و موسی و مارون علیهما السلام در حق وی و قوم وی عابلهان
 و عذاب الهی کردند تا دم آخر که از حیات مایوس شد و مشا به عذاب الهی کرد و بزرگان
 داد و اسلام داد فرمان شد که اکنون اظهار ایمان و اسلام چه فایده کند که عنان اختیار
 از دست رفت و چاره نماند آن همه کفر و فساد و تو کج رفت و تکبر و طغیان تو چه شد
 امروز ترا در دنیا قضیت رسوا کنیم و مرده ترا از خاک بیا بر آیم و تماشا ده و حاجی عبرت عالمیان کنیم
 تا بدانند و عبرت گیرند که عاقبت کفر و طغیان و تکبر با خدا در سول خدا قضیت رسوائی است
 در دنیا و آخرت چنانکه فرمود فاخذہ السدر الخال الآخرة و الاوّل ان فی ذلک لعبرة لمن
 یحشی و آنکه امراة فرعون گفت قره عین لی دیکه لا تقتلوه الایة یجوز لمن حسابان بود و
 پروردگار تعالی در وی آن بود که موسی علیه السلام باین گمان و حساب از دست آن ظالم
 خلاص گرد و بهلاکت رود چنانکه اطفال بگیرد یا این حسیله و فریب بود از آسیه
 رضی الله عنہا در استخلاص موسی علیه السلام از دست آن ظالم باطلع داود
 حق تعالی آسیه ابر عاقبت حال موسی علیه السلام بفرست یا الہام عاقبت
 حال غایت کار التقاط وی خود است که فرمود فالتقطه آل فرعون لیکون لهم
 عدوا و حزنا ظاهرا است که مراد حقیقت عداوت بود که در نفس الامر و عاقبت
 باشد و هیچ پیغمبری با مسلمانان دشمن نبود اگر گویند مقصود و عداوتی است که
 در حالت حیات داشت گویم پس قره عین بودن نیز درین حالت تواند بود چه
 مفہوم قرآن مینماید نیست و الله علم باقی وقوع مذمت وی در احادیث و
 اقوال صحابه و تابعین و علماء مشایخ متقدمین و متاخرین بحال خود است اگر
 مفہوم قرآن و اشارت احادیث و متفصلا آثار سلف ایمان و اسلام حسن حالت

وی بودی اینجه مشهور و ضرب المثل کفر و طغیان شدی روایت است که چون ابو جهل
 لعین در غزوه بدر کشته شد حضرت فرموده صلوات الله علیه و سلم مات فرعون بنده الا
 اگر فرعون مومن ظاهر و مطهر از عالم رفی تشبیه ابو جهل لعین که بالقطع از اهل جنهم
 ارباب شقاوت و موسوی خالمت است با وی درست نبودی اگر گویند تشبیه با عتو
 عتو و استکبار وی است که در حالت حیات داشت گوئیم هیچ جا در زبان شریعت
 و عرف دین نیامده است که یکی را بعد از صحت تو به حسن اسلام باعتبار حالت
 سابق که در کفر و عصیان داشت مثل سازند و شبهه به گردانند لان الایمان
 بحسب ما قبله جنین از روستای قریش که مدت عمر در کفر و عداوت آنحضرت صلوات
 علیه و سلم بسر بردند و در آخر ایمان آوردند و با ایمان فرستند هرگز در شرح باعتبار
 حال سابق مذمت و تشبیح ایشان مذکور نشده خصوص دو قرآن مجید با این کثرت
 و شتبار و تغلیظ و تشبیح که در ماده فرعون واقع شده است و هیچ یکی از مشایخ
 طریقت نسبت ایمان و اسلام بفرعون نکرده مگر شیخ محی الدین ابن عربی در کتاب
 فصوص این قول یا مبنی است بر قبول ایمان باس معلوم شد که این خلاف اجماع
 است یا لفظی باس از فرعون و یقین است که حالت ادراک غرق حالت باس طول
 موتست بخلاف مبادی غرق که آنرا ادراک غرق نمیتوان گفت الا بجزا و فی القاسم
 ادراک که محقق و محوق غرق در حالت غرق و انصال آن بوی بود و بعضی از مفسران
 گفته اند که این کلمه در دل خود گفت بعد از غرق شدن و شیخ نیز در فتوحات کیهانیت
 تشبیح و اشد تکفیر ادرا کرده و گفته که در زخ را در کات است بعضیها اش من بعضی در که
 از در کات وی است که برای اهل عتو و استکبار بر رب العزت که اشد و اعظمت الاله
 کفر است آفریده اند مثل فرعون و شیخ ایشان اما درین کتاب یعنی فصوص
 برخلاف آن گفته است میگویند که مقصود ایشان اینجا بیان مختل آنیه قرآنی است

حتی اذا ادركه الغرق قال امسنت الایة یحییئین مذہب مذہب معتقد ایشان همان است
 که در فتوحات بیان کرده اند و اندر علم و بر تقدیری که مذہب معتقد ایشان ایمان
 فرعون بود و دیگری را چگونگی عقد قلب بدان صورت بند و با وجود مخالفت تمام علما
 و مشایخ اینجامل حیرت ست غایت کار تغافل اغماص است و تکلف در توجیه و تطبیق
 قول ایشان بآن نه آنکه قول ایشان را تضاد و معارض اقوال تکلمه اهل دین و ملت
 دارند و همین را مذہب گیرند و اعتقاد کنند و از همه جانب چشم پوشند آخر عصمت
 در غیر انبیا نیست اگر در کجا خطائی رود چه نقصان دارد و چندین ائمه مذہب که
 معتقد ایمان دین و متبوعان اهل عالم اند چندین جا خطا در بعضیها کرده اند اگر در یک
 مسئله از ایشان نیز خطا رود چه شود هیچ منافی کمال نیست و اگر تقلید و اتباع است باید
 اهل فتوی و حل عقد ملت در امثال این امور بهتر است و با حقیاط نزدیکتر اگر گویند
 ایشان از باب کشف و یقین اند و هر چه گفته اند از روی کشف گفته اند و چندان
 حقایق و دقائق در محارف و مواجید از ایشان بظهور آمده که با وجود آن نظریات
 خطا امکان ندارد و هر چه شیخ درین کتاب گفته است بی تفاوت و زیاده و نقصان
 از حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم این حکایت دیگر است اینجا هم نتوان
 و اندر علم بکنه معنی هذا الکلام حقایق و احوال و مواجید ایشان بحال خود است و سخن اینجا
 در دلیل شرعی می رود این قدر معلوم است که انسان از سهو و نسیان خالی نبود
 و عصمت خاصه انبیا است آخر شیخ در قوت میگوید هیچ آئین بخلا و عذاب رود نیست
 و وصول ندم مستلزم عذاب نیست حال آنکه در مواضع متعدد از قرآن واقع شد
 است در سوره مائده و فی العذاب هم خالدون و در سوره فرقان فرموده
 و یخلفه جهنماهای کنایت در فیہ راجع لعذاب است و در سوره الم تنزیل السجد
 و ذوقوا عذاب الخلد و در سوره زخرف ان المجرمین فی عذاب عظیم خالدون و اگر

آنچه ایشان گفته اند همه از روی کشف و یقین است پس در فتوحات حکم بکفر فرعون است کفر
 چه معنی دارد و الله علم و آنچه نصیحت است که در معتقدات و احکام کفر و ایمان از سوی
 عظم بیرون نباید رفت و تابع امیه مجتهدین باید بود و در آداب و اخلاق تابع مشایخ
 حسن ظن باعتقاد برین طایفه داشته توجیه و تطبیق اقوال ایشان یا کلام علما و
 مجتهدین باید نمود و الله الموفق و ملهم الصواب و شیخ ابن حجر مکی پیشمی در کتاب زیاده
 ذکر کرده است که علماء امت و مجتهدین دین ازین آیت فلهم یک مفیعم ایانهم لما راؤ
 باسنا اجماع کرده اند بر کفر فرعون و بر تقدیر تنزل شک نیست در انعقاد اجماع
 بر آنکه ایمان با الله با عدم ایمان بر رسول می صحیح و معتبر نباشد پس بر تقدیر صحیح
 ایمان فرعون با الله مقالے ایمان وی بمبوسی علیه السلام وجود نیافته و درین آیت
 بدان تصریح نموده پس این ایمان وی دفع نکند اگر کافر بی هزار بار بگوید شهیدان
 لا اله الا الله الذی امننت به المسلمون مؤمن نگردد تا نگوید و ان محمد الرسول الله
 و اگر گویند که سحره فرعون نیز تصریح ایمان موسی علیه السلام نگردد و با وجود آن
 ایمان ایشان مقبول افتاد و جایش است که ممنوع است که سحره بدان تعرض نگردد
 هر گاه که گفتند رب العالمین رب موسی و هارون در ضمن اصناف رب موسی و
 هارون ایمان بمبوسی نیز وجود یافت بخلاف قول فرعون که گفت الذی امننت به
 بنوا اسرائیل با آنکه ایمان سحره ایمان بنجد و معجزه موسی بود ایمان بمعجزه رسول عین ایمان
 بر رسول است پس ایشان صریحا ایمان بمبوسی آوردند بخلاف فرعون که در کلام و
 اصلا ایمان بمبوسی مذکور نشده نه بصریح و نه با اشاره بلکه ذکر بنی اسرائیل موسی
 با وجود آن که رسول است اشاره میکند بآنکه هنوز بمبوسی کافرست و در مقام
 عناد و استکبارست و اگر گویند که از بعضی صوفیه نقل کرده اند که ایمان نزد معاصنه
 عذاب نافع است پس ادعای اجماع بر کفر فرعون جایز نباشد چه مبنای تکفیر و محییین

سماست پس چون در اینجا خلاف است اینجا نیز باشد جو ایش نمک بر تقدیر صحت
 این سخن از صوفیه اهل اجتهاد که بر قول ایشان تعویل اعتماد باشد و مخالفت این
 منع انعقاد اجماع کند بر ما وارد نشود و در قول بانفقاد اجماع است بر کفر فرعون
 نکند زیرا که میگویند حکم ما بکفر فرعون نه تنها از جهت عدم اعتبار ایمان باس است
 بلکه از جهت عدم اعتبار ایمان است باعد لقالی بجهت عدم ایمان بر رسول می موسی علیه السلام
 و اگر گویند که ابن عربی بصحت ایمان ضطراری قابل شده و با ایمان فرعون رفته است
 جو ایش آنکه این سخن از ابن عربی مسلم و مقرز نیست و عصمت از خطا مخصوص انبیاست
 و آیه قرآن و حدیث صحیح صریح اند در بطلان ایمان باس بعد از وجود آیت و حدیث
 النفات بتاویل کسی نتوان کرد و تفسیر امیه از صحابه و تابعین و مجتهدین که بعد از ایشان
 با موافقت حدیث و اجماع کفایت میکند و مقصود و چون ثابت و واضح گشت که ایمان
 باس صحیح نیست ثابت شد که ایمان فرعون نیز ثابت نیست با وجود آنکه اگر تسلیم کنیم
 که ایمان باس صحیح است عدم صحت ایمان فرعون باقی است از جهت عدم ایمان او
 بر موسی و مارون این ترجمه کلام شیخ ابن حجر است در کتاب زواجر و الله اعلم بالبعاط
 و السیر و الصلوة والسلام علی سید المرسلین الصادق المصدق محمد و آل و صحابه اتباعه و غیره

الرسالة التلثون وجود الفناء في احدية الذات بالغيبة عن جميع الجهات

لا اله الا الله محمد رسول الله

روزگاری دراز شد که علوه محبوب ازل با بنندگان بلبغهای نهانی و معامله بنانه
 و عقاب شکست و برهم ریخت بنای کارخانه وجود می رود و سلطوت و عزت مجذوبی
 اقتصادی ابتدا و اتمام آن بکنند خاعد درین سال ناز و کرمه است بزنگات یگر است
 و ظهور قدرت و سلطوت غلبه یگر و در دست تقدیر پنجه ایمان بسته است چنان تیم
 چو پیروزین بکار و خواری افکنده است که از سلبت و لرزه آن تاب نشستن و مجال

ایستادن و بحال سکون و آرام آمدن تنگ تیر گذشته و فراهم آمدن حال جمعیت
 بال از محالات عادی شده بار خدا یا آخر اینها عاودت شود و نیند که بصیر صر قهر و صیحه غضب
 شان پلاک کنی و استیصال نمائی است مرحوم محمدیه اند فضل و رحمت فخر کرده و
 بایشان وعده بکرم و فضل و آسانی رفته است اینهمه سختی و تنگ گرفتن صحبت
 ننی غلظت اینهمه که شمه های محبوبی است و معامله محبت و مقدمات تربیت بصورت
 اگر چه سختی رود در معنی همه آسانی است مقصود تعریف و تربیت است یعنی تا نند
 و شناسا شوند که قدرتی دیگر و عالمی دیگر است که در آنجا جز بحر و صیرالی و شکلی
 و ناتوانی صورت نند و از حول قوت خود بر آیند و از بسته و صفات آن عاری
 شوند شرح این سخن بسطی طلبید کرده ترازین بگوئیم بدانکه پروردگار کفایت و تقدس
 در وصفت دارد جمال و جلال و لطف و قهر هر یک نیز ازین اشکارا بود و بهانی گاه
 لطف اشکارا کند و نعمت و راحت بخشد و در ضمن آن قهر بنیان سازد و حال عامه
 خلائق این بود لا سیما اهل کفر و عصیان و گاه بی قهر اشکارا نماید و بلا محنت
 فرستد و لطفها بنهانی در وی پیدا بود غالب حال اهل خصوص مطالبان قریب
 دوستی و شناسائی نیست معامله اینکار خانه همچنین رفته است دم زدن که جز چنین
 رفته چون شده گنج نذارد و مطلوب جناب اقدس از بندگان حکم فاجبیت آن عرض
 شناسائی اوست با ساد صفاتی که او راست شناسائی وی سجاده حاصل گوی
 مگر شناساگردانیدن او بندگان را بخود و شناساگردانیدن او بخود بسط
 بوبت آیات و شواهد بود در انفس آفاق و مقصود اینجا ذکر معرفت نفس است و
 حصول آن بنظر و تامل بود در آنچه بفرستد وی تقالے بر آدمی زاو از نوازل قدرت
 و ایراد کند از احکام ارادیه و آن دو قسم بود آنچه موافق شهوت و هوای بندگان
 افتد آنرا حکم عرف و نظر ظاهر عطا خوانند و آنچه مخالف هوای نفس ایشان بود

تائید

این کتاب در
 شرح این کتاب
 است و در
 بیان این
 است

منع گویند و در عطا صفات لطفیه از جود و کرم و فضل و احسان و منت و عطف مشهور
 گرداند و در منع صفات قهریه از جبر و عزت و کبر یا وجلال و استغنا و عظمت و سطوت
 بنماید اصل مطلوب که معرفت است در هر دو صورت حاصل است بلکه در صورت قهر
 اتم و اکل که بقهر مان عزت و عظمت بنده از همه صفات خود محو و منسلخ گردد و در لطف
 بخود مشغول و مشغول آنرا که شهود نعم و محبت وی ذاتی است در هر دو حال یکی
 عاشق م بر لطف و بر قهرش بجد و ای محب من عاشق این برود و صند اما
 پس باقی فقر و گنا بدشت وی و فدای بشریت و ضبط نفس قومی تر بود از دیگر
 این سخن نظری بار محبت فقر می افتد و اگر تمام با اینجانب روییم این سخن که در وی
 افتادیم از ربط برافتد سخن اینجا است که لطف باری عزتشانه گاهی آشکارا بود
 و گاهی پنهانی و لطف پنهانی چنانکه دانی در طور محبت خالص تر و نجوت حقیقت
 با محبوب نزدیکتر بود که وجود دیگران را بوی راه نبود و جز حقیقت لطف را احتمال
 ندارد و لطف ظاهر بر دیگران نیز افتد و در حقیقت از باب لطف نبودن باید که در
 بود و چون هر چه از محبوب رسد نعمت و عطا است در هر دو صورت یعنی در قهر
 و لطف شکر نعمت واجب بود و چون این مرتبه بالاست و دست همت بشریت
 از آن کوتاه باری کم از آن نبود که صبر کند و خاموش نشیند و دم از سخن نرزد بلکه
 وی جل جلاله دایم اللطف است بر تمامه مخلوقات نه که گاهی لطف او منقطع بود
 و قهر محض بوجود آید پناه بخدا اگر قهر محض متوجه گردد و یک جانور بر زمین نجنبند
 و یک تاره بر آسمان ندرخشند و یک قطره در دریا نخورشد و یک برگ بر درختان
 نرزد و یک سنگ نریزد بر کوهها بر پانود جلوه لطف اوست که هستی عالم را
 بر پاست اگر چه که شکر قهر در جانب نیستی و بر کندن بنیاد این خانه است و نظر
 گاهی قهر نیز سبب بقا و نظام کارخانه حکمت افتد و ماده ساز را از محل صلاح جدا

گرداند و درخت وجود و از شاخهای بی بر صلاح بخشد تا اثر اراده لطف که بصیاح وارد و بطور
 رسد باین معنی تمامی کارخانه بر بوبیت و عبودیت بر استرلاج لطف و قهرست و هر دو
 و لازم و تمامه بندگان بلکه سایر موجودات را عام و شامل ازینجا گفت آن مرد عارف
 که در زخیان در دوزخ مطلوب باشند اگر چه مرحوم شان نتوان گفت یعنی اگر بعد از این
 عظمت از آنچه کرده تعدی بکردی توانستی لطف اوست که بکتر از آن کرد باین
 گفتار فرقی میان لطف و رحمت پیدا آمد صاحب فن لغت دانند که معنی لفظ لطف
 از ماده وی و از مقابلت معنی ضد وی متعین گردانده لطف مبنی از رزق و نرمی بود
 و ضد وی از قهر و درشتی سختی و ضد رحمت غضب آمد و متعلق رحمت محل محبت و رضا
 آمد و چون رضا آمد آزار بر خاست اینجا عذاب کجا بود و عین الرضا من کل شیء
 کلید و قولی سبحان قل فلم یغیبکم بذنوبکم دلیل آنست و لطف را رضا لازم نبود گاه
 با وجود بی رضائی نرمی نیز کنند و هنوز ماده غضب باقی است و رحمت در دنیا
 عام بود و آخرت مخصوص با اهل آن خانه که بهشت نام اوست مبنی رحمة اللعالم
 فیها خالدون و ازینجا گرخت آن مرد که دوزخی را مرحوم گوید الله لطیف لعباده عباد
 درینجا شامل مومن و کافرست زیرا که فرمود و یرزق من یشاء و رحمت جز نسبت
 بمؤمنان یاد نکرد و آنکه گفت در رحمتی وسعت کل شیء مراد رحمت وجودی و افاضه
 توابع و لوازم آنست بدلیل عذابی صیب بر من اشارت این سخن راجع بنزاع لفظی
 نفس گرد و مقصود آنست که پروردگار عالم را بندگان خود لطفی هست ظاهر یعنی
 دسر رشته مصلحت در دست قدرت و حکمت اوست تعالی شان و عظم بر آن سخن
 درین لطف مثنی بود که درین روزگار خوان نعمت آن پنهان کشیده و کمتر کسی را از آن
 محروم گذاشته اند تا هر کس بقدر استعداد حال حوصله فهم عن الله نصیب از نعمت
 بردارد و در محرم این بلا و شیوع این ابتلا و راسی آن حکمتی دیگر نیز روی میدهد که

ان نیز جانب لطف می پرورد یعنی اگر این همه بلا بر جماعه مخصوص افتادی بسبب سخت
 بودی و در زیر بار آن بخت شد ندی قسمت کرد و شایع ساخت تا بار بکتر شود و
 بهر که ام اندکے ازان برسد این نیز لطف حقنی بود و هو ظاهر و اگر نیز بر بعضی گران افتاد
 و بهلاک انجامید و ان نیز مثل این حکمت و مزید اجر که شدگان و زیادت عمر تا ماندگار
 تواند بود سه صد هزار ان طفل سر بریده شد تا کلیم الله صاحب دیده شد و چون
 ازین نعمت بی گران این گدای ریزه چین خوان کرم را نیز نواله نصیب شده بود حکم انا
 بنوعه در یک فحش از ان نیز سخن را نم بدانکه صولت صرصر قهر و ابتلا چنان با پی صبر
 و سکون را از جای در آورده و بر بستر ملاک افکنده بود که اگر در شقیه اجل معلوم بنصیب
 حکمت مئی ایستاد بر خواستن ازان بحیات و حرکت ارادی از مقوله محالات عاقل
 می نمود و اگر قوت الطاف الهی دستگیری مئی کرد و قوت مئی بخشید از هم پاشیده
 از دست رفته بود و اگر روز و دنوار متوالی مئی شد و کشف ظلمات طبعیت مئی نمود و بجا
 از وقوع در هم آوی بعد و خلعت امکان نداشت بجد الله که در ابتدا در حال با باد
 نورانیت جمال محمدی صلی الله علیه و سلم غذای روحانی از رواج الوان نعمت ابریش
 ربی در شام جان رسانیدند که قوای جسمانی را تازه ساخت و ماده قوت و قوت
 ایام فقر و فاقه شد و در آخر سلطوت سلطان قدرت چنان شد که تمام از خود غایب
 ساختند و چیزے از آثار هستی فرو نگذاشتند و نقوش کائنات الهی و افاق از لوح
 ادراک تمام بنزد و دند و بجا الهی مشرف ساختند که بزبان نطق و تعبیر بیان آنحال
 محال باشد و بجای بردند که مرکز آنجا را باین کیفیت ندیده و بدان نرسیده بود
 چه گوید که آنجا چه بود هیچ نبود و بجا حدیث حق و هستی مطلق اگر گویی هستی مطلق مدک
 نشود و در یافته نگر دو و هر چه درک گردد و در یافته شود عادت بود و صور سنی بود
 حاصل ذهن و محاط آن از مجده عالم بود گویم که این سخن حق صرف است بیز چشک

درین چه مدرک جز صفت نباشد و ذات مدرک نکرده معنی ذات همان که مدرک نکرده و
 بر ذات برده بود و هرگز این برده با نهایت نرسد اگر یک برده از شهود برافتد برده
 دیگر نشیند اینجا برده نشستن و برده بر دشمن یکی است ولیکن من نگفتم که درین
 حال ادراک بود و دریافت بلکه گفتم احدیت حق بود و این هیچ نسبت در میان
 هوادوست و مانند این الفاظ مطابقتی بان معنی دارند و اشارتی بدان نکرده
 نه اشارتی که تعدد و تشریح اشارتیه در اینجا بود و اگر شهود دریافت و وجود اثبات کنند
 اما نه بجهت نسبت بین الاثنین گنجایش دارد و آخر ذات حق علم دارد و علم غیر ذات نه
 و تعدوی در میان نه اگر علم حضور خود وجودش باشد چرا نباشد مضمون این بیت
 مگر اشارتی باین معنی تواند بود در راه خود اول ز خودم بخیز کن + و اما که بخود خود
 بخود هم ده + با جمله وجدانی بود لکن ذوق و وجدان از میان چونی و چگونه آن
 عاجزست و آنچه در وجدان در آمده نه بچون و چگونه عرف من ذاق و من لم یذق لم یحضر
 زیاده برین چه تعبیر کنم اینهمه گفت گو نه در مخالفت السنون از سیاد می آرم و از ان
 حکایت میکند مثل خواب خوشی دیده یا لذت شکری چشیده میا دارد و از ان تعبیر کند
 مخالفت را تصور میکنم و گردان خیال می بینم و میگویم و هر چند گویم و شرح دهم بهم تر و پوشیده
 گرد و سخن دیگر گویم که بهم تر و بیان آن بروش زبان علم نزدیکترست تو سوال کن من
 جواب آن گویم سوال درویشان شهود ذات و تجلی ذاتی و محبت ذاتی و امثال این
 کلمات میگویند معنی آن چه باشد و مقصود از ان چه بود و اشارت به چیست و تو خود
 نفی شهود و دریافت و سایر نسبت اعتبارات کردی جواب آنچه ما گفتیم نیز سخن درویشان
 و قرار داد ایشان است تو جمع و توفیق میان این دو سخن بطلب تا بگویم در بیان که
 آنچه تو از ما گفت بشنو مقرر عرفانی محققین است که دریافت ذات بچون و بی چگونه حق
 ادراک کنه ذات مطلق و می عرضانه حاصل نبود بلکه ممکن نه صحبت این حکم از حیوان

محکوم علیه ظاهرست چه هر چه اندیش کنند و ادراک نمایند صورت و مثال بود و صورت
 و مثال بی چون و بی چگونه نبود و مشایخ گفته اند قدس الله تعالی اسراریم هر چه خلق باقیام
 و ادراک اوزال نمایند و علوم و عقول بدان احاطه کنند و هر حقیقی که مکشوف شود هر چه
 که مشهود گردد و هر کما لیکه مدراک بود و هر نوری که تجلی کند و هر چه تغییر کند و خبر دهد و اشارت
 نماید و هر چه علم و معرفت بدان منتهی گردد و عقل حاضر نماید و هم برسد و هر چه بر خلق
 و مکشوف شده و تواند و امکان دارد که ظاهر شود همه شود و وجود ظهور حق و انوار ذات
 و صفات حق اند که حقیقت حق و عین ذات او تعالی و تقدس و ذات حق در ایمی آن
 همه هست و منزله از ادراک عقول و متعالی از احاطه افهام کل ماضی با کمال و بیخس
 فی خیا که کفایت از ادراک و ذلک هر چه اندیشی پذیرای فناست + آنچه در اندیشه نماید
 آن خداست + و ازین سخن لازم نیاید یعنی آنچه اثبات کنند از شهود ذات و تجلی ذات
 و محبت ذات حاشا سم در اینجا اثبات است و هم نفی یعنی آنچه نیست و اثبات آنچه نیست
 و حقیقت سخن است آن بود که هست نیست نماید و نیست را نیست یعنی حق را حق
 و انانند باطل ابطال گرداند معرفت شناختن است هر چیز را چنانکه هست شناخت
 کند ذات حق و بیچگونگی وی بدانست که بشناسد که ویرا نتوان بشناخت
 و بجز عن درک لادراک ادراک و لبعث عن سر ذات امد اشراک اینجا شناسائی
 اگر هست با سمار و صفات و افعال است و آن نیز گفته چه گفته هیچ چیز معلوم نیست
 اسما و صفات حق چه باشد ولیکن شهود در گاهی اضافی بذات کنند و تجلی را نیز
 بوی نسبت دهند و شهود ذات آن بود که وجه هست و قبله محبت و مرعی بصیرت
 و نظر باطن متعلق قلباً از اسگاه سر ذات حق گردد و کثرت و تقد و صفات او نظر
 توجه و تعلق وی بر افتد و این مستلزم ادراک و احاطه و دریافت ذات نبوی است
 ذکر باطن حق الله بود معرا از وضع عربی و فارسی جزان و اگر در ملاحظه این نظریه مضموم

مقید بصفت محبودیت چنانچه اصل ماده اشتقاق اوست یا بجامعیت صفات کمال
 چنانکه لازم مفهوم اوست افتد بالا تر از آن کلمه موسست که مشار الیه بدان جز ذات است
 و هویت صرف نگردد و در هیچ صفتی و مفهومی دیگر تکلیف ندارد و اگر نظر صاحب این مقام
 بناگاه در مراتب صفتی از صفات افتد سطح نظر شهودش جز ذات نبود و مراتب از نظر
 ساقط معنی قادر بصیفت ذاتیکه صفت قدرت دارد و عالم ذاتی که مراد او عالم بودی
 باشد که تعلق علم و نظر یا فتنش بهمین صفات و لقد دان بود و از شهود و وحدت ذات
 زایل الاتبعاد اجمالاً و اگر نه سابقه علم بدان میبود که اینها صفات یکذات اند در باب
 نظرش چنان درآمدی که اینجا ذوات نیز متحد و هشتند و دیگری باشد که سطح نظر تعلق
 توجه او جز آن ذات واحد نبود و لقد در صفات و مراتب شان از نظر بصیرتش ساقط
 در تمامه عدد و شمار حسنی شهود بصیرت و محوظ نظردی واحد شهود ذات این بود و اگر چه
 در این صورت نیز صفت پرده ذات اوست و این پرده در میان است و لیکن ذات
 در پرده می بیند یعنی توجه و تعلق وی بان ذات است که در پرده است و فرق است
 میان آنکه پرده بیند یا در پرده بیند که کشف الغطاء را از دیت یقیناً مگر اثبات
 با هیچی است یعنی پرده حاجب مانع از شهود ذات نیست و مطلقاً از نظر بصیرت ساقط
 مثلاً یکی را محبوب در پرده است تعلق قلب قبله توجه او همان محبوب است که در پرده
 نه پرده که او در دست و این هر دو حالت در آینه محسوس که صورت در آن نگرند
 موجود بود شهود ذات در آینه بصفت همبدرین قیاس کن و تجلی ذاتی نیز همین بود الا
 آنکه شهود در نسبت بر بنده کنند و در وی ظهور عظمت و کبر یا محبت بود و تجلی
 منسوب بحق افتد و در اینجا نورانیت و انکشاف و جمال محبوب پیدا بود چنانچه در مثال
 محسوس شاهد آینه بیننده را گویند و تجلی آنرا که در آینه میباید اینجا هر دو سخن موافقند
 ادراک احاطه و دریافت منتظر شد و توجه و تعلق و حضور ثابت لغتم که متوجه ذات

ادراک احاطه کنه ذات کند و ذات را بی پرده بیند این لغت که قبله توجه و لعل و مریخی است
 و ملحوظ بصیرت وی ذات مجرد است که در لباس صفات مشهور دست این سخن سخن نخستین
 نقیصین نیفتد و اگر گویی پس چون ادراک ذات حق محال توجه شهود جز بصیرت زود حد
 دیدار چشم سر که در آخرت است چیست چگونه است جواش آنکه قیاس کار دنیا بر احوال
 آخرت راست نیاید اینجا حوصله بصیرت تنگ برده های ظلمانی و لورانی بر چشم بسته
 و در که در مضیق جهات مجوس و محصور گشته تا آنجا که فصاحت و نورانیت و انکشاف دیگر است
 تفاوت بسیار است آنرا برین قیاس نتوان کرد خود که دم چیز دنیا با آخرت می ماند آن
 وسطت که بهشت راست و آن توت و احاطه که اهل بهشت راست کجا در حوصله
 ادراک قیاس این عالم بگنجد و از ارایت نه رایت نعیم و عکاکبیر او هم از تنگنای دنیا
 که جزای بندگان در آن عالم نهاده اند که ای عالم گنجایش آن ندارد دیگر آنچه در سنت
 واقع شده همین قدر است که خدا را عزوجل در آخرت ببینند آنجا این مدقق تجرد ذات
 و اطلاق هستی مذکور نیست مبنای آن بر عرف است و در عرف هر که ذات را با صفا
 بیند بیگانه پیدا و را دید پرده بودن صفات و اجتناب ذات در سطوت او عظمت
 و جلال آنجا ملحوظ نیست نه اگر جسمی از بی سیاه یا سفید دراز یا کوتاه نشسته یا ایستاده مثلا
 با چندین صفات متعدد و متکثر که دارد و بگویی که او را دیدیم و در یافتیم و آنچه فلسفه گوید
 مری احوال است و علم بحکم است لال عقل است یاده است نظر بعرف و آنکه عرفا
 صوفیه میگویند که ذات بحت مدرک نگردد و در حیطه خیال ندر آید حقیقتی است که بیان
 کرده برای اظهار عجز از معرفت ذات حق و علو و تنزه و تقدس او از احاطه ادراک
 خلق بوی این بوعده و دیدار آخرت بران وجهی که مذکور شد منافات ندارد و آنجا
 این آمد که ذات حق جل و علا در آخرت بصیرت توان دید خواه بجهت خاصیت
 ان نشانه یا بنا بر عرف و آنکه بدین بجهت خواهد اند بجهت است که آنجا بصیرا

بصیرت

صفت بصیرت باشند و ظاهر را بر تنگ باطن برارند و شرایط و خواص که در رویت بصیری
 واقع است سقوط پذیرد و مسکن و جهت و مقابله و قرب بعد حکم عدم گیرد و بعضی از
 گفته اند که ما بقین میدانیم که دیدن و در یافتن حق بر بصیرت است و چون شارح
 خبر داد که بصیر در آنجا مدخلی خواهد بود اما صدقاً اگر میگفت که همین شمار یا قهار را
 رگوش و دوش شمار دخل خواهد بود نیز قبول میکردیم و ایمان می آوردیم یعنی صفت
 بصیرت را در هر عضو که پیدا کند تواند چه بسببیت بصیر و بصیرت همه عادی است و جمیع
 و البصائر خلق قادر مطلق است تعالی شان بهر چه نماید توان دید و احد علم وصل
 بان ای قلم ساعته بالیت و خدین تیز نمر و نفس راست کن رخسان گرد آرد و روش
 خود را مگذار و بی سخاشی جولان کن که مجال سخن تنگ است اینهمه حقیقت گوئی بصیرت
 بر سر قصد خود رود و بگو که حال چیست حال نیکوست و احمد صد علی کل حال آخر تو خود قیام
 کن که چگونه بود حال در مانده حیران اسباب سفر مانده ساخته و توشه راه بر نهاده
 که یکایک آواز طبل رحیل بشنود و در راه سفر افتد و بی قوت پای رو بر راه بندد
 که زاد امید در کمر بسته بر اصد توکل نشسته رو بر راه وطن اصلی و شوق دیدار دوست
 حقیقه دارد و با بجه قصد اینست که یکبار به بیت وصلابت تمام آواز کوس رحل شنیده
 و بعد از نشستن بد به آواز این کوس آوازمای بلند تر از آن مثل آواز طبل غازی
 مانند چیزی نیز شنیده متهی سفر گشته بر دو پای نشسته است تا چه فرمان رسد آن
 یکپاره زمان میگذرد که آن آواز بارافروخته می بینم و ندای و صد آواز نمی شنوم
 تا واقع چیست ای اخفای بحال طبال که رو نیست طریان آن بروی راه یافت یا بکنه
 اطناب و برداشتن خیم و سواری سفریان و برخاستن را میان منتظر مانده یا تو قعی
 از حضرت سلطان در حکم سفر و مهلت روزی چند واقع شده کیفیت حال تیره و تیر
 تا چه حکم شود اگر حکم سفر در رسید بسم الله اخفای الرفیق الاعلی و اگر چند روز مهلت است

الحمد لله على نعمة الله وبره فقد برز جهلت و لوقف سفر خیر است که یازب این چند روز هم
 مفت بدست آمده راجه کند و این غنیمت بیریخ چهار رسیده را کجا بند و امی اگر
 اینهمه تنبیهات و تذییرات ا دیده و شنیده باز بر سبب غفلت افتد و هم آخوش نفس
 و طبیعت گردد و براه خلاف رود اما بحکم لود و العا و الما نهوا عنه بازمی بهیم نفس و
 طبیعت را که بر سر کار خود میرود و در چیز خود می نشینند و انحال گذشته را کان
 لم یکن و نشیا منی امی انکارند مگر سرشت آدمی ز او چنین افتاوه و طبیعت وحی چیز
 سرشته اند بزبان دیگر بگویم تقدیر الهی چنین رفته و قضای وی چنین نشسته
 تبدیل و تغیر تقدیر ممکن نبود و حکم قضا دیگر گون نگردد و جب اقلیم با هوکان الحمد لله
 علی کل حال و اعوذ بالله من حال اهل النار عاقبت بخیر است انشا الله تعالی
 و آخر دعویهم ان الحمد لله رب العالمین و صلے الله علی سید المصطفی الاین المرسلین

و آله و صحابه و اتباعه اجمعین

الرساله الاحادیثه و التلکون سلوک طرق التعلیم بیان حقیقه الرضار و التسلیم

لا اله الا الله محمد رسول الله

نعمتهای الهی که بر بندگان خود افراخته نموده است غیر منهای است و حصصی
 اجناس و انواع آن از احاطه عقل و حیطه وهم و خیال بیرون است چه جای افراد و اشخاص
 آن و اگر فرضاً جزو شی از نعمتهای حسی اجناسی اکل و شرب مثلاً تصور کنند و در سهوا
 و آلات و اطوار و احوال آن تامل و تدقیق نظر نمایند مشکل که سر از آن بر آرند و مستیفا
 و مستقصای آن توانند نمود و محبوب و مرغوب ترین نعمتها بعد از ایمان و یابود است
 پروردگار تعالی عاقبت است و عاقبت اگر یعنی امن و سلامت از جمیع آفات
 و کمرومات ظاهرو باطن اراده نمایند خود شامل تمامه نعمتهای دنیا و آخرت افتد و لیکن
 معنی ظاهر و متعارف وی که تندرستی و صحت بدن است نیز نعمته است و دولت کوار است

ان از وی
 بلا عینه

و فکرا و مدار استقامت احوال باعث موجب عدد و افعال اعمال اوست چنانکه
 گفته اند دین درست و تندرست و گفته است **یا الهی تو تندرستی ده** + که تندرستی
 تندرستی به + و هر چه هست از عیش و کامرانی دنیا و افعال اعمال دین مبنی بر وجود عبادت
 و تندرستی است نعم اینجا طائفه هستند که بلا نعمت و مرض و صحت و رنج و رحمت و نصرت
 نزد ایشان بگذاشته معنی عافیت نزد ایشان سکون قلب مع اله است در هر چه
 دل باشد آرام گیر و برقرار بود عافیت است چه بلا و چه نعمت اگر دیگران را قرار آرام
 منحصر در نعمت راحت است ایشان را در رنج و بلا همین حال است **رحمت و نصرت**
 برای خود پرستان ده که ما + بلا و محنت هجران تو خود کرده ایم + و غالباً معنی
 یکسان بودن بقای نسبت و شهود و منت است یعنی آن نسبتی که با خدا دارند و
 یقیناً که بغیر و اراده اوست باقیست در راحت و نعمت مشاهده لطف و انعام
 اوست نمایند و در بلا و محنت نظر بر قهر و جلال او دارند اما آنکه تشویش در وقت تغییر
 در حال پیدا نشود و حال در کارخانه وجود منقبت و هر دو حال تمام مساوی بود معقول
 حال الهی افتد اینقدر است **بهر جا که باشم خدا امانت +** بهر گوشه که باشم
 خزانمت + گر پیش توام ذوق و ضالمت دارم + در مجبورم یا در جمالت دارم + و ناخوش
 و خوشی بهر حال که هست + فارغ ز تو نیستیم خیالت دارم + مدار بر تفاوت احوال
 سختی و نرمی محنت و ابتلاست تا بلا چه قدر بود و حال هر کس چه مقدار باشد **اللهم**
بحقیقه الحال وصل صبر بر بلا و رضا بقضای مقام اند که سلیمان را سلیمان وصل
 و قریب ایستادن درین دو مقام واجب است و فرق در صبر و رضاست که در صبر
 ملتی و کرامتی هست که طالب بتکلف خود را بر تحمل شداید و مکاره و برداشت تحمل
 تو میدهد و بنور بران میدارد و چون بصبر خود کرد و عادت شد ترقی کند و با در مقام
 رضایتند **صبر سخت** ولیکن بر شیرین دارد + یعنی دارد از چه جزای صبر که

در هر چه
 است

فوز بر بحیثیت و وجود و فرج است در دنیا و آخرت نیز شیرین است و در رضا سکون و
 آرام است ... که مختلف بدان راه بود و بعضی گویند بلکه حلاوت یابد و بلا را لذت
 شمارد و مقام رضایی مقام عالی است و بالاتر از آن مقامی در مقامات سلوک نیست
 چنانکه در احوال بالاتر از حال محبت حالی نه در رضایم از محبت خیز و هر چند محبت غالب
 رضا قویتر از اینجاست گفت آنکه لغت الرضا و جدان الحلاوة فی البلاء اما اینجا نکته است
 که بعضی محققین گفته اند که رضا از مقامات قلب است یعنی اگر قلب برقرار بود و از
 صفت اوست محفوظ گردد و در رضا حاصل است اگر چه نفس و طبیعت بنحیثیت خود ضطر
 گونه داشته باشند و المی باشند مادام که در سکون و آرام دل تسویش و اضطراب
 نیابد و از آن حیثیت که فعل محبوب است مرصی و محبوب و لذت یابد مثلاً محبوب اگر پیشتر
 ز لذت با دراک الم نرزد طبیعت بنحیثیت مکروه و نا ملایم خواهد بود اما چون از دست
 محبوبست و باعث التفات و عنایت اوست لذت و محبوب نماید کل سستی من المله مله
 در طور محبت مجازی در جور و جهای محبوب شود بر وجود این معنی توان یافت و
 استعمال در وی تلخ بامید شفا نیز مثال آنست زیرا که حکم طبیعت اختیار می است
 و بنا بر این مقامات بر اختیار است یارب مگر شعور نماند و تمیز بر خیزد و این حالت سکون
 و استغراق است که مستان و مجذوبان را بود و صبر و رضا و امثال آن بمقام
 هوشیاران و بیداران است که ایشانرا اهل صحو و تکلیف خوانند و مجاذیب و مجازین
 ازین کمالات نصیب نمیشود و لهذا عقلا و بر مجانبین فضیلت نهند قال عوث نقلی
 اشیح محی الدین عبید القادر الجیلانی قدس الله روحه و اوصل الی بنا بر کانه و توجیه
 الله عباده عقلا و مجانبین و العقلاء افضل مگر چنان افتد که سطوت سلطان محبت
 تمامه قوی و جوارح غلبه آرد و در تمامه لطایف و مشاعر سرایت کند و همه بر امتثال
 حکم سلطان محبت متفق و متحد شوند چه روح و قلب چه نفس و طبیعت چنانکه در حد
 ای

سید عارفان و کاملترین کاطان علیه من بصلوٰة مفضلها ومن التسلیمات الملهبا
اشارتی بدان واقع است که اللهم اجعل حب الی من نفسی اعلی و اعلی من
الماء البارد الی العطشان فرمود خداوند بگردان محبت ترا نزد من محبوب تر از شیر
من اهل من مال من و محبوب تر و شیرین تر از آب سرد نزد تشنه از اینجا معلوم گردد
که غلبه محبت تا آنجا رسد که در طبیعت نیز سرایت کند و از دوستی و لذت آب سرد و
شیرین که حیلت آدمی زاد نزد تشنگی بر آنست و قطعاً اختیار را در آنجا مداخلت
غالب تر آید و در اینجا نکته دیگرست باریکتر و بلند تر از اول که این غلبه محبت ترا
در تمامه قومی و لطایف گاهی بجهت مزج و خلط این لطایف و عدم تمیز احکام و آثار
آنها اتفاق افتد و این نیز در محاذی اهل سکر بود که در کشور وجود ایشان بصلوٰة
و بی ربطی است و احکام و آثار قلب نفس بطور قلب طبیعت بی تفصیل و تمیز در هم
و بر هم گشته گاهی این بران غالب آید و گاهی آن بر این گاهی نفس بطور قلب
و گاهی قلب بر نفس بر آید و از استخراج و اختلاط آنها احوال غریب در نگار
بدیع نامضبوط نامشخص پیدا آید که تحقیق حکم نتوان کرد که ناشی از کجاست و مصدر
آن چیست بخلاف ارباب صحو و تکلیف که کارخانه وجود ایشان متنسق و منتظم بود
و هر چیز ایشان بجای خود باشد متر در مقام تجرد و انفراد بود حدانیت ذات حق
متصل از روح در مقام شوق و در او محبت مولی سبحانه متعلق و قلب در معرفت
اسما و صفات دی لغالے و تقدس از آنچه تعلق بعلویات دارد ثابت و نفس
طبیعت در ادای حقوق و وفای حطوظ و احکام و آثار سفلیات مشغول آنها
مانع ازین و نه آنها شافل از ان نه مزج و خلط را در صفای وقت ایشان
راهی نه هیچ حال غلبه اسطالی و احکام و آثار و احوال و افعال بهمین نظر
جداجدا بر وجه استقامت و اعتدال موافق حق مطابق حکمت بوجود آیند و همه

در کارهای خود مستقل و مستبد و معتدل نهند و هیچ یکی از دایره حقانیت و استقامت
 و اعتدال بیرون نیندازند این کمالاتی خاص جامعیتی مخصوص است که بر وجه اتم و اکمل
 جز در جوهر ذات بابرکات سیدالسادات صلی الله علیه و سلم که اتم مظاہر و انور شارح
 و ابهر و اکمل خلایق است موجود نباشد و در غیر ذات شریف وی در بعضی از کمال اولیا
 از ارباب تکمیل تفاوت استعداد و متابعت و استمداد از مقام محمدی بر تو این نوز
 و اسع و محیط نیز افتاده و الله علم و به کل شیء علیم سخن بجای دیگر افتاد و مقصود بیان
 حال ضعف و ناتوانی و وحشت و حیرانی خود بود که با وجود ضعف پیری که در دینی و دوا
 و مرض بمعالج است بیماریهایی غریب و ضعیفها شکر استیلا یافته و ملازم وقت
 و حال این شکسته بال گشته نزدیکت که از سطوت آن قوت حرکت بدن و
 سکون قلب فراغ وقت و سلامت حال وی بعدم آرد و بنیه این حقیر در اصل ^{صلطت}
 افتاده تمام عمر بشقت و ریاضت گذرشته و الان پریها در یافته و بیماری علاوه
 آن شده دیگر چه حال باشد محمد علی کل حال بجز صبر چاره نیست و از رضا و تسلیم
 گزیرنه آواز کوس جیل بگوش میرسد و جای تغافل نمازده اگر بکم جلیت غفلت ^{ظلمت}
 گردد آن دیگر است و بحقیقت مثال اهل عالم در غفلت و هوشیاری بدین است
 که مشاخصه در شکر گاهی افتاده از بارگاه سلطان آواز کوس جیل می شنوند
 و استعداد سفر میکنند و دل از اقامت گاه بر میدارند ناگاه زمانی آواز کوس
 فرو نشست خافل شدند و خواب غفلت رفتند و گمان بردند که مگر حکم سلطان
 با اقامت شد باز آواز کوس آمد باز سر برداشند و متنبه گشتند باز فرو نشست باز خافل
 شدند همچنین عمر درین غفلت و هوشیاری می رود و میگذرد روزی باشد که حکم
 جیل واجب و تنعم گردد و بر بستن بار سفر ضرورت افتد استعداد آن خست یا ناخوش
 باید رفت و خواهی نخواهی دل ازین سراچه فانی برداشت تا آنجا که می روند چاره

ناید انجا همه بقادر بقا و عیش در عیش و ذوق در ذوق و سرور در سرور است ان شاء الله تعالی
 لاله الا الله محمد رسول الله عاقبت بخیر باد

الرساله الثانیة والمشکون مشاهده الابرار بین تجلی والاستتار

لاله الا الله محمد رسول الله

نافعترین کارها درین زمانه مطالعه کتب قوم است که در باب مضایح و تهذیب نفس
 نوشته اند طالبان خیر و طالبان کار را که در نفوس ایشان استعداد قبول نصیحت
 نهاده اند بسی مؤثر و مفید افتد و آنچه در قوت و استعداد ایشان کاست است بفعول آرد
 و باعثه عمل قومی گرداند و عقده ایمانی را که بیاضت سباب ملاست اغیار کهنه
 و فسرده شده باشد تازه کند و نوبت بخشد که ایمان را کهنگی و نوی و تازه گی و فسرده گی میباش
 و در ایم بر یک حال بیک سوال بودن محال است جد و ایما نیکم بقول لاله الا الله ان
 است صحابه رضوان الله علیهم با هم در میگفتند که بیایید سعی بنشینیم و بذکر لاله
 لا اله الا الله ایمان نو گردانیم اگر چه ایمان در دلیکه در آمده و ایم و ثبات و بر جای خوشت
 و چون در دل جای گرفت هرگز بد نرود و لیکن بذکر حق و تذکر توحید نورانیت آن
 گیرد و از درون بیرون افتد و پرده از جمال یقین بر افکند و آتش شوق را نیز گرداند
 چنانکه آتش در زیر خاکستر پوشیده بود چون بجادند تاب گرمی آن پیدا آید زباده
 بر آن چنانکه آئینه زنگ خورده بود چون صیقل کمند روشن گردان قوم را اخلا
 است که عارف را شهود حق دایم باشد یا نباشد چه گویند باشد و بسیار بر آنند که شایسته
 اشاره باین معنی کرده است حافظ دوام وصل میرفتی شود و شایان کم است
 بحال گد کنند مشاهده الابرار بین تجلی والاستتار که گویند اینست روح است
 که عقده ایمان در ربط قلب اتصال سر لید از آنکه بر تیره یقین رسیده و بحقیقت تحقق
 و حصول یافته دایم برقرار خود است و لیکن لعمره نورد و شعله ادراک انکشاف تجلی گاه گاه

لی مع الصد وقت بر قول کسی که آنرا بر گاه گاه حمل کند گوید الوقت سیف قاطع و
 برق لاسح باشد اینجا سبب است اما احوال عموم عارفان اینچنین خواهد بود و قیاس حال حضرت
 وی صلی الله علیه وسلم بر آن درست نیاید رحمت با دبران که گفت مراد بوقت اینجا
 است ای لی مع الصد وقت و ایم ستم یعنی قیاس حال اندازده وقت من بدگیران
 نکند که گاهی باشد و گاهی نباشد اینجا تحول تغیر و غالبیت و مغلوبیت و بلند و پست
 و زیر و بالا نبود که شاید حقیقت که حقیقت جامع او است صلی الله علیه وسلم در مقام
 وسط و اعتدال است مکن و ثابت و مرآت شهود که قلب شریف او است در عایت تدویر
 و صفالت و نورانیت و شهود که ذات حق است لایزال محاذی و مقابل آن افق
 و تجلی نموده چنانکه هست هست تغیر و تبدیل از کجا باشد انوار صفات که در هم و بر هم
 ساز و در بیرون است اما در رون جزو ذات زود ذات تحول تفاوت نبود اما
 اینجا نیز میگویند که اگر یکاوند و تاق نمایند دوام وقت با اتصال بطیفه سیر ملک خضیه
 و لطایف دیگر که نفس و قلب و روح است تجلیات صفاتی محفوظ و هموار باشد قیاس
 بمقتضای اصطلاح و قاعده که قوم نهاده اند و در بافته نیست با حقیقت آنست که حال
 آنحضرت صلی الله علیه وسلم از همه خداست و کیفیت آن بکنه ادراک نتوان کرد و هر که از آن
 بقیاس حال خود چیزی گوید و بیان کند گویا بگمان خود تاویل و مشابهات کرده باشد
 و با علم تاویل الا الله هیچکس او را چنانکه او است جز خدا نشناسد چنانکه خدا را چون
 کسی نشناخت در خلوتیکه او با خداست همه بیرون در اند خداست و بنده طالب است
 و مطلوب محبت است و محبوب شایسته و مشهود و قاصد است و مقصود آن یک
 خداست و دیگری او در آن یکو جز خلانی نتوان کرد که خدا خداست و او بنده آن
 عنوان است دیگر که طالب مطلوب محبت محبوب است بتعین حکم نتوان کرد که طالب
 کیست مطلوب که و محبت کیست و محبوب که ام هر دو هم طالبند و هم مطلوبند

صلى الله عليه وسلم
 حال شریف
 در مقام
 وسط و اعتدال
 است مکن و ثابت
 و مرآت شهود
 که قلب شریف
 او است در عایت
 تدویر و صفالت
 و نورانیت و شهود
 که ذات حق است
 لایزال محاذی و
 مقابل آن افق و
 تجلی نموده چنانکه
 هست هست تغیر و
 تبدیل از کجا باشد
 انوار صفات که
 در هم و بر هم
 ساز و در بیرون
 است اما در رون
 جزو ذات زود ذات
 تحول تفاوت نبود
 اما اینجا نیز
 میگویند که اگر
 یکاوند و تاق
 نمایند دوام وقت
 با اتصال بطیفه
 سیر ملک خضیه
 و لطایف دیگر که
 نفس و قلب و روح
 است تجلیات
 صفاتی محفوظ و
 هموار باشد قیاس
 بمقتضای اصطلاح
 و قاعده که قوم
 نهاده اند و در
 بافته نیست با
 حقیقت آنست که
 حال آنحضرت
 صلی الله علیه
 وسلم از همه
 خداست و کیفیت
 آن بکنه ادراک
 نتوان کرد و هر
 که از آن بقیاس
 حال خود چیزی
 گوید و بیان کند
 گویا بگمان خود
 تاویل و مشابهات
 کرده باشد و با
 علم تاویل الا
 الله هیچکس او
 را چنانکه او است
 جز خدا نشناسد
 چنانکه خدا را
 چون کسی نشناخت
 در خلوتیکه او
 با خداست همه
 بیرون در اند
 خداست و بنده
 طالب است و
 مطلوب محبت است
 و محبوب شایسته
 و مشهود و قاصد
 است و مقصود آن
 یک خداست و
 دیگری او در آن
 یکو جز خلانی
 نتوان کرد که
 خدا خداست و
 او بنده آن
 عنوان است دیگر
 که طالب مطلوب
 محبت محبوب است
 بتعین حکم
 نتوان کرد که
 طالب کیست
 مطلوب که و
 محبت کیست و
 محبوب که ام
 هر دو هم طالبند
 و هم مطلوبند

در محبوب بوجهی او طالب این مطلوب در مرتبه دیگر او مطلوب این طالب در بی بدایت
 که حقیقت یکیت من تلح الرسول فقد اطاع الله و بعد از آنکه در فوق آید بهم زیاده برین
 چه گویم کفرهای حقیقی در سینه در نیابت مضمست که اگر آنرا بیرون افکنم صد ایمان بجا آید
 از آن بر شک آید اسرار در پرده بهتر و ناگفته بدو اگر گویند چیزی بگویند که تعلق بجا آید
 کار همین است که جمال محمدی را بقده محبت و در وجود با زند و بطاهر و باطن متوجه
 بدان باشند چنان و چند آنکه در نور وی محمود فانی شوند و جزوی مطلوب مقصود نما
 و مشغول و مشهود و بنود و براه متابعت وی روز باطن بعلوم و اعتقادات که وی تعلیم کرده
 معلوم و ظاهر با جمال و طاعات که حکم فرموده مشغول از زند و از هر که غیر ذات می و هر چه
 جزوین وی است فارغ و سبزی باشند حق و صدق همان دینی که وی آورده و راست
 و درست همان راهی که وی نموده و فرضا اگر در عمل تقصیری رود باید که در اعتقاد مقصود
 بنود و اگر در کوشش سستی پیدا آید در کوشش درستی باید و اگر عمل اعتقاد و کوشش در کوشش
 پر در جمیع گردد کار تمام بود دیگر چیزی معنی باید اینجا راهی است بسی نزدیک روشن آن
 مراقبه جن و جمال تصور حلیه با کمال اوست صلوات الله علیه و سلم تصور آن در جمیع احوال
 محبت و اجلال نصب العین بصیرت ساختن و تخمینه را بوی بر بستن دوام بدیده خیال
 بر ایط محبت در وی نگریستن در خلوت احضار آن نموده بوظیفه صلوة بنعت توجه و حضور
 مشغول شدن و بزبان و عار و مناجات تضرع و تعلق نمودن و بلسان حال شکرها
 خرابها خود عرض کردن و امداد و اعانت از حضرت وی خواستن و عاشقی با و نیا زنده
 که در وقت حضور محبوب دست میدهد و زبان تجیر از کشف بیان آن قاصد است که
 کار آوردن نزد بیکتر و روشن تر ازین راهی نیست و آنها که رسیده اند با این راه
 رسیده اند و ازین راه بپوسته در زمین از جناب سالت کشا که در و باطن بنویز
 منور شود و جمال حال بخلیه محبت آراسته آید و حفظ عصمت آبی از جمیع مخادف و مکاره

در این کتاب
 در بیان
 در بیان
 در بیان

نگاه میان وقت کرد صدق میاید و طلب بعد از وجود این دو صفت وصول بسبب
 مقصود آسانست اما صدق طلب کو و طالب کجا کسے هست که بیشا به غرض و تکلف از
 جناب عزت فقدان ماسوا در خواهد و از هر چه ماسوا او در صفا دوست مبری گردد و هیچ چیز
 و بیچکس او را ازین مطلب مانع نیاید و قطع تعلق از همه کند و پای بند هیچ چیز نماند و هر
 همیشه گرفتار نفس مطالب ماسوی هست نهایت ترقی وی در نیقام طلب کمال نفس و
 ظهور آثار اوست و چون آن نیز بی شائبه وجود هستی نیست از حقیقت خدا داخل
 که ترک اغراض دنیا و احوال آخرت است محروم باشد مآلودگان چند دروغ زن که
 با چندین آلودگیهای طبیعت و خواستهها نفس دعوی طلب این راه و محبت حضرت
 آنکه میکنیم چه گوئیم مشکل آنکه با وجودنا اهل بیت نبی استعدادی ترک این هوس نیز نمی توان
 و ازین راه باز پس نمیتوان آمد و بودن بر مشکل و جدائی مشکل به سخت گری کار
 افتاده است بگر خدا بکشاید و اگر با وجود این ناقصیها و آلودگیها فضل و رحمت عز
 کار خود کند و بجلالت که خاصگان در گاه خود را عطا فرموده مخصوص گرداند قادر
 و فعل او را علتی نیست همین قدرت است که در امید و بیم دارد و نا امید هم نمیتوان
 و این نیز نتوان بود الا ایمان بین الخوف و الرجاء ای باریک است اما روشن است
 بس کار غریب بے مشکل آسان چون جبر صراط است بسی روشن باریک
 بهر حال شکر است بحد علی کل حال و احوذ بالمد من حال اهل النار لا اله الا الله محمد

الرسول اسد و العاقبة بالخیر

الرسالة الثالثة والثلاثون لتعظیم لامر الله والشفقة علی خلق الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

تعظیم لامر الله والشفقة علی خلق الله و شہید بازو دین مسلمانی است که بجز
 آن بنده را بتمام قرب رخصا مولی تعالی رسیدن محال است و تفاوت

سالکان این طریق در سرعت سیر و قوت سلوک قربانان وصول بحجاب حق براندازند
 قوت این دو بازوست هرگز اندر این دو بازو بیشتر و قویتر رسیدن او بمقام قربانان
 و تودرترو تا تعبیر از ان بقوت بازو و کرم اشارت بانکه قوت سلوک سرعت وصول به
 این دو صفت بعد از مساعدت عنایت و توفیق بجای رسد که سیر در قمار بعضی
 بشا بطیران افتد که در طرفه العین مسافتهای بعید بدان قطع کنند و در یک عمت
 و یک لمح بجای رسند که دیگران بمدت عمر باشند مجاهده و قوت عمل نتوانند رسید
 مردان حق بیال محبت چو برینند اول قدم بکنکره عرش جاکنند باز صفت
 اول ازین دو صفت که تعظیم لامر الله است رعایت آن اہم و اقدم است و سمیت
 و حصول قرباتم و اکل گویا بشا بزبونی راست از جانور و دست راست از آدمی است
 و قدرت بر عمل قوت در سلوک بدان سخت تر و استوار تر بود الشفقة علی خلق الله اگرچه
 در تحصیل نسبت الفت و محبت و استجلاب فیض و رحمت و رعایت علاقه جنسیت
 سلوک طریقیه انصاف و شکر گذاری مولی تعالی و تقدس مقامی عالی و مرتبه رفیع دارد
 و دلیل است بر سلامت فطرت و علو بہمت و ذکا و طبیعت و موجب ثواب جزیل و
 ذکر جمیل در دنیا و آخرت و باعث قرب رضا خداوندست تعالی اما مقام تعظیم لامر
 عالی تر و شان و مرتبه وی در اعلا کلمہ اسلام و شنید و تائید امر دین و ملت بالاتر
 از انست و بحقیقت هیچ صفتی و هیچ کاری که باعث قبول و سفید روی مرد در بارگاه عز
 و در گاہ نبوت تواند شد بالاتر از ان نیست که در تقویت دین و ملت و ترویج و تائید سنت
 کوشد و در ان بذل مجھود نماید و در سواد آن شکر اگر چه تن تنها باشد سفیر اید و تعظیم لامر
 باقتضای امر و نواہی شریعت باشد که آنچه فرموده اند که بکنند و از آنچه باز داشته اند
 که بکنند باز مانند پس بنا بر اسلام راد و رکن آمد امثال او امر واجتنب از نواہی باز این
 نواہی اہم و ادخل است در سلوک طریق حق و وصول بمقام قربانان تعالی او امر بر

حضرت مولانا
 صاحب
 کرامت

پر بر سر هر چهار را که اگر از انگشت هر چند هزار او بیدار شایه بخورد فایده ندارد و شفا نیابد اما اگر
 در پر بر سر احتیاط کند و در رعایت آن مبالغه نماید امید داری صحت تمام است اگر چند شانه
 که دیر تر افتد ولی بر سر استعمال او بیهوشتصا در آن سودمند نباشد مگر اگر هر دو جمع شود لابد
 کار تمام تر بود و حصول شفا زودتر دست هدایت شیخ طریقت قدس الله تعالی بسرا بر سر گرفته
 که مبالغه و استقصا در تقوی و اجتناب از محرکات و مکروهات و مشتهیات مهم و او دخل
 در حصول مقام قرب و حصول اگر در باب امثال بر فراغین و واجبات و سنن و آداب
 اقتصار نمایند و در اجزاز و تکثیر نوافل معبادات نکوشند و حصول مقصود کافی است
 اما تکثیر نوافل و مستحبات با ارتکاب محرمات و نهیات چیزی نیست و ترک نوافل بسیار
 در آن با تقید بنوافل مبالغه و استقصا در آن از غرور نفس و فریب شیطان شمرده اند
 و بجهت تعظیم امر الهی باقتضای او امر و نواهی است یعنی کار کردن با آنچه امر فرموده باز نماند
 از آنچه نهی کرده اما مخفی نماند که در تعظیم امر الله اشارتی کرده که میباید فهمید یعنی آنچه
 عمل و تقوی بر حسب طاقت آن قدر که تواند تعظیم امر الهی بزرگ داشتن آن بغزت نظر کردن
 در اصول قواعد شریعت و همیبت و عظمت و اعزاز و احترام اهل زمین که مستحقان
 و مقبولان حضرت نبوت اند و خوار داشتن و پس انگندن و التفات نماندن و احتیاط
 نکردن اهل بدعت و ضلالت و اسجاد و اباحت را که دوران و مردودان این گناه
 مهم تر و ضرر دتر از آن است اشاره لتعظیم لامر الله بدین است ایمنه بن رضوان الله
 علیه گفته اند که قتل ملاحظه و زمانه حکم زنده گردانیدن پیغامبران دارد که دین
 و شریعت بنهاده ایشان است هر کویکی از اینها را خوار داشت و فانی ساخت گویا
 پیغمبر را عرت داشت باقی گردانید و این خود طاعت است که بر که مخالف راه در پیش
 هر طریق کسی است و داشت و تعظیم کرد و گویا آن کس را خوار داشت و تحقیر نمود و هر که مفت
 حال تابع طریقیکه تعظیم داشت کوفی او را تعظیم داشت چنانکه گفته اند دوست

دوست دوست درین دوست و دشمن دشمنی است باقی دعوی بیدلیل است
 و در باب محرمات و نامشروعات نیت دخل ندارد و گویند نیت کسی معلوم نیست که
 چیت و نیت نیک میباشد محل اعتبار ندارد و لغم اصل نیت نیک است اما نیت نیک
 آن بود که بدان کار نیک بکنند نیت نیک کار بد یعنی چه و باید دانست که نیکی و
 بدی بحکم شرع است هر چه فرموده شرع است نیک هر چه نافرموده او بد و حقایق
 نوشته اند الحسن با حسن شرع و قبیح با قبیح شرع یعنی فعل نیک همان که شارع گفت
 که بکن و بد همان که گفت مکن و بی کن مکن شارع فعل حسنی و قبیحی نبود و عقل را در اینجا
 دخل نیست و حکمی نه که بگوید این کار نیک است و این بد اگر گویند که این سخن خلاف
 معقول است و معصوم نفس الامر چه بر سر داند که علم و عدل وجود و توابع مثلاً نیک
 است و جهل و ظلم و غفل و کبر بر این معنی این یک حکم عقل میتوان دانست و حکم وحی بی شبهه
 در اینجا صحیح است بی توقف بر شرح فرضاً اگر شرعیت نبود این حکم عقل بجای خود
 بودی جوایش آنست که اولاً باید دانست که معنی نیک و بدی در اینجا چیت تار شدن
 گردد که آن حکم شرع است نه حکم عقل نیک و بدی دو معنی دارد یکی آنکه صفتی و کاری
 در حد ذات موجب کمال بود و مردم آنرا بستانند و متعلق مدح گردد و یا موجب نقصان
 بود و خلوق آنرا نکوهش کنند و متعلق ذم گردد و این حکم عقل و عقلاً میتوان دانست اما
 مراد نیکی و بدی در اینجا آنست که در آخرت موجب ثواب عقاب گردد و همچنین جز بحکم شرع
 نتوان دانست و عقل را در اینجا دخل نیست اگر کاری بود که مردم آنرا بستانند و کمال
 دانند و شرع اذان نمیی کرده موجب عقاب آخرت گردد و اگر ایشان ناپسندیده دانند
 و شارع بدان ابر کرده موجب ثواب آید عقل را در دریافت آن دخل نبود و عقلی آن حکم
 شینا و بهر نیز لکن عقلی آن تجویب شینا و هموشه لکن شامل این حکم نیز تواند بود و ترتب
 ثواب بر صفات مذکور از علم و عدل وجود که گفته شد بنا بر اینست که شارع تعالی و

و تقدس بدان امر فرموده است و عقاب بر اصدادان صفات بجهت اینی اوست
 و اگر زان بودی تجسین و تقبیح عقل ثواب عقاب بدان بازگشته عقل چه در یابد که
 اگر در روز بخت و نهم رمضان بخورند عاصی شوند و اگر فردای آن روز که روز عید باشد
 نخورند آثم گردند حکم شرع است چیزی دیگر نیست و اتبع رباح القصد و حیرت
 سارت + و سلم سلمی و در حیرت و ارت + و اینجی نکته دیگر است که واجب است بران
 تنبیه کردن و آن اینست که باید دانست که بنا و مدار تمامه کمالات و جواهری و شامل
 سایر حسنات این دو چیز است نیت صحیح و عمل صحیح اگر این هر دو جمع گردد و بسی نادر
 افتد که جمع گردد کار تمام بود و دین مسلمانی کمال پذیرد نیت صحیح همان بود که کار
 که کنند بر خدا کنند و بقصد تقرب و طلب صفا و بامید ثواب آخرت کنند این
 در اکثر خلق از فرق درویشان و اقسام و طوائف ایشان پیدا میشود حتی که ملنگان
 آتش فروزان که هم در دنیا بغضب آتش گرفتار اند و بر بندگان که حکم حدیث نبوی
 لعن الله المناظر و المنظر محل طرد و لعن الی اند و غیر ایشان همه بزعم خود و اعتقاد
 فاسد خویش نیت صادق دارند و سلوک طریق قرب حق می نمایند و تقرب حق میجویند
 اما عمل صحیح که تا بمقصد برسند و روی مقصود ببینند و عمل صحیح آن بود که مرئی
 حق و موافق طریقه دین و شریعت و فرموده شارع باشد یا ضرتها و مجاهد یا باید که
 موافق طریق حق و مرضیات الهی باشد تا اثری آرد و اعتبار را شاید معنی مجاهده
 در ریاضت چیرت یعنی نفس را بر روز و مشقت موافق حق ساختن و منقاد و مطیع نشدن
 گردانیدن و همچنانکه نیت صحیح بعمل صحیح صورت می بندد بسا که یکی را عمل صحیح دست دهد
 و موافق فرموده در ظاهر کاری میکند اما نیت صحیح ندارد و بریاد سمعه میکند این شخص نیز
 از ثواب آخرت در صحت محروم باشد که انما الاعمال بالنیات پس نیت صحیح و عمل صحیح
 هر دو باید تا کار کشاید و بالله التوفیق و مقصود از آنکه گفتیم مجاهده در ریاضت بمیوقت

حق اثری نیار یعنی اثری که باعث زیاده نوز ایمان و حصول رضا حق و سفید روی
در روز جزا و نجات از عذاب سبب اجرو ثواب گردد و الا باشد که بعضی ریاضتها و مشقها
که جوگیه اهل کبانت را میباشند و از بعضی بی ریاضت نیز بکند و استدرج ظاهر میگردد
و اثری در کشف بعضی عمالم و ظهور چیزهای جنس خوارق عادات و تسخیر بعضی ارواح
خبیثه از جن و انس که ایمان و عمل صالح در آن شرط نباشد پیدا کند چنانکه در آب روی نماید
و در بول نیز با وجود آن پاکست و این پلید و از نجاست اصرار و اینها که این خطا
کاران در کفر و گمراهی خود و اعتقاد و انقیاد بعضی نادان و ساده لوحان و ناستوار
قدمان در اعتقاد و مسلمانی با ایشان ازین همه گذشته تقوی مصلح موقوت باری
ایمان اعتقاد خود باید و گردید و میل بجانفان دین کردن و اغراض ایشان نمودن
بسا بده و تقابل از ملاحظه دین صورت معقولیت مبنی بند و هر که مسلمانست و تلفظ
بکلمه شهادت دارد و در زمی اسلام بود و بر طریقه مسلمانی میرود و از وی اگر صدحیثیت
بپوشند و عزت اسلام و حرمت ایمان وی از دست ندهند که اهل لاله الا الله همه
اهل عزت اند هر چند اسیر شهوت نفس شهند و در قید معصیت گرفتار آید فایت آنکه
اجرامی احکام شریعت و اقامت حدود و دین بر ایشان بکنند و خود اگر این نسبت
ایمان درست باشد هرگز نخواهد گذاشت که آلوده معصیت گرداند و اگر نیز گردد آخر
نور ایمان غالب خواهد آمد و ظلمت معصیت زود بعفو و مغفرت الهی و شفاعت و
درخواست حضرت رسالت پناهی پاک خواهد گشت آشنائی و دوستی با جناب باید کرد
گرمایان هرگز رعایت دوستی و آشنائی از دست ندهند و تو گویا ما را بان مشه
یاز نیست با گریبان کار با دشواریست و ایمان بسی عظیمست آنرا حقیر نتوان شمرد
قطب الوقت شیخ ابو الحسن شافعی قدس الله روحه میفرماید که کشف کرده شود نوز ایمان
مومن عاصی بپوشد و بر کند آسمان و زمین را چه جا مومن مطیع و فرود اگر ام کن مومنان را

اگر چه عالمی هستند و امر کن ایشان را معروف و نهی کن از منکر و ترک ده حجت ماسفاران
 نه بطریق تقدیر و تکبیر انتهی اصل ایمان است و باقی همه فرج آن عم ایمان باید خورد و اگر چه
 ایمان و بقای آن آسان مینماید ولیکن بسیار مشکل است و جز بفضل الهی آنرا کسی نمیتواند
 ازین جهت گفتند ایمان جز سلامت بلب گور بریم + احسنت زهبی چستی و جالالی
 و اگر نور ایمان با نور طاعت جمع گردد و نور علی نور یهدی الله نوره من ایشاء و یضرب
 الله الامثال للناس الله کل شیء علیم سخن دور و دراز می رود و اینقدر بس است که بس کتم
 مرزیر کا از این بس است + بانگ دو کردم کرده در کس است + حق سبحانه عاقبت تمام
 کارهای دنیا و آخرت را بخیر گرداند و از دنیا گره از دل ناکشوده و جمال مقصود نامنوده
 نبرد از هر کل شیء قدیر و با جابیه و عار الراجحین صدر و صلوات الله علی محمد و آل و صحبه وسلم

الرسالة الراجية والثلاثون بدایة الانام الی القسب بالشرایح والاحکام

لا اله الا الله محمد رسول الله

والله يقول الحق و یهدی السبیل اصول بمقصد را در چیز باید اول آه شناختن دوم
 راه رفتن در روش راه رفتن و طریق سلوک آن دانستن و داخل شناخت آه است
 چه هر که راه نمود روش راه رفتن را نیز بیان کرده و طریق سلوک آنرا تعلیم نموده است
 و راه راست باید تا بقیین بمقصد رساند و زود و آسان رساند که آفت در راه را
 بسیار باشد و راه راست بحکم نص قرآن مجید عبادت است قال الله تعالی ان الله
 و ربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم و اقام عبادات بی شمار است و هر یک از آن راه است
 بجناب قرب حق الطرق الی الله بعدد الناس الخلق که گفته اند این یعنی دارد اگر یکی
 غیر این اندک خدا کند و در در ط صلاحت و اتحاد و راه نایند و روش آنرا
 بیان کنند و غیرست صد هزاران دره و در جان پاک و در اهل بیت مطهر و باران
 عالیقدر و اباد دیگر همه پروان او بیند هر که پیروی او کرد و بر فرموده او رفت نیزل مقصود

رسید باقی همه صلوات و محل خوف و خطر است که کسانیکه زمین راه برشته اند و فرشته
و بسیار سرشته اند و آفت سالکان در زمان ما ناشناختن راه است که بر طریق
اصل و براه اتباع نرفتند و طریقهای مستحذ و راه های مبتدع که بعضی حکیم جل و سل طبع
و بعضی بجهت اشتباه و التباس و بعضی بعلیه خال و طمع سکر و بعضی بقصد علاج مرضی که
مخصوص وقت حال ایشان بود پیدا کرده اند تلویح شده و اعتقاد کرده که طریقه های
موصول مهورث قریب اینهاست و طاعات و عبادات و احکام شرایع شغلهای ظاهر
و عادات ارباب ظاهر شغلهای درویشان دیگرست بلکه گویند که اینها برای مدت
عامة است طریق خاص جز این است و گویند که نماز و روزه کار سوره زنان است و کمال
مردان دیگرست و خطا و غفلت این ناخاان در اینجا است که نمی فهمند که شیخها و کارها
بیان کرده و بنهاده اکیست و فوائد و نتائج اینها چیست و میدانند که بعثت انبیا خصیصا
سید سل صلوات الله و سلامه علیه و علیهم که مبعوث از برای تقیم مکارم اخلاق و تکمیل
افعال است از برای هدایت خلق و تکمیل عباد و تقریب ایشان است براه رشاد و سداد
اگر افعال اعمال که ایشان فرموده و طرق و سبیل که نموده اند مقرب و موصل نباشد دیگر
چه خواهد بود اما اکیست که آن افعال اعمال اینجا که شرط است نکند و سخت شهود و مراد
که بعضی احسان است که الاحسان ان بقدر بیکانکه آه فان لم تکن تراه فان یراک سبحان
آرد و این راه را اینجا نچه نموده اند سلوک نماید از اینجا است مست اعتقادی اهل ربط
با حکام شریعت که آنرا بشرایطه و آداب چنانکه باید ادا نکرده و نتایج و ثمرات آن را
در دنیا قند پس براه تردد و انظار رفتند و در ورطه حرام و خسران ابد در ماندند این
کوتاه نظر آنرا باید که اگر از تقصیر و کوتاه اندیشی خود از دریافت اسرار و انوار ان
درین نشم محبوب محروم نشستند باری اعتقاد ایمان نگاه دارند و سر رشته از دست
نهند و بدانند که آن آورده اکیست و در نشاء دیگر خیرای آن چیست و نتیجه آن چه خواهد

در بیان
تذکره

نفس ما اخفی لهم من قرۃ العین میفرماید که هیچکس نمیداند که چه پنهان کرده شده و پنهان
 شده است هر شب خیران و پهلوان بستر راحت دور دارندگان و از لغتهائی که
 پروردگار تعالی بایشان داده است و عطا نموده اتفاق کنندگان را از آنچه
 قرار و الام و لذت و سروری چشم ایشان گردد و در روز آخرت از نعیم بهشت و دیدار
 مولی که اینهمه فضل و کرم مولی تعالی اثر نیتجه عمل بندگان داشته است چنانکه فرموده
 جزا ربها كانوا یعملون عزیز من اصل ایمان و عمل است که درین جهان در پس پرده
 فضا دل آروشن گرداند و مسجد را بلذات و منونهای بهشت شهود مولی تعالی
 بصیرت در ذوق و شوق داشته ظلمت کفر و حجاب ابرو و اید همین نور در آن عالم
 تمام تر و فرخ تر و لطیف تر گشته چنان شود که آن ملک پامان را فرا گیرد و محیط
 گردد و عیاناً نعیم جنت را بدست آورده خدای بمشیل مانند را ببصر نماید و یکسر
 حجاب از میان بر خیزد و قطعاً پرده نماید و خطای دیگر که این خطا کاران کرده اند
 آنست که شروع عمل را موقوف ایمان کامل داشته اند و هم از اول یقین میطلبند
 و میگویند تا یقین نشود که حقیقت کار چیست عمل نکنیم باین راهزنی دیو جهل بر یکار
 و در گونظمت و بطالت افتاده میگذارند در این صورت نه عمل بودند ایمان حسرت دنیا
 و الآخرة ذلک الخیر من بین و ندانند که نورانیت ایمان بعمل قوت پذیرد چنانکه
 توفیق عمل با ایمان زیاده تر گردد و نور هر دو متعکس متلازم افتد و در حقیقت یک نور
 است که در دل تصدیق است و چون بر زبان آید قرار گردد و هر گاه در اعضا
 و جوارح سرایت کند اعمال خیر نور علی نور بپدی الله نور من یشاء در اول
 ایمان اجمالی تقلیدی شروع در عمل باید کرد و پامی بر بطا توفیق نهاد تا وجود همه
 نورانی شود و ظلمت تقلید بنور تحقیق مبدل گردد و صور تفصیلیه یمانیه از پرده اجمال
 جلوه گردد و آن مجذوبان و مجبوبانند که ایشان را در اول فطرت بنور شهود نمود

از نور

و بدولت قرب و حضور مخصوص فریده اند اما آن نیز نور وجدانی بسبب و جذب بهم اجمال
است که بعد از نزول در دو مقام سلوک تفصیل احوال مقامات کمال در یافتن
برسندت قرب وصول مستقر و ممکن می نشاند سخن از ضبط بیرون رفت مقصود آن بود
که مادی معلوم شارح است چیزی جز از علم راه دین حق تعلیم کرده و تلقین نموده است آنرا
باید دانست بدان کار کرد و هر که جز او است اگر همان گوید که وی گفته یا چیزی گوید شرح
و بیان آن کند و باعث تقویت و ترویج و قرون جمال آن گردد مبارک است باقی بهمان
و هر دو مال است حدیثی از حضرت وی صلی الله علیه و سلم می آید که گفتند بیان بعضی
احمال خیر است ای را وی در اینجا مناسب افتد تا بداند و آگاه شوند که آن از کدام مقام
قرب نور و تجلی و انکشاف وارد است و چه عظیم خواهد بود قدر و مرتبه آنچه از مثل این مقامات
پیشی نمازل شده و همه احکام و اوضاع که از جناب سالت آمده ازین قبیل است فرم
انرا سهل انگارسته و آسان گرفته و منصف اهل ظاهر و وظیفه عوام ندانسته اند لغوی با بعد
من الجمل العوائیه حدیث اینست که احمد و ترمذی از معاذ بن جبل آورده اند که گفت
دیگر کشید روزی بر آمدن پیغمبر صلی الله علیه و سلم بر نماز می آید اما تا نزدیک شد که طویح کند
آفتاب پیش تابان از خانه بر آمد تکبیر بر آوردند و نماز بگذار و دو سبک بگذار و بعد از
سلام صحابه با آواز بلند بخواند و فرمود تا همه بر جا خود نشسته باشند و بر بخیزند پس فرمود
اگاه باشید میگویم شما را که چنانچه داشت مرا امروز از زود بر آمدن برای نماز باید او شب
بر خواستم و وضو کردم و گذاردم از نماز آنچه خدا خواسته بود ناگاه دیدم پروردگار خود را
در شکو تر صورتی اگر این بیان صفت حق است مراد بصورت صفت و شان است
که در تجلی لطف و کرم بود و صورتی بجهت صفت بسیار آید چنانکه گویند صورت مسئله
و صورت حال اینچنین و اگر حال خود را بیان میکنند که من در آنوقت در صورت نیک و
حال شریف بودم خود چون نباشد که وقت شهود خاص و تجلی تام را فاضله انعام عالم

خلاصه کمال پس از آنکه یا محمد گفتم لبیک پروردگار من گفت میدانی که کدام اعمال است
 که ملائکه علی که ساکنان حظای بر قدس ملکوتند خصوصت میکنند در آن اعمال یعنی در شرف
 و فضیلت آن بیکدیگر نزاع و بحث دارند و در برداشتن آن بوسعده قبول و ثبت شدن
 در دیوان اعمال مسابقت مینمایند و برآدمیان بدان اعمال رشاکت برزند گفتم یا رب
 بنیدانم تو داناتر می بدانی سه بار این ندا آمد و همچنین جواب گفتم پس دیدم من پروردگار
 تعالی و تقدس که نهاد هر دو دست قدره و انعام خود را در میان دو شانه من یا ختم
 بر رویین را از انامل وی در سینه خود پس معلوم گشت و منکشف شد بر من هر چه در دوزخ
 و آسمان بود و شناختم و دانستم آن اعمال مذکوره را که پرسید پروردگار من از من باز ندا
 آمد که یا محمد گفتم لبیک پروردگار من گفت در چه چیز خصوصت میکنند ملائکه علی این
 گفتم بے یارب خصوصت میکنند در کفارات یعنی عملهای که هر چه از گناهان خدا گرد
 بدان بخشند و از مواخذه کردن بران بگذرند پس گفت پروردگار که امست کفارات
 گفتم بر پاره فتن برای در یافتن نماز بجا آمدن و نشستن در مسجد بعد از نماز گذاردن
 بانتظار در یافتن وقت نماز آئینده و وضوی کامل سیراب بر آوردن هنگام ناخوش
 داشتن طبیعت آب راجحانکه در حال ضعف و بیماری و سختی سرما و مانند آن باز ندای
 دیگر آمد یا محمد میدانی که در چه چیز خصوصت میکنند ملائکه گفتم درجات یعنی عملهای که
 بدان مراتب درجات بندگان در درگاه عزت بلند گردند و ندانم که درجات کدام است
 گفتم اطعام الطعام طعام بسکینان و گرسنگان و دادن یعنی انعام و احسان بر ایشان
 کردن نماز توفیق حیث خود را در اولین کلام سخن با خلائق بزم گفتن و باز در سخن در بعضی آیات بجا
 آید کلام انشاء السلام آنرا یعنی تکلیف اسلام دادن بر بیگانه و دشمنان و صلوة باللیل الناس نیام
 و نماز گذاردن در اول شب هنگامیکه مردم در خواب باشند اشارت به تجلج صفت
 جود و تواضع و عبادت است که موجب دفع درجات و علوم مراتب است شعر

شرف مرد و بجهت دوستی که بهشت است هر که این هر دو ندارد عدسین ز وجود بعد از آن
 فرمان آمد که بخناه بر چه بخواهی پس ما که هم در روایتی آمده که تعیین دعا هم از دو گانه
 که چون نماز کنی این دعا بر خوان اللهم انی ناسا لک فعل الخیرات خداوند سوال میکنم ترا
 توفیق کردن کارهای نیک و ترک المنکرات و ناکردن و گناه آشتن کارهای بد و محبت
 المساکین و دوستی مسکینان که ایثار دوست دارم زیرا که دوستی ایشان نشان
 دوستی ایمان و ترک وجود دوستی است یا دوست داشتن ایشان مرامال هر دو معنی یک
 چمن ایشان اورا دوست داشتنند لابد می نیز ایشان را دوست خواهد داشت
 چه دوستدار خود را هر کس دوست دارد و محبت یک نسبت است که در هر دو طرف
 افتاده و هر دو تا انداخته است و آن تفرقه و ترجمه و سوال میکنم ترا ای پروردگار
 که بسیار می گنایان مرا و رحمت کنی بفضول خود بر من اصل امنیت و اگر مغفرت و رحمت
 پروردگار نباشد خلاص و نجات ممکن نیست آدمی سراسر گناه و تقصیر است نسبت
 کدام عمل و کدام کار که شایسته درگاه قبول باشد آدم صفتی که اول اصل تمامه در میان
 گفت و گو یا از جانب تمامه ذریات خود گفت ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا
 لنكونن من الخاسرین و اذا اردت فتنه فی قوم فتوفی غیر مفتون و سوال میکنم ترا
 که چون اراده کنی در قومی فتنه و ابتلا را یعنی بلا می سوزی دینی که بدان ترس زوال
 ایمان باشد بردار ما را پیش از آنکه گرفتار فتنه شوم و دین و ایمان از دست دهم
 اول خود طلب سلامت و محافظت باید کرد و چون دایره تنگ گردد و سلامت از میان
 بر خیزد و هر رفتن ازین عالم برفتنه و آشوب راهی نیست حیات سلامت یا امید سلامت
 خوبست چنانچه راه بسته گردد دعوات محبوب تر از حیات بود و اسالک جنگ و سوال
 میکنم از تو محبت ترا از همه چیز و همه کس انما ل منال منال و فرزند و هر چه با سوا
 نسبت ترا دوست تر دارم یا مرا و محبت حق است غراسمه مرند را به توفیق طاعات

و فصل زیادت و حسب من بچک سوال میکنم دوستی سبی الحود است میدارد و تهاورد و حق
 که آن نیز بنیتجو کمال دوستی است و حسب عمل تقریبی الیک سوال میکنم دوستی علمی نزدیک
 گرداند را اینجا حدس تو بعد از آن فرمود و حضرت صلی الله علیه و سلم این قصه که دیدم
 حق است از آنجا بگیرید پس از یاد گرفتن تعلیم کنید دیگر از آنجا حدس که در ضمن این شرح
 و بیان که متضمن تعلیم این تعهد شد عمل باین حدیث و افعال این امر و توجه یافت باید
 که مختصرترین اعمال در اجزای و ثواب نزدیک است زنده ترین بنده را اینجا حضرت کریم
 نماز است و صحیح تر و صادق تر از احوال عالی است که در نماز دست برد و نماز نوره العین
 مصطفی است صلی الله علیه و سلم و حضرت را در نماز شهودی خاص عالی مخصوص بود که
 غیر آن نبودی مع الله وقت که فرمود در نماز بود اگر چه وی صلوات الله و سلامه علیه
 الوصال و همیشه در قرب حضرت خدا بحال بود اما اینجا خلوتی دیگر و محرمیتی دیگر بود و حال
 رسول الله صلی الله علیه و سلم اقرب ما یکون العبد من ربه و هو ساجد فرمود بنده را یعنی
 ذات شریف او را در سجده قرستہ است که در اتحاد و یکگامی با لاتر از آن حال نیست
 بر معراج نسبت بسیار اوقات در هر کس بقدر معرفت و صفای وقت و علم و حالی از
 اسرار و الوار نماز الضعیفه است و از شایخ هر کس موافق حال مقام خود کند از شایخ هر کس
 کتاب حروف را نیز در ابتدا کتابت این مکتوب خالی دست داده و یعنی فراموشید بود
 که چیزی از آن چه یافته است بزود چون مکتوب با خبر رسید آن فوق نماید و
 از دست رفت نشان الله الحق در مکتوبی دیگر اگر وقت مستحق کرد و توفیق یاری
 و از چیزی بظهور رسد الا نور موهبه باوقاتها انقدر بس است رحمة الله علی سید
 و النبي اکرم المبعوثین و صله جمعین و سایر من الشرح الهدی و ایضا الی این حق

المبین و العاقبت بالخیر

الربانی استه و المتکفلون تنبیه اولی الالباب بالموافقة علی الاذی و الاحزان

لا اله الا الله محمد رسول الله

هیلسوندوزگار خواجہ نصیر طوسی بجانب شیخ عالم عارف صدر الدین تونیوی قدس سرہ
 تعالیٰ سرہ العزیز نامہ بنوشت و در خواست کرد تا چیزی از راه وصول بحق بنویسد و را
 نمائی کند خواجہ بنوشت که مگر شیخ سخنان از حقایق و معارف متعلق بوجود و طریقہ توحید
 و تحقیق مبدا و معاد و مانند آن چیزی خواهد نوشت تا ویرانیز در اینجا بقوت علم و حکمت
 مجال گفتگو فراخ خواهد آمد و هنگامہ حرف زبانی گرم خواهد شد شیخ و معای چند از او عیبہ
 با توره انتخاب نمود بفرستاد تا آنها را آورد و خود سازد و بر آن مداومت نماید تا راه کشف
 کرد و روشن شود بعد از آن هر چه مصحح نوشت افند کرده خواهد شد نصیر طوسی را اینمغنی از شیخ
 ناخوش آمد و گفت اینها را بامبدیان و نوذو آیتدگان راه بنویسند و مثل من که در علوم
 و معارف موسمی شگافی کنم و در تحقیق مطالب علمی به پای بند رسیده ام چه مناسبت دار
 شیخ فرمود صل بمن ماست و هر کی از ان گنجینه است از گنجهای الهی که رسول بی یافت
 صلے الله علیه وسلم که گنجینه داراوست بکلم وی در مصباح بندگان وی خرج میکند بند
 و نتیجہ چه باشد ہمہ ریزه خوانان این خوان اند بجز در علم و عمل منتهی نتوان شد و عمل شرعی
 باید تا کار بر آید عمل کار بر آید سخن دانی نیست + مقصود از توطیہ و تمہید سخن باین
 حکایت است که دعای خید بود که بصلوات وقت تشبث با آنها در دفع شر اشرار و تحصیل
 وقت اوجبات وقت ایشان نمود و تذکیر و اصلاح بدان از مقتضیات محبت و خیر خواهی
 بود حق تعالی ما را بالمعصیت و محبت مشایخ شرف دارد و از پیروی اخبار محفوظ اول انوار
 امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد و در کتابت نفس از شر اعباد و حکم کسیر دارد
 و ہم در منطوق قرآن مجید این خاصیت را بدان منوط و مربوط ساخته میفرماید فو قیہ
 سیئات ما کرد او عاق بال فرعون سر العذاب صل این قصد در سوره مومن ال
 فرعون است که قطبان در بلاک استیصال می سعی داشتند و برکت این تعویذ لطف

باین

فرمود
 شیخ
 تونیوی
 قدس سرہ
 در خواست
 کرد
 تا
 چیزی
 از
 راه
 وصول
 بحق
 بنویسد
 و را
 نمائی
 کند
 خواجہ
 بنوشت
 که
 مگر
 شیخ
 سخنان
 از
 حقایق
 و
 معارف
 متعلق
 بوجود
 و
 طریقہ
 توحید
 و
 تحقیق
 مبدا
 و
 معاد
 و
 مانند
 آن
 چیزی
 خواهد
 نوشت
 تا
 ویرانیز
 در
 اینجا
 بقوت
 علم
 و
 حکمت
 مجال
 گفتگو
 فراخ
 خواهد
 آمد
 و
 هنگامہ
 حرف
 زبانی
 گرم
 خواهد
 شد
 شیخ
 و
 معای
 چند
 از
 او
 عیبہ
 با
 توره
 انتخاب
 نمود
 بفرستاد
 تا
 آنها
 را
 آورد
 و
 خود
 سازد
 و
 بر
 آن
 مداومت
 نماید
 تا
 راه
 کشف
 کرد
 و
 روشن
 شود
 بعد
 از
 آن
 هر
 چه
 مصحح
 نوشت
 افند
 کرده
 خواهد
 شد
 نصیر
 طوسی
 را
 اینمغنی
 از
 شیخ
 ناخوش
 آمد
 و
 گفت
 اینها
 را
 بامبدیان
 و
 نوذو
 آیتدگان
 راه
 بنویسند
 و
 مثل
 من
 که
 در
 علوم
 و
 معارف
 موسمی
 شگافی
 کنم
 و
 در
 تحقیق
 مطالب
 علمی
 به
 پای
 بند
 رسیده
 ام
 چه
 مناسبت
 دار
 شیخ
 فرمود
 صل
 بمن
 ماست
 و
 هر
 کی
 از
 ان
 گنجینه
 است
 از
 گنجهای
 الهی
 که
 رسول
 بی
 یافت
 صلے
 الله
 علیه
 وسلم
 که
 گنجینه
 داراوست
 بکلم
 وی
 در
 مصباح
 بندگان
 وی
 خرج
 میکند
 بند
 و
 نتیجہ
 چه
 باشد
 ہمہ
 ریزه
 خوانان
 این
 خوان
 اند
 بجز
 در
 علم
 و
 عمل
 منتهی
 نتوان
 شد
 و
 عمل
 شرعی
 باید
 تا
 کار
 بر
 آید
 عمل
 کار
 بر
 آید
 سخن
 دانی
 نیست
 +
 مقصود
 از
 توطیہ
 و
 تمہید
 سخن
 باین
 حکایت
 است
 که
 دعای
 خید
 بود
 که
 بصلوات
 وقت
 تشبث
 با
 آنها
 در
 دفع
 شر
 اشرار
 و
 تحصیل
 وقت
 اوجبات
 وقت
 ایشان
 نمود
 و
 تذکیر
 و
 اصلاح
 بدان
 از
 مقتضیات
 محبت
 و
 خیر
 خواهی
 بود
 حق
 تعالی
 ما
 را
 بالمعصیت
 و
 محبت
 مشایخ
 شرف
 دارد
 و
 از
 پیروی
 اخبار
 محفوظ
 اول
 انوار
 امری
 الی
 اللہ
 ان
 اللہ
 بصیر
 بالعباد
 و
 در
 کتابت
 نفس
 از
 شر
 اعباد
 و
 حکم
 کسیر
 دارد
 و
 ہم
 در
 منطوق
 قرآن
 مجید
 این
 خاصیت
 را
 بدان
 منوط
 و
 مربوط
 ساخته
 میفرماید
 فو
 قیہ
 سیئات
 ما
 کرد
 او
 عاق
 بال
 فرعون
 سر
 العذاب
 صل
 این
 قصد
 در
 سوره
 مومن
 ال
 فرعون
 است
 که
 قطبان
 در
 بلاک
 استیصال
 می
 سعی
 داشتند
 و
 برکت
 این
 تعویذ
 لطف

تونیوی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام
على سيدنا محمد
الطاهر المصطفى
الطاهر المصطفى

لطف وحمایت حق اور از شر شرار و قایت کمزور عدوی معین در ایجا معتبر نیست
تیسیر توفیق هر روز قرار یابد باید که کمتر از ده نباشد و زیادہ بر صد حاجت نیست
الا انت سبحانک انی كنت من الظالمین گیمای دیگرست از گنبد کلام آفریدگار علی السلام
و تقدس که در خاصیت آن فرمود و فنجینا ه من انعم و كذلك نجی المؤمنین اصل آن قصه
علیه السلام است که در شکم ماهی افتاد و پروردگار عز و علا بیکت این تسبیح نجاستش داد
فرمود و فلولا انه كان من المسبحین للبت فی بطنه الی یوم یبعثون مشاهده سر توحید و عظمت
الذمیت در کلامه الا انت و شهود و عجز و عبودیت در انی كنت من الظالمین ذوقی عظیم
که در یافت مقصود و انا حاطه آن بیرون نتوان شد و بعضی از اهل این شان گفته اند که
او بیت و اتمام عدد صد هزار درین ورد بیشک بمنزل مقصود رسا نصد قوا و درین طریقه
که ما یم رعایت مسج عدد معین در کار نیست ذوق حضور در کارست و فی الحقیقه چون ستر
و عا در عدد دست تا از جناب شایع عددی معین نگردد و قطع بدان نتوان کرد و حکم بدان
اجتهادی نیست و الله اعلم

الرسالة السادسة والثلاثون استیناس انوار القبس فی شرح دعواتها

لا اله الا الله محمد رسول الله

بسم الله علی نفسی و دینی بسم الله علی اهلی و مالی و ولدی بسم الله علی ما اعطاک
الله الله دینی لا اشرك به شیئا الله اکبر الله اکبر و الله اکبر و اعز و اجل و اعظم
بما اخاف و احذر عز جانتک و جل ثناءک و لا اله الا انت اللهم انی اعوذ بک من شر
نفسی من شر کل شیطان مرید و من شر کل جبار عنید فان تولوا فقل حسبی الله
لا اله الا هو علیه توکلت و هو رب العرش العظیم ان ولی الله الذی نزل الکتاب
و هو یتولی الصالحین این دعا السنن بن مالک است رضی الله عنه که خادم رسول الله بود
صلی الله علیه و سلم و ده سال خدمت آنحضرت کرد و آنحضرت او را با التماس مادرش مدعا

خیر در دنیا و آخرت مشرف و مخصوص ساخته و حق سبحانه و تعالی بدعا را آنحضرت و بعد از او مال
 اولاد وی برکت عظیم داده و عمرش از صد سال تجاوز شده و اولاد صلیبی اش بصدق و
 هفتاد و سه تن از ذکور و باقی اناث و باغ و بستان وی در یک لاد و بار سیوه میدارند این
 برکات دنیا است برکات آخرت را خود چه توان گفت شیخ جلال الدین سیوطی که از اعظم
 علماء حدیث است در کتاب جمیع الجوامع می آرد که ابو اشج در کتاب ثواب این عساکر در تاریخ
 آورده اند که روزی انس صنی اعد عنه نزد حجاج بن یوسف ثقفی نشسته بود حجاج حکم کرد
 تا چهار صد سپ از ایچاس مختلفه در نظرومی در آوردند پس بانس گفت هرگز دیدی که
 صاحب تر یعنی محمد رسول الله را مثل این سپان و دیگر سپاب دولت و مکننت بود
 فرمود بخدا سوگند تحقیق دیدم من نزد آنحضرت صلی الله علیه و سلم چیزی را بهتر از این شنیدم
 رسول خدا صلی الله علیه و سلم که فرموده است سپ که مردم نگاهدارند سه قسم است یکی سپ
 نگاهدار و تادار راه خدا جهاد کند و با دشمنان دین و داد بخرازد بول و سرگین و گوشه است بویست
 و خون آن روز قیامت همه در میزان اعمال می باشد و دیگری سپ نگاهدار و تادار حاجا
 خود سوار شود و دفع بیادگی کند و یکی دیگر سپان نگاهدار و برای نام و آوازه تا مردم به
 و بگویند که فلان چنین و چندان سپ دار و جای او در آتش دوزخ بود و اسپان تو
 لای حجاج ازین قبیل است حجاج بشنیدن این حدیث بهم بر آشفت و نار و غضب می
 تیز شد و گفت اگر ملاحظه خدمت تو امی انس که پیغمبر کرده صلی الله علیه و سلم و کتاب میراث
 یعنی عبد الملک بن مردان که در سفارش و رعایت احوال تو بن نوشته است نمی فهمی که
 با تو امروز آنچه می کردم انس گفت لا والله هرگز نتوانی کرد و چشم بدجانب من دید بدستی
 شنیدم من از پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم کلماتی که همیشه در پناه آن کلماتم و ترسم بان کلمات
 از سلطنت سراج سلطانی و شریع شیطانی حجاج از بهیبت این کلام از خود رفت و بعد از آن
 سر بر آورد و گفت بیاموزان مرا یا با حمزه آن کلمات را گفت هرگز نیاموزم ترا بخدا

سوگند که تو نه اهل الهی تا چون گرفت خلعت انس رضی الله عنه در رسیدن آبان که خادم وی
 پیرشش آمد و فریادش زد پس گفت چه خواهی گفت آن کلمات را که جمیع از تو طلبی تو بگو
 ندادمی و او را نیا مخواستی گفت بلی بیاموزم ترا آن کلمات او تو از اهل الهی خدمت کردم
 من رسولی دارم صلی الله علیه و سلم ده سال پس در گذشت می از دنیا در حالیکه رضی بود از
 او نیز از آبان خدمت کردی مرده سال بود در میگذر من از دنیا در حالیکه رضی نام او تو
 بگو در با بد و دشام این کلمات را نگاهدار و ترا خدا تعالی از همه آفات لبس الله علیه
 نفسی و دینی هرز میگرد و پناه میارم بنام خدا بر نفس خود و دین خود و تواند که مراد لبس
 مجموع لبس احد الحسن الرحیم باشد که بخیر او لبس اکتفا نموده چنانچه گویند چه میخورد
 احد لبس میخورد یا الم میخورد و مراد تمام سوره هست و تخصیص کرد و هرگز از لبس و دین نبرد
 بنا بر تحصیل هر کمال و صل در مبداء و مال نفس و دین است باز تقدیم کرد نفس از جهت بود
 وی موقوف علیه تحصیل کمال دینی و دنیاوی و لهذا بقای لغی در تهلکه حرام است و ابقای او
 حتی الامکان واجب در مسائل شرعی می آرند که اگر کسی را لغت در گلبند شود دوم آبی که
 بوی آن لغت بند شده را فرو بردیم نرسد شراب خوردن که با جمیع در شرح حرام است
 در سخیالت او را حلال گردد بلکه واجب بود تا باعث بقای نفس و حیات فانی که سبب
 حیات حقیقی جاودانی است گردد و اجزا را کلمه کفر بر زبان یا طمیان قلب با بیان در حالت
 جبر و اگر آیه نیز هم ازین قبیل است و از برای نگاهداشت جان اگر ناشایسته بگویند
 و دل برقرار خود بود و خصمت است بجهت ابقای نفس دین و اگر صبر کنند و عمل بعبودیت
 آن خود اصل و ارفع است این مسئله در کتب فقه بتفصیل مذکور است از اینجا باید طلب است
 لبس الله علیه و مالی و و لکن بعد از حفظ و اجراء نفس دین اهل مال و دود را یاد کرد
 که سباب بقای نفس دین و حمد و معاون آنست و بعد لبس الله بر سر آنها آورد و بهمان
 لبس الله که در اول آورد بند که نکر دو تکلف لبس الله صلی نفسی دینی و اهل مالی و ولدی

و سلوک این طریقه در عبارت نزدار باب معانی اشارت کند بر آنکه هر دو قسم یعنی هر چه اول
 مذکور شده و آنچه در آخر ذکر یافته مقصودست و اعتناء و اهتمام بهر دو علی السویه است و اهل
 و اهل هر دو بیک معنی است گاهی بمعنی تابعان و پسران استعمال یابند و گاهی بمعنی اولاد اینجا
 چون اولاد در آخر ذکر یافته معنی اول مناسب ترست و مال منال چون در مقام مدح و
 استخانت مذکور گردد مراد بدان مال حلال افند که وسیله آخرت گردد و حفظ و احراز آن محتم
 سعادت و شکر محال است باقی همه باید و وبال و نخال ولد بمعنی اولاد بود خواه ذکر و خواه
 اثاث است و وجود اولاد نیز از اسباب قوت و معاضدت بازوی دین و دولت است و فرزند
 اگر رشید بود و صالح موجب سعادت دنیا و آخرت است در حدیث آمده است که شایسته است
 که از آدمی زاد بعد از رفتن وی از دنیا باقی می ماند یک علم دین که با اهل آن آموخته باشد
 و این سلسله را که فقهی بجناب رسالت است محله الله علیه سلم بر پا دارد و دیگر خیر جاری
 که در اینجا منفعت بندگان خدا بود و بعد از وی بیچاره خوش آنکس که ماند پس از وی
 بجای پل و سجد و چاه همان سرای تو دیگر فرزند صالح که بعد از مردنش بدعا ایمان یابد
 تا موجب آرزیدن گناهان و باعث برفع درجات پدر گردد و در حدیث همین ترتیب
 است و ذکرشان بدین ترتیب اشارت است بفضیل علم و مال بر ولد در دنیا از آنکه
 وجود ولد صالح خصوصاً در آخر زمان نادرست و در بعضی روایات ذکر ولد بر ذکر مال
 تقدیم یافته و بیشک لذت از مال محبوب تر و عزیز تر باشد و حفظ و احراز وی مطلوب و مقدم
 بود بسم الله علی ما اخطاتی الله عز و جل میگویم بنام خدا بر نعمتی که داد مرا خدا چون ذکر
 کرد چند نعمت مخصوص را که اصل و عمده نعمتهای دنیا و آخرت است بعد از آن لفظ عام
 آورد تا همه نعمتهای اصل فرع و جزئی و کلی را شامل باشد و بحقیقت حصر نعمتهای وی
 بیرون دانه امکان است و آن تعدد و انعمه الله لا تحصونها ان الان ان لعلوم کناره
 آدمی نام بر نفس خود ظلم کند و کفران ورزد از این جهت فرمود ان الان ان لعلوم کناره

و
 بجا
 تمام

لخصیفة باللفظ و جاهی یکم میفرماید و ان تعدوا نعمته اللدیه لا تحصوها ان الله یغفر لرحیم
 یعنی ناگزیر مغفرت و رحمت وی تعالی بودی کار بر آدمی زاد بدین کافر نفسی و باسما که
 دارد و تنگ بودی مغفرت و رحمت وی تعالی نیز از نعمتهای اوست اصل اینست باقی هر
 هیچ در حدیث آمده است در نیاید هیچ یکی بهشت را بعلمش الا بفضل خدا و رحمت وی تعالی
 شکر این نعمت باید گذارد و بیکار نشست سید العالمین صلی الله علیه و سلم چندان نماز
 ایستادی که پایهای مبارکش بیا سید و خون از آنها روان شدی گفتند یا رسول الله
 آخرت کنان اولی آخرت را مرزیده اند قوله تعالی لیغفرک الله ما تقدم من ذنبک و ما تاخر
 دیگر اینهمه تعجب و شدت حدیث فرمود وی تعالی مرا بخشید و بخشیدن وی نعمتی است
 عظیم اگر شکر این نعمت نکنم بنده شاگرد بنام سید اولین و آخرین که عالم و عالمیا طفیل
 و بیند این همه تعجب کشد و بندگے کند دیگران را خود چه گوید الله دخی لا اشرك به شیئا
 خداست پروردگار من شریک نیلگرد انم باوی هیچ چیز افضل این کلمه خاصیت وی در
 وضع محنت و شدت و آنچه پیش آید مرد را از عداوت و دوری در احادیث بسیار واقع شده
 و حقیقت معنی وی شهود توحید افعالی است که هر چه پیش آید همه از پیشگاه دانند و در آن
 شکر خفی نیفتد باجن ظن بر پروردگارش که چون در تربیت اوست هر چه کند صلاح کار
 بنده همدر آن خواهد بود و لیکن این در حق کسی بود که دائم متوجه و متوجهی بجناب لطف و کرم
 اوست تعالی شانه و تمامه امور خود را بوی تفویض نموده و پر تو از نور ولایت برنا صمیم
 مانفته و پروردگار تعالی بلطف خاص متولی امور او شده و الا مذمب آنست که صلاح امر
 واجب نبود و هر چه خواهد کند لایسال عمال فعل و هم یبألون تنبلیه مراد حقیقیه بآنکه در شرع
 ورود یافته هر که این دعا بخواند جزایش اینست آن بود که محقق بدان حال متصف بجنه
 آن شود و الا محمدر حرکت جوارح و جنبانیدن زبان چندان کفایت نکند مگر آنکه بنص
 شارع معلوم شود که این خاصیت در مجرد لفظ و نفس حرف و صوت آن زبان است

بجا صیفت بران لفظ مترتب گردد و حاجت بدرک معنی نباشد و با وجود آن بیکار نیاید
 و عمل موقوف آن حال نباید است فضل خدا واسع است و وی سبحانه تعالی عبادت کند
 است بهر حال که بکنند رعایت و شرایط و آداب حسابی است و لیکن فضل و کرم وی تعالی بران
 و اثره حساب است مالا یدرک کلمه لایترک کلمه و با بعد التوفیق چنانچه در باب اخلاص و ریاضه
 در عمل از شیخ شیوخ زمان خود شهاب الملة و الدین اسپهر در و پرسیدند که چه کار باید کرد
 چون عمل کنیم ریاضه یابد و اگر کنیم بیکار بشیم فرمود عمل کنید و از ریاضه استغفار نماید بیکار
 نشستن مصلحت نیست آخرین عمل اگر دوام پذیرفت هم بنور انیت عمل است اخلاص در دل
 پیدا شود انشا الله تعالی الله اکبر الله اکبر و اعز و اجل و اعظم تمام انشا
 و احد ز خدای بزرگتر و غالب ترست از چیزیکه میترسم من و بیم میدارم از آن چیز و بعضی در باب
 و اعظم بعد از اجل نیز مذکور است کبر یا عزت و عظمت و جلال در معنی نزدیک هم
 آیند و اگر کبر یا را باعتبار ذات و عزت را باضال عظمت با سما و جلال را بصفت
 اعتبار نمایند دور نباشد و چون نفس بحیثیت و بی یقینی خود ترست و هر سه از اعیان دارد
 خصوصاً در جائیکه معامله با غالب از خودش افتد چنانچه سلاطین و جباران درین کلمه
 باستحضار عظمت کبرای الهی که مستلزم اشتغال القدر نور یقین است دلیرش نیست
 که مان ای نفس ترس که پروردگار تو بزرگ تر و غالب تر از دشمن است که ترس
 قویست که همان قوی ترست + تو از منو له نقاله ترس تا همه از تو ترسند من خاف
 عن احد خاف عنه کل شیء و درین کلمه تنبیه است بران که در وقت معامله با غالب باطن
 محکوم و محروم بکبرای حق ذار و تاهمیت و عظمت بیگانه را در دل جای نماند و در سطوت
 نور عظمت جلال وی نقاله جباریت و قهاریت دیگران مضمحل متواری گردد و عجز جبار
 غالب است همسایه تو و پناه آورنده بتو چون احضار کبرای حق و شهو و عظمت او کرد و ان
 ببقام حضور آمد و خطاب کرد و همسایگی حق بدوام توجه و التماس بجناب لطف و متکثر است

عزت اوست هر گز بیخواب عزت اوست هرگز مقهور و مغلوب نگردد و عزیز تو خوار
 نه بیند ز کس و جل شنائک و بزرگ ست شمار تو و هیچکس بکنه صفات کمال تو و قدرت
 لایزال تو ز سر ضعیف راقوت دمی و قوی را ضعیف گردانی لغرض من شمار و تدل من شمار
 صفت تو هست و لا اله غیرک و نیست هیچ معبود بحق جز تو اللهم انی اهو ذبک من غیر
 نفسی چون منبع تمامه شرور و قبایح و باعش بی یقینیه و بی ثباتی لغرض است پناه بخت
 از شر وی و هر چه از شر بادی زار رسد همه از نفس اوست پیغمبر فرمود صل علی عبد علیه وسلم
 رب لا تخلفن الی نفسی طرقة صین و لا اقل من ذلک پروردگار اگر نگذار مرا نفس من یک چشم
 زدن بلکه کمتر از آن مراد ایم با خود دار و در مشاهد عظمت خود بگذارت تا یک چشم زدن
 مجال تاثیر و تصرف و غلبه بر من نباشد و من شر کل شیطان عمید و من شر کل حیوان
 عنید و پناه بپیغمبر بتواز شر بر شیطان رانده شده و از شر بر سلطان متکبر مایل از راه راست
 مساعد حق معنی عناد از راه راست بر آمدن و مخالف شدن مرحق را با وجود شناخت آن
 چون تدبیر کار شر و سلطنت و ملک اغوا و منال بشیطان حواله کرده اند و برین بیخس
 حال جباران و قهاران که سلط بر خلائق اند استعاضه از شر ایشان از واجبات وقت
 باشد و شیاطین دو قسم اند شیاطین جن نمیس و جنود وی و شیاطین انس ظلمه و احوان
 ایشان اول اشارت با اول است و ثانی ثباتی و قوت و همیه که در سرشت آدمی ادنی باشد
 و او را شیطان عالم نفس گویند نمونه از شیطان عالم آفاق است که عقل و جمیع قوی و
 سلطنتی دارد مگر عقل مصفا و منور بنور یقین که بحکم ان عبادی لیس لک علیه سلطان
 سلطنت دمی از ان مقهور و منتفعی است و استعاضه از شر وی که معدوم را بصفت موجود
 و باطل را در لباس حق نماید نیز واجب است و زوال خوف از ماسوا می حق بشیخوخه و انسا
 و هم صورت زبند و در حقیقت استعاضه از شر نفس است چنانچه در فقره اول مذکور شد
 فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکل و هو رب العرش العظیم

این ایست از قرآن مجید که حضرت حق سبحانه تعالی بر رسول خود صلی الله علیه و سلم امر کرده
میفرماید پس اگر پشت دهند کافران در روی بجانب حق نیارند و از قبول آن اعراض نمایند
بلوای محمدی محبوب من بلامی محفوظ و معصوم من حسی الله من است مرضا لا اله الا هو
نیست هیچ معبودی بحق مگر وی علیه توکلت بروی گذاشتم کار و بار خود را و وکیل خود
گردانیدم او را و مهربانترین و بزرگوارترین و بزرگوارترین و بزرگوارترین و بزرگوارترین
از وی خلقی در عالم اجسام پیداشده چون سون کلام در دفع شر جباران و قهاران
و دفع بیم و هراس ایشان بود و اصل ماده آن شهود قهر عظمت الهی تعالی است مقطع کلام
برستن مطلع آورده ختم سخن بر عظمت کرده و اگر اصحاب حج زوار باب دعوت مراقبه احاطه عرش
الهی با ملاحظه این اصناف درین وقت نمایند در حفظ و صیانت او دخل باشد چنانچه قطب الوقت
شیخ ابوالحسن شاذلی رضی الله عنه در حزب البحر که از حضرت خاتم الانبیا صلی الله علیه و سلم
تلقین نموده است و در باب جزر و حفظ تریاق الکبر است فرموده ستر العرش منسبول علینا
و میں الله ناظره الینا کجول الله لا یقدر یحلینا و الله من در انهم محیط پرده عرش بر ما فرود بسته
و میں عنایت و عصمت الهی بجانب ناظر دیگر بقوت الهی هیچکس اقدرت بر ما نباشد قدرت
وی تعالی همه محیط است که راه بیرون آمدن از محیط قدرت او محال بود البکیر المتعال
خاتمه و صیبت مثل پنج شاذلیه است قدس الله اسرارهم مریدان را بخواندن این دعا
یعنی حسی الله لا اله الا هو علیه توکلت و مهربانترین و بزرگوارترین و بزرگوارترین و بزرگوارترین
هیچ دردی نباشد الا همین در دکفایت میکند او را از جمیع او را داد و گفته اند که در خواندن
این دعا اگر فهم و حنفد نباشد نیز موثر و مقبول است و عدد خواندن آن ده کورت است
بعد از نماز صبح و بعد مغرب اگر محنت بار بخوانند نیز کفایت است بلکه این هجرت روایت است
است و حاصل آن توحید و چه در جنباب حق و اخلاص مطلب است با شهود و عظمت الهی تعالی
و تبری از سومی و ترک تدبیر و اختیار رزق الله و شکرنا علی هذه الطریق المستقیمه ان ولی

در باب جزر

در بیان دعوت خواندن

الله الذی نزل الكتاب هونین و الصالحین ۵ در بعضی روایات این کلمه نیز در آخر دعای مذکور
 است ترجمه بدستی و دستی که دوست و متولی تمامه امور من خداست که فرود ستاده است
 کتابت که در دمی تدبیر تمامه امور دنیا و آخرت کرده است یعنی قرآن مجید را و می سجده تعالی
 دوست میدارد و تولیت امور میکند در صالحان را اللهم اجعلنا من الصالحین و دعا قنوت
 و التحیات را نیز در وقتی تقریبی ترجمه و شرحی کرده شده بود آن نیز منقول مسطور میگرد

الرسالة السابعة والثلاثون تجل القلوب بقدر الملكوت بشرح و دعا لقنوت

لا اله الا الله محمد رسول الله

قنوت بمعنی دعا و طاعت و سکوت و قیام و شروع آمده و هر یک ازین معانی باین دعا مستجاب
 در تعیین مواضع و آداب درین دعا اختلاف گونه است و محققانست که اگر همه جا بود و بخواند
 درست است و اگر در بعضی مواضع بی و او نیز خوانند روا بود آنچه مسجود و شهو است بر صحیح
 نمانده اید اللهم اننا نستعینک خداوند ما یاری و مدد میطلبیم از تو در جمیع کارها و تمامه کارها
 دنیا و آخرت علی الخصوص در طاعت و عبادت که بی توفیق و اعانت که مخصوص بندگان
 خاص است موجب قرب حضرت است میسر نباشد اللهم یعنی یا الله اید از بعضی سلف
 رحمة الله علیهم منقول است که فرمودند چون خدا را باللهم یاد کردی گویا همه ناوهایش
 یاد کردی و بقول اللهم اسم عظیم است که دعا بوسیله آن با استجلاء شریط دیگر البته
 مستجاب است و انما نستعینک بلفظ جمع آورده با آنکه داعی یکی است اشارت است بانکه
 باید که در طلب خیر مسلمانان را با خود شریک گرداند و برخوان نعمت بگیران حق تنها خوان
 نمکند یا اشاره بانکه همه محتاج مدد و معونت حق اند جل و علا و اگر از اول تا آخر همه جمع آیند
 از استعانت و استمداد جناب لایزال استغنی کنند یا استعاذت و عیست نفس را از
 مرتبه استحقاق و جز اعتبار تا باشد که در جمیع جماعت و طفیل مقبولان در گاه دعا را و در
 اجابت و قبول منسک گردد و در استغفرک و طلب آمرزش گنایان میکنیم از تو چون استعا

و طلب توفیق طاعت کرد و طلب آمرزش گنا مان نیز میکند تا بهر دو شوق چلب بفتح و مع
 ضرر که هر دو جنب نظر و نجاح اند متک بذیل مقصود کرده باشد یا چون توفیق بر طاعت
 طلبید هیچ طاعتی و عبادتی بی ثواب نقصان نبود و چنانچه حق عبادت است از دست نیاید
 استغفار میکند از ان نقصان و تقصیرات که در طاعات رود مشایخ گفته اند رحمة الله علیکم
 احتیاج بعفو و مغفرت کردگار تعالی در طاعات بیشتر است از آنکه در محصیت چه تقصیر در
 مقام قرب با ط حضور سخت تر است از آنکه در بعد و غیبت و استغفار سبب ادرار طاعت
 میهن وجود و منتقل خزان امداد و انعام حضرت واجب الوجود دست جل جلاله و عم نواله
 یسرل السماء علیکم بدرار او میدرد کم باموال و بنین الاثمه دلیل است سید العالمین صلوات
 علیه و سلم در یک مجلس میفرمود که گواهی صد مرتبه می شمردند که تکرار استغفار میکند خدا
 که صفحه آن استغفار و باعث آن تکرار چه بود و از کجا بود سخن درین باب بسیار کرده اند جمله
 از ان در رساله مرج البحرین فی الحجج بین الطریقین که در جمع بین اشریعت و الحقیقه و
 تطبیق ظاهر و باطن صورت تالیف یافته است آورده ایم آنچه مر از همه خوشتر و بمقام
 ادب نزدیکتر نماید گفت که این استغفار از جهت همت و طلب آمرزش گنا مان ایشان
 بود و مگر نه بجا همه همت و مغفرت است استغفار بر آنچه باشد و الله علم و استغفار را هر که
 از سر توجه و حضور باشد و الا چون گوید استغفر الله یعنی طلب آمرزش میکنم از خدا و با
 از استغفار این طلب حضور حق غافل بود کذب لازم آید و این گناهی دیگر است که آن را
 استغفاری دیگر باید ازینجا گفت البته عدد ویر صنی الله عنها که استغفار نماید احتیاج الی استغفار
 کثیر فرمود استغفار یکدیگر میکنم گناهی است که محتاج است به استغفار کثیر کثرت استغفار کثیر از جهت
 لزوم تسلسل و مراتب است یا از جهت آنکه گناه در صین استغفار عظیمتر بود و کثرت استغفار
 محتاج تر و بعضی از علما بر ان رفتند که اگر استغفار بصیغه دعا باشد چنانچه گوید اللهم اغفر لی
 بهتر از لزوم کذب دور تر بود اگر چه حضور در اجابت و عا نیز شرط است ولیکن با وجود طریقی

استغفار

غفلت اگر مساوت وقت اخذ نیز امید قبول است فائده و طیفه در استغفار حیا نیز
 قدس الله تعالی ارواحهم فرموده اند آنست که هر روز مفتاد بار بگوید استغفر الله لعظیم الذی
 لا اله الا هو الحی القيوم واتوب الیه اگر بصیغه دعا گوید اللهم اغفر لی و تب علی انک انت التواب
 الغفور نیز درست است بلکه بهتر باشد و اگر در اول استغفر الله لعظیم یا استغفر الله و ربانی
 اللهم اغفر لی و تب علی یا اللهم اغفر لی گوید کفایت بود اینقدر خود آسان است با الله العزیز
 و توکل من بک و ایمان می آریم بتو که خدای و بخشنده گنا مان مانی ایمان خود پیش ازین
 آورده است و این دعا بر مومنان است مانا که مراد تجدید ایمانست جده و ایما کلمه قبول لا اله الا
 الله صحابہ رضوان الله علیهم بایکدیگر میگفتند بیایید بنشینیم و تجدید ایمان کنیم بذكر خداوند
 آخرت از اینجا معلوم شود که ایمان کهنه و پشمرده گردد و وجدان کهنه و پشمرده گس نو تازه شود
 کهنه بطریای غفلت و ترک طهارات محصیت و نوباشتغال نور ذکر و تقویت باعنه محبت
 چون صیغه نفع بعرف زبان عرب مفید استمرار تجدیدی حصول فعل انا فانا بود هر ساعت
 ایمانی جدید بوجود آید و هر جدید را لذتی پس تمامه اوقات مومن صادق لذت در لذت
 اللهم اذقنا حلاوة الایمان و ارزقنا لذة النظر الی وجهک الکریم و عظم سباب تجدید ایمان
 و تازه گردانیدن آن صحبت صبا کین و نظر بجمال ایشانست خصوصاً انہامی که از خود خا
 و بحق باقی بپند خدای تعالی شناسای قدر این نعمت روزی گرداند و مطالعه کتب
 قوم نیز نافضترین سباب است در نیابت الله ولی التوفیق و ملهم الصواب بتوکل علیہ
 و توکل میکنم بر تو قمامه کار کار می تو میسپاریم توکل از فروغ ایمان و لوازم آنست قوله تعالی
 علی الله فتوکلوا ان کنتم مومنین و توکل در همه جا بود و غالباً متفاهم عرف استعاشش با
 رزق آید و حقیقت آن ثقة و اعتماد است بر ضمانت باری تعالی و تکفل اورزق بنگلا
 اگر این یقین حاصل شد توکل بدست آمد ترک سباب عادی لازم این مقام نیست الا
 و همی مباشرتاً آن منافی توکل است و ترک سباب عادی بر آن تحقیق و تصحیح مقام توکل

و امتحان حال نفس است چنانچه شایخ طریقت در حال ابتدا کرده اند و الا حقیقت توکل
 همان ثقه و یقین است و نشانی حلیک الخیر و شنا میگویم بر تو نیکی یعنی حمد و شای
 میگویم و تمامه یکبار ایتیه سنا و یکینم چون حق را وکیل خود گرفت و در عادت وکیل چون
 بقتضای طبیعت عمل کند و براه دوستی و خیر خواهی موکل و دستخلف بر صفا او گردد و عقد
 دوستی بحکام گیرد و اگر بخلاف این روش و در عقد محبت ملاحظه پذیرد و محل سخط گردد و دفع
 آن توهم میکند و میگوید که ما بوکالت تو را ضمیمه تراشاکر و حامدیم چنانچه گفت نشکرک
 و لا نکفرک شکر میگویم ترا بر نعمتهای تو و کفران نعمت تو نکنیم ترا لایمان نعمت کمال است
 که ما را از تشویش تدبیر و تردد و اختیار و دار و گیر کار و بار خلاص کردی و فراغ البال
 بر بستر فراغ دست راحت نشاندی بالا اثر ازین چه نعمت باشد و چون رضی میباشیم
 بوکالت تو که در وکیل و صفت باید دوستی و افر و علم کامل این هر دو صفت منحصر است
 در تو و او ای شکر بار بیجا حکم عقل از محالات است از جهت تواتر الای و تواتر نفسم
 وی بجایه و از جهت تنوع و تشعب آنها که در هر نفس هر طور نوعی از نعمت بنظر آید که
 خاص از شکر اقتضا کند و تنوع جمیع انواع نعم و مقابله آن بخصوصیات انواع شکر
 در حیز امکان و قدرت بشر نبود از جهت لزوم تسلسل چه شناسائی نعمت نعمتی است
 بهتر و بالاتر از نعمت توفیق شکر بر آن نعمتی دیگر و همچنان شکر شکر الی بالا نهایتا له
 و این محل دانش و حیرت عظیم است که اندیشه را سر از ان بیرون آوردن دشوار بود و
 این سجاله و این دهرشت کسی است که خواهد گرم حق و انضال او را با فعال خود مقابل
 گرداند و این هرگز است نیاید و شکر از هر اسم و واجب عقلیه اند و این مذمب است
 است و باطل است و نفس خود را نسبت در صفت اثبات کند و این نقص ظاهری است اما آنکه
 مستحق است بحقیقت و شکر را از رسوم شریعت شناسد این دهرشت او را طاری
 نشود چه شارع تعالی هر نوع از نعمت را شکری بزبان شریعت تعیین فرمود و چنانچه

نماز و روزه و حج و زکوة و امثال آن هر که اقامت آن کند بحکم شرح از شاگردان باشد گنای
 قال بعض الحقیقین و نخلع و نترك من یفجرك و بریکشیریم یعنی از باطن میگذاریم یعنی من
 کسی که معصیت و رز و دینی فراموشی کند ترا خواهد نفس باشد و خواهد خلق قول تعالی لا تجزوا
 یومنون با بعد و الیوم الآخر یوادون من حاد الله و رسوله هر که ایمان بخدا و روز آخرت
 آورد هرگز دوست ندارد و آنرا که دشمن خدا و رسول خداست و عید درین باب در آیات و
 احادیث بسیار آمده و ایستادن درین مقام در غایت صعوبت و اشکال ایمان کامل آنکه
 بدل زبان و جوارح مخالف اختیار شهید و اگر استقدر نباشد باری دل از محبت و معرفت
 ایشان نگاهدارند و ذلک اصناف الایمان اللهم ایاک نعبد و یتبری از ماسوی که در ظلم
 و ترک اختیار نمودن بر جاده اخلاص استقامت بر سجاده عبادت اقامت نموده میگوید
 خداوند ترا عبادت میکنیم نه غیر ترا و مطلوب و مقصود تویی نه از خاص دنیا و عوالم
 آخرت و لذت و تنجید و برای تو فرمان برداری امر تو و طلب صنای تو نماز می
 و سجد میکنیم عبادت بسیار است و چون نماز فضل عبادت و ارفع قربات بود از جهت
 اشتمال اوقام عبادت و قربات را و بافضل مباحث است تخصیص کرد و ازانکه
 باز چون سجد و فضل ارکان نماز بود و اکمل احوال که بنده را با خدا قربت بخشد بعد از ذکر
 نماز ذکر سجد کرد و در حدیث آمده است که چون بنده در نماز ایستد جوهر رحمت نثار
 کنند و چون بر کعبه رود بقایای رحمت تمام بروی نثار شود و چون سر سجد برود گویند
 رحمان افتاد و هر دو دست بر اقدام وی نهاد بعد از تصور و ملاحظه این معنی شکل که سب
 صادق سر از سجد بر دارد تا مشاهده محبوب نکند و گوهر مقصود بدست نیارد و فضایل
 نماز و اسرار و حقایق آنرا مشایخ بر قدر معرفت و مطابق مقام خود بیان کرده اند از آنجا
 طلب باید داشت برای تقویت باعثه از شناخت قدر نماز را و هر که از اهل حضور است
 است بقدر حال خود نصیبه از آن دارد و بعد الموفق و الیک نسبح و نحمد و بسوی تو

نه بسوی غیر تو میگیریم و ترا خداست میگیریم خدا یعنی خدمت است و حافظ خادم را گویند
 و محذور و محذور و بعضی سبک در عمل مشتاقی نیز باید درین فقره نیز بیان خلاص و توجیه
 میکند و نوزود حمتك و بخشى عذابك و با آنکه بقدر وسع و طاقت خدمتی میکنیم و سعی
 در طریق تقرب نمائیم ولیکن امیدواری بر حمت تو داریم و از عذاب تو میترسیم هر چه
 استحقاق بر تو نیست ثواب محض فضل است و عقاب عدل تو بنا بر وعد و وعیدی
 کرده و ثواب عقاب اطاعت و معصیت ربط و تعلق داده و سبب خسته نزد خدا در طاعت
 امید و بر حمت تو نیم و بار کتاب معصیت ترسکار از غضب تو ایمان بین الخوف و الراجا
 بودن است با وجود سبقت رحمت بر غضب لهذا امیدواری بر حمت را مقدم آورد
 بر ترسکاری از غضب آنها که خواص در گم تکرار کنید و هشت زدگان عالم تسلیمند
 نوید شود که رحمت حق عام است و مغرور مشوک خاصگان در بینند ان خدا بک
 بالکفاد ملحق بدستی است که عذاب تو بکافران لاحق و پیوسته است با سوت
 کرده شده است ایراد این کلام بعد از نومن بک ناظر در جانب امیدواری است
 بکس حار و فتح آن هر دو خوانده اند معنی هر دو یکی است فی القاموس گفته اند که کالحق
 و هذا لازم و متعذران عذابک بالکفار ملحق ای لاحق و فتح حسن و الصواب آهلی کلام
 تکلمه در بعضی کتب فقه حنفیه سطور است که اگر بعد از دعا مذکور این دعا را که تاثیر
 است و قنوت مذہب شافعی است حضرت صلوات الله علیه وسلم آنرا با نام حسن سلام
 علیه و علی آباءه الکرام تعلیم فرموده نیز بخواند بهتر و جامع تر باشد اللهم اهدنا فیمن
 هدیت خدا و نذاره راست نما مار در ضمن آن جماعه که راه راست نموده ایشان را هدایت
 فیمن حافیت و عافیت بخش مار در آن جماعه که عاقبت بخشیده ایشان و تولیت
 فیمن تولیت و دوست دار و متولی امور ما شود رایح جماعه که دوست داشته ایشان را
 و متولی امور ایشان شده و باریک لنا فیما حاطیت و برکت ده مار در هر چیزیکه و اذنه از

تعمت و قنار بناشده قضیت و گمار مارا ای پروردگار ما از شر آنچه مفسدا کرده امانت
 تقضی لایقظ علیک بدرستیکه تو حکم میکنی و حکم کرده نمیشود بر تو انه لایدل من
 والیت بدرستیکه شان ایش که خوار نمیشود کسیکه دوست میداری تو او را و لایغیر
 من عادت و عزیز نمی شود کسیکه دشمن میداری تو او را و المهتدی من هدایت
 و راه راست یابنده کسیست که راه راست نموده تو او را تبارکت و بنا و تعالیت بزرگوار
 ای پروردگار ما بلند مرتبه که هیچکس کمال تو نرسد یا ذوالجلال و الاکرام و انجاوند
 صفات سلبدیه شوبیه اعف و ارحم بیا مرز و رحمت کن و تجاوز عما تعلم و بگذر از آنچه میدانی
 از گنایان ما انک انت الاعز الاکرم بدرستیکه غالب تری و تو کریم تری از هر غایب
 و از هر کریم و صلے الله علی محمد و آلہ وسلم

الرسالة الثامنة والثلاثون بحقیب البرکات به بیان معنی التعمیات

لا اله الا الله محمد رسول الله

التعمیات لله تمامه عبادات قولیه و الصلوات و تمامه عبادات فعلیه و الطیبات
 و تمامه عبادات مالیه ثابت است مرضای تعالی و تقدیر این سخن تفسیر کرده اند این
 کلمات را رسم است که چون در حضرت ملوک در آید او را سلام کنند و ثنا خوانند ثانیاً
 خدمت کنند و حجز و نیاز نمایند ثالثاً تحفه بگذرانند لایق حضرت تا مقبول در گاه و شبان
 عنایات حضرت بادشاه شوند امام محی الدین نوادی در شرح مسلم میگوید تخیث بمعنی سلام
 و ملک بقا و عظمت و حیات ابد و تخیث بر لفظ جمع آورد زیرا که بادشاهان عالم از عز
 و عجم تخیثی مخصوص بود که اصحاب ایشان مرایشان را بدان تعظیم و تکریم میکردند پس میگوید
 تخیث همه ثابت است مرادشاه بادشاهان را که خالق عالم هست و او است بحقیقت
 مستحق آنها و بر دیگران جز عاریتی بدین نیست که مانی در شرح صحیح بخاری از خطاب نقل
 می نماید که تخیث رعایا ملوک که نزد ملاقات بدان تخیث میکردند کلمات مخصوص بودند

چنانچه در عرب انعم نه صباحاً و در محرم زمی هزار سال مانند آن میگفتند و امثال این الفاظ را
 صلاحیت آنکه بان تحیت بر کردگار تقالے توان کرد و بود پس خصوصیات الفاظ گذرا
 و معنی مطلق تعظیم استعمالش کرد و گفت ائحیات الهامی جمیع انواع تعظیم ثابت اله تقالی شای
 و اوست مستحق آن نه غیر او و وصلوات یعنی نمازهای فرایین و نوافل برای اوست و صلوة ا
 بمعنی دعای عزیز حمل کنند امی الدعوات کلها الله و بعضی حرمت نیز گویند یعنی حرمتها همه از او
 و هو الرحمن الرحیم و الطیبات کلمات طیبه اعمال صالحة نیز مراد دارند و تمامه بمعنی صحیح است
 و مناسب مقام السلام علیک ایها الذبی رحمة الله و بركاته سلام بر تو باد امی پیغمبر و حرمت
 خدا و بركاتهای او و حق سبحانه و تعالی الامر فرمود در کتاب مجید مومنان را که صلوة او سلام
 بفرستید بر پیغمبر صلی الله علیه سلم کیفیت سلام نیست که در اینجا مذکور شد و کیفیت صلوات
 در آخر تشهد معلوم شود اگر گویند که خطاب مر حاضر را بود و آنحضرت صلی الله علیه سلم در مقام
 نه حاضر است پس تعزیر این خطاب چه باشد جواب این آنست که چون ورود این کلمه در صل
 یعنی در شب معراج بصیغه خطاب بود دیگر تعزیرش ندادند و بر همان اصل گذاشتند
 و در شرح صحیح بخاری میگوید که صحابه در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم سلام بصیغه خطاب
 میگفتند و بعد از زمان حیاتش اینچنین میگفتند سلام علی الهی و رحمة الله و بركاته بلفظ
 خطاب بعضی عرفا از ارباب تحقیق گفته اند که آنحضرت باعتبار سر بیان حقیقت می صلی الله
 علیه وسلم در فرایم موجودات و احاطه ذات بابرکات وی بسایر ممکنات در ذات صلی
 حاضر و شایسته و دور و دصیغه خطاب در حقیقت بملاحظه آن حضور و شرفوست صلی
 علیک یا رسول الله وسلم فایده در احادیث صحیحیه واقع است که هر بنده مومن
 بر آنحضرت سلام میفرستد آنحضرت بنفس شریف خود جواب سلام او میگوید در اینجا صحیح
 نیست خلاف در آنست که این رو سلام از آنحضرت مخصوص است بزایران غیر آن
 که در حضرت در آیند و بر طریقه داخلان مجلس سلام میگویند یا شامل است مرصلیان ا

توضیح
 صلوات
 آنحضرت
 در آنوقت
 صلوات
 آنحضرت
 در آنوقت

نیز که در قرآنه تشهد بلفظی که مذکور شد سلام فرستند و انظار بر موهوم و هو العقول صحیح مگر
 فرق آن باشد که سلام زیر این میواسطه بیح شریف میرسد و از دیگران بوساطت ملائکه
 یا حین که حضرت عزت ایشان را به تبلیغ صلوات و سلام از امت بر آنحضرت صلی الله
 علیه و سلم برگماشته است چنانچه در احادیث واقع شده است و الله اعلم السلام علینا
 و علی عباد الله الصالحین سلام بر ما و بر بندگان خدا که صالح اند اگر گویند در
 این سلام چنانچه مشهور است آنحضرت پروردگار تعالی است بر رسول نام علیه الصلوة
 و السلام در شب معراج پس ظاهر در سلام است بر آمدن تعالی جوایش آنکه سلام دعاست
 بسلامت ازافات و کمرویات و وی تعالی و تقدس منزله و مستغنی است از آنکه برود
 و عا بسلامت کند پس بدین آن سلام به بندگان خاص می فرستاد که مقربان قاصد
 و متعلق بذیل عزت اویند و در حدیث صحیح آمده که چون صحابه خلف آنحضرت صلی الله
 علیه و سلم در نماز گفتند السلام علی ائمة من عبادہ و علی جبرئیل میکائیل علی فلان فلان
 آنحضرت بجانب صحابه دید و گفت ان الله هو السلام فاذا صلے احدکم فليقل التحیات
 و الصلوات و الطیبات اسلام علیک ایها البنی و رحمة الله وبرکاته اسلام علینا و علی عباد الله
 الصالحین فرمود خدا خود سلام است یعنی خداوند سلامت سلامت بحسن دیگران
 سلام بر کومعنی ندارد و سلام بر من فرستید و بر بندگان صالح وی تا بر بنده صالح که در
 زمین آسمان است برسد جبرئیل میکائیل و غیر ایشان همه در آنجا داخل اند اشمهدان
 لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده و رسوله اول شهادت است بخدای خدا و ثانی
 بر سالت محمد صلی الله علیه و سلم و بتحقق در بعضی روایات آمده است زیاده و حد لا شکر
 و اگر این زیاده را نیز بخوانند بی شبهه درست بود ولیکن وایت صحیح در مذہب حنفی همان
 اولی است که مذکور شد و بعد از تشهد درود بخواند و آن سنت است نزد حنفیه و در
 نزد شافعی کیفیت آن در احادیث بصیغهای مختلف آمده و اگر باین صیغه بخوانند

کفایت است اللهم صل علی محمد علی آل محمد کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم انک حمید
 وفقی نسخة اللهم بارک علی محمد علی آل محمد وبارک وسلم کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم
 انک حمید مجید ودرین تشبیه باعتبار لزوم قوت وجه تشبیه در شبهه سخن است واز آن
 جوابها گفته اند تمامه آن در رساله جذب القلوب جدا مذکور شده است و حسن جواب آنکه
 تشبیه اینجا در نفس صلوات است چنانکه در قول می عز و علا انا و حدینا الیک کما اوحینا
 الی نوح و ظهور و شهرة وجه تشبیه در شبهه کفایت است و بعد از تشهد و صلوات از او عبیه
 هر چه خوش آید بخواند و اگر از ما ثورات بخواند فضل است و از آنچه ما ثورت یکی نیست که
 آنحضرت صلی الله علیه و سلم بصدیق اکبر بالتاسمی تعلیم فرموده رب انی ظلمت نفسي
 کثیرا و لا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک و ارحمنی انک انت الغفور الرحیم
 ویکلین دعا بخواند اللهم انی اعوذ بک من فتنه عذاب القبر و من فتنه عذاب النار
 و من فتنه السج الدجال و من فتنه الخمر و الماشم و من فتنه الهیاء و الملمات و اعوذ بک
 من الفتن باظهر منها و ما یبطن اللهم اغفر لی ما قدست و ما اخرت و ما اسررت و ما علنت
 و ما اسررت و ما انت اعلم به منی و ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب
 النار نیز بخواند که جامع و شامل است ۴

الرسله التاسعه الثلثون تثبیت الفوائد بتصور عظمت رب العباد ۵

لا اله الا الله محمد رسول الله

اللهم صغر الدنیا باعیننا و عظم جلالک فی قلوبنا برتوبایک فرزند و لبند تصور عظمت
 و کبر یابی حق که هیچ چیز عظیم تر و کبیر تر از ذات وی تعالی نیست و هو جل العظیم
 آدمی چون نظر بر ماهیت امکانی خود بیند از وجدان احتیاج نیستی خود در یاد که
 در نظر ادراک متلاشی و معدوم گردد و خود را هیچ در دنیا بدیچی باید که نشان هیچی در
 بروی نیز تمهت وجود هستی نهادن است این حقیر را گاهی در هنگام صفائی وقت

و بار یکی نظر جوان نظر بر تعین وجودی خود افتد ساعتی نگذشته باشد و لحظه نرفته که از نظر
 متلاشی و فانی گردد بر مثال ابر پاره رقیق در آسمان نگاه کرده باشی که تا میرود رقیق
 و بار یک ترمی افتد در فته رفته متلاشی و فانی میگردد و گاهی که حدت نظر و صفای وقت
 از آن کمترست مانند پوست پاره خفیف که نه خراب رخته زده که نخورد و هیچ هیچ منظور گردد
 و گاهی مثل تحکم بعضی میوه مانند سیب شفتالو که بجایت سست و ضعیفست و هنگامی
 مثل خشک شدن دانه یا ذره یا از آن نیز کمتر و گاهی که وقت نظر از غمناهی تعلق بوجود مکانی
 مجرد تر و صاف تر بر وجه صهل چنانچه نفس الامر است باشد محدود مطلق یا بدو هیچ اثر
 هستی و نشان خود بینی نه ایجاد فضایی نورانی که مشغولان نقشند به نور اندر او اجزم
 در وقت توجه میمانند افتد و بگویند که خود را در فضای نورانی یافتیم خود را چه یابند یعنی
 نور در آن چنان بسیط و لطیف شد که این حالت روی نمود که رحمت تعین جوی از نیاید
 بطریق چون چکر کثیف از میان بر افتد که سایه انداخته مانع روشنائی آفتابی یا چرخ
 شده باشد لاجرم فضای نورانی پیدا گردد و خود را یافتیم یعنی خود را که می یافتیم کم گرییم
 سبحان الله کجا اقدام وجه روی نمود قطعاً در قصد بیان این سخن نبود مقصود آن
 بود که برای حفظ اوقات و معمولی باطن و غنای قلب امتداد وجود بنور حضور صفای
 حال و فراغ وقت تصور عظمت وجود حق و علیه قدرت و انبساط علم وی لازم گیر
 هیچ نمودن هستی خود و دریافت فل صفا و احتقار حال خود لازم اوست یا مقدم
 اوست شهود نیستی خود اگر چه صهل نفس الامر است اما هنوز گرفتاری بدان از هستی و
 خود پرستی است چرا نظر بلند نباید داشت و بجانب علو نباید رفت و نظر بر نور حق جو
 مطلق و عظمت کبرایمی او نه گذاشت که تمامه هستی ماسی علوی وسیله عقیده و حقیقت
 در جنب آن محو و متلاشی است و کلمه الیه در او را آورده اللهم انی صحبت مرتهنا
 بعلیه و هیچ امری بیدخیری فلا فقیر فقر منی این فقیر گاهی بعد از این کلمه انجمن میخوانند

و انچه صحیح امری میدکند فلان معنی عینی منی و بعد از تصور عظمت جلال حق این ساط
 نورانیت و کمال آن سنجیده و سلم بین و مشاهده کن که چه بادشاهی است
 و چه صاحب غریب نواز و ملکی دنیا دیدن بخش است که هر یک از نوکران و بندگان
 درگاه او زنده گرداننده دین اویند و فریادرس جن و انس و بادشاه زمین و
 آسمان و متصرف در ملک و ملکوت اند بعد از آن در انوار ولایت و سیادت
 این خاصگان نظر کن و مستغنی از عوالم الناس باش اینچا مقصود آدم و در اول
 مکتوب محفوظ همین بود مقصود آن دهم که ترا یا خود را دومی نیت تو منی من
 بلکه طالب جمعیت وقت و کشا دین را که اینچا نیز بجهت جامعه هم در و هم کاری
 و هم پیشگی دومی نیت بصیحت کنم تا از ابناء روزگار و ترس اغیار بر روی خطی
 و وسواسی و نگرانی دل و تشویش وقت و فتور حال او دنیا بد دل چون خلع
 عظمت حق و بغزت محمدی شد دیگر کجا جای و وسواس و خلعت غیر خواهد آمد
 و اگر از مقام شهود و عظمت کبریا تنزل کنی و بعالم بشریت و خود خواهی آر خواهی
 مطالب حصول مقاصد انی امید و اربش که اینچا همه مطالب حاصل است
 آخر ملک ملک خداست و متصرف و مدبر اوست و بر نیابت و وکالت و
 سفارت و رسالت او سنجیده او خاصگان درگاه و حاضران گاه بیگانه او است
 دیگر کیفیت و سعادت العزت و لرسوله و للمومنین و لکن المنافقین لا یعملون منافقان
 آنها که زبان لا اله الا الله محمد رسول الله میگویند و در دل ظلمت شرک و نظر
 بر اغیار دارند بلاحظه و بادب شریعت نزدیک تر گویم منافق نیستند لکن
 منافق صفتا نند ثاب الله علینا و علیهم شیخ مذکور الله بانجیر در شغال یصنع صلوات
 اللهم صل علی محمد و آل محمد صیبر ابراقه تقدیم یکدیگر میگفت بین که در چه دریا با غوطه نری اللهم کفنی و ذری
 کما ان علی بن خاندی چون علی میگفتی در دریا فضل و چه غیر غوطه کرد زباله و صحابه در دریا

کمالات ایشان عموماً کسی کردی آخری نصیب اعتماد و هوشی دست ازین بچکند
 صورت نذر و بدان اسی فرزند که افیناے وقت و ابار روزگار هم چقدر قسم اند
 جامعه از ایشان که فی الجمله در دمی دارند و از طلیه انصاف بتیمی عاری نمیشند
 و گاه گاهی بر مثال استوقد ناراً نو معرفت بر دل ایشان سے تا به روز فطقت
 بهت بیاری می آیند خاطر از جانب ایشان جمع دار بلکه متوقع خیر و دوستی و انصاف
 باس یعنی دغدغه خاطر از میان بردارند گرفتار صحبت و دوستی ایشان شود بعضی
 دیگر که انصاف نو ززند و مکار بره نمایند اگر حرف زبانی تشویش دهند و بدلول
 و بدیاد کنند چه زیان حرف زبانی بسیار و مشهور است هیچ زبانی از ان نبرد
 مگر گرفتار آن نفس تا که مدح و ثنا خود خواهند و نزد ایشان عزت و سر فرازی
 فرمان عتق است که و اصبر علی ما لیتولون و اهجرجم هجر اجمیلا و اگر زیان اندیشی
 کنند و در مقام انبیا می جانی بنیاند سبیل هجرت بحرم خدا و مدینه منوره است که
 هجرت است انبیا است و هوا صلیطه العظیم بارے وقت را غارت مکن و صحبت
 از دست مده و فرصت غنیمت دان و خاطر جمع دار و امیدوار باش این عالم
 بخوان که سید عالم صلی الله علیه و سلم بفرزند خود سید حسن بن علی رضی الله
 که اول قطاب این ممت و ملت های خلافت کبرای است در معامله آموخته
 اللهم اقدر فی قلبی رجاءک واقطع رجائی عن سواک حتی لا ارجو احداً
 غیرک بے سابقه اختیار این کلمات متصور گشت و بزبان قلم آمد شاید
 که تضمن خیرے باشد و یا بعد التوفیق والعاقبة بالخیر

ارسالة الاربعة وعشرون من فضل رسول الله صلى الله عليه وسلم

لا اله الا الله محمد رسول الله

مان ای افشن خیر التفصیر در عمل میکنی و نیز کار کردن می نشینی بر خیر و کاری

باطنش ترک عمل نکاسل است یا بسل خیال نکاسل خود یا وهست توجیه وجه خبری
 موجود تو از تو نیست و تو از ازان توفی دیگری ترا پیدا کرده و در تو توفی نهاده
 و ترا برای کاری آفریده و بدان امر کرده و توفیق کار بخشیده و سباب آن
 ساخته جنباشده او و گرداننده او میگردد و اندو میخاند چنانکه میخواید بر چه فرمود
 بکن و چنانچه میخواهد بجنب تو در میان میا و خود را بین الممالک تصرف
 فی ملکه کیفیت ایشار این بدان ماند که یکی لعبی از گل سازد و آنرا در دست بگیرد
 و بچیناند و آن لعبت بر خود برچید و خواهد که بچیند ازین گذشته این عبادت
 که تو میکنی چه برین می نازمی و چه او را اعتبار میکنی و چه قدر می بینی که در آن نکاسل
 میکنی و بر آن تهمت نام می بینی و اگر هست برای خود میکنی بر که سنت می بینی
 بر خدا و رسول خدا یا خلق مینون علیک ان اسلموا قل لا تنوا علی اسلامکم بل
 علین علیکم ان بدانم للایمان و خلق را از عمل توجیه فائده که برایشان می نازی
 کسے براسے خود کارے کند و منت بر دیگری نهد یا وهست تو خود در رسم خود
 یک کار برای خدا نکرده و همه براسے اجرت میکنی و در دنیا و آخرت ازان
 امید داری و براسے نفس خود گناله کسب میکنی و توشه راه آخرت می ساز
 پس بر خدا صحبت ان حسنم حسنم لائفکم فاسد و عمل تو عسر اسر خوا
 و دعا و آرزو و طلب است این بندگی نیست بندگی آنکه خالص برای خدا
 کنی و خود را میخواهی چندین اهل دنیا کیسه و کاری براسے خود میکنند و در طلب
 معیشت میدوند و جاهل میکنند تو نیز براسے خود کارے کرده بلکه حرص
 و طمع تو زیاده از ایشان است که کار تو براسے صلاح دنیا و آخرت است
 و ایشان خود همین براسے دنیا میدوند و باز آخرت فارغ نشدند کما علی طریقت
 و نماز سن بر که فرصت را غنیمت میدانی و از خدا نمی ترسی که بکن برت شاره بتر

باز گیرد و ترا بیکار نشاند و چون تاریکے لان محبت دنیا در باطن تو بریزد
 و در طلب آن سرگردان سازد و ترا با تو گذارد و خیالات بیپوده و کج سر
 پریشانی بر تو بگمارد و در بطالت محصیت اندازد و خوار گرداند و نام ترا از دیوان
 اہل سعادت محو کند آن زمان دانی کہ حال تو چیست و دیگر شپمانی خوری و سو نمکند
 نعمتہا سے خدا در خود منی نگرے و شکر نیکنے بر خیزد بر خیز عمل کن و شکر گو کہ ہم با عشا
 مزید توفیق عمل خواهد بود و ہم سبب زیادہ نعمت و اگر نیکے نگرے و ہم ہم
 سلیم کار فرمائی ہمین مزید توفیق عمل خواه کہ ہمہ در اینجا است و بہترین جزا
 عمل کہ عالمان طلبند ہمین زیادتی عمل است فردا ہی کہ چه چیز ناما بخود
 برے و چه نور ناما از باطن تو سر برزند و چه چیز ناما بیرون آید حیران شوے
 و کوئی اسی کاش شپتر و بہتر ازین کار میکردیم و کیساعت و رو نیا بیکار نمی
 نشتم حسرتے کہ فردا مردوم را باشد ہمین باشد کہ چرا کار نکرند و اگر کردند
 چرا بشپتر نکرند و نیا جائے کار و مزد آخرت ہر چه اینجا کار زند اینجا بدرونند
 و بدانکہ در عمل نور سے بناوہ اند ہر کہ عمل ترک کرد نور سی از وی فوت شد خصوصاً
 در فرایض و واجبات و سنت موکدہ کہ نور در اینجا قومی و اتم و اکل سعادت و
 مہربانی و عنایت الہی تقائے نگر کہ بر بندگان دارد و گفت این عملہا را
 البتہ کنید و از دست ندید و بتقصیر از خود در حق خود رضی نباشید و اگر
 نکنید در محل عقاب عقاب آید نہ ہی عنایت کہ بزور و تکلیف بندہ را بمقام
 قرب حضور میخواند عجب یک من قوم یقارون بالسلاسل الی الجنۃ چرا سے
 نفس خود را بزور از نور ظلمت می بری و از بزم حضور بیرون در اندازد
 و تیرہ بر پا خود میزنے اللہ ولے الذین امنوا بجز ہمین من الظلمات الی النور
 بر خیزد و در بزم نور حضور درون او عمل کن و عمل بے خدا کن و خود را از نظر

خود ساقط کن اگر چه حصول این حالت در اختیار تو نیست و در طاقت تو
 نه این کار خداست و فعل او عمل کن و دعا کن و شکر گو و حاجت کن و وبال
 این حال نیز عطا خواهد کرد و بنقد عمل از دست مده که هر چه هست از عمل است
 سنت الهی برین جاری شده که هرگز اینبواز داز راه طاعت بنواز و هرگز
 بر اندازد از راه معصیت بر اندازد و همه فضل اوست اما فضل خود را منوط
 بعمل گردانید و عمل نیز فضل اوست ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء و اللہ
 ذو الفضل العظیم و اگر باعث بر ترک عمل کسل است ساعتی صبر کن قدیم
 ثابت دار و سر پر بسته غفلت و کسالت منه چندان نوزانیت در باطن
 بیند از ندگو یا حیائے تو در قالب وقت تو رنجیتند علاج کسل صبر است که
 الشجاعت صبر ساعتی و اگر بنگلبه کسل سر پر بسته خواب بناد و شیطاں
 ہم آغوش تو گردد و تا دم صبح ترا در خواب اندازد و درون ترا تاریک گرداند
 اگر بر نیزے و بخود آئی و وبال و پرازگر غفلت بفیثانی و ذکر گوئی و در صلو
 کنے و متوجہ شہی و حاضر آئی الحظہ بحظہ نور بیفزاید تا وجود تمام نوزانی گردد
 و اگر باعث کسل امتلاے طعام است در طعام بسیار خوردن سعادت تو
 نیست و ترا بر اے طعام خوردن نیا فریده اند و اگر خلبه خواب است خواب
 در حکم مرگ است و تو خود از مرگ میگریزے بخواب چرا صنی شد می خود را
 در حکم اموات چرا انداختی و اگر موجب کسل ضعف ایمان و فتور اعتقاد و طریق
 ظلمت و عروص غفلت است ساعتی خوش مشغول باش که نور حضور
 این ظلمات را پاره کند و بحال خود بیائے و نماز گے در ایمان و انشراح
 در سینہ و نورے در دل پیدا آید و بدانکہ هیچ چیز موثر تر در حدوث
 نور حضور از استقامت بر عمل و ادب است آن نیست سخت بهین کسل بخیز

و شروع در عمل کن خصوصاً نماز که فاضلترین علمهاست مخصوصاً نماز شب
 یک کعبت تمام نکرده باشی که حال گشته و عظمت خلقت بدر گرفته و زنگ
 کسالت بر طرف شده و تازگی و نوزی و ذوقی پیدا شده باش
 و هر عملی که کنی خوب کن و بجد کن و باد بکن و ارکان و شرایط
 آنرا خوب بجا آر چه دانی که شاید که همین آخر عمل تو باشد
 و همین ساعت آخر عمر تو بود هر شب بار بارش و در
 یاب که چه گفتم دیگر تو دانی پس
 کار کن کار بگذرا ز گفتار
 کاندزین راه کار
 دارد کارها

منت کتابه الریاض الاربعین ویتلوانا بازا و علیها بعون رب
 العالمین و فضل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ
 و صحابہ و اتباعہ ہدایۃ طریق الحق و مجیبی علوم الدین ✽

منت کتاب

تکمیل

بسم الله الرحمن الرحيم

اعدادی که در اذکار و تسبیحات و مقادیر احکام و عبادات تعیین یافته است
 که جز شایع که واضح است حکمت آنرا نداند و بکند آن نرسد و عدد اربعین در کمال
 و کمال خاصیت و اثرش خاص است که در غیر آن نیست خمرت طینة آدم اربعین صبا
 و تم میقات رب اربعین لیلته و بعثه الله علیه راس اربعین سنه از دلایل صدق
 آنست و من حفظ علی امتی اربعین حدیثا و من ادرک صلوة الجماعة اربعین
 صبا حاضرا از نشایح و ثمرات آن مانیز اگر در جمیع این چهل رساله که حکم عمر چهل ساله
 دار و تبیین و تبرک بدان جویم و در حصول کمال بدان فال نسیم از عالم رحمت
 و مناسبت دور نباشد بعد از آن هر چه بران اقرا ید جدا گویم اگر آن نیز چهل
 رسید فور علی نوز و اگر نرسید تکلمه و تمیسم آن باشد و در رسم عنوان
 اختیار بدست کاتب است یا اول و ثانی بنویسد یا حامی و واربعون و
 ثانی و واربعون بیکار در حال مرد و لفظ یک است لفظ اختیار بر لفظ دوم
 افتاد که نقیض اخیر است فنقول با الله التوفیق

الرسالۃ الحادیہ والاربعون تنویر القم لیلۃ البدر فی تصویر معنی

شرح اصد

الصدور سولہ

انمن شرح الصد صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربہ باید دانست کہ شرح
 صدر از سنی مناصب انحر مناقب اہل بغم و اعظم موہب الہی است کہ حق
 سید السادات و خلاصہ کائنات را کہ حبیب خاص مقرب مخصوص در گاہ است
 علیہ من اصلوات فضلہا و من التحیات التہابا و اکملہا بدان تخصیص فرمودہ
 سورہ الم شرح لک صدر ک ایامی امتنان این نعمت خرد فرستاد و مرد
 بشیر صدر در اینجا توسیع و تنسیح صدر شریف اوست انویر امی جمع کردن مناجات
 حق و شہود وحدت و دعوت خلق و مباشرت کثرہ با بداع اسرار و حکم و انزال
 انوار معارف و علوم و از الہ ظلمات جہل و ضیق و نکرت و غم سلفی و وحی و تحمل بار
 نبوت کہ از سختی و گرانی آن پشت طاقت بشریت اورا من شکست و قول و
 عز و جل و وضعنا عنک و زرک الذمی انقص ظہرک اشارت بآنست تا حاضر
 و غایب و کاین و باین و جامع مرتبہ فرق و جمع گشته و بار مکارہ و شداید
 اینکار برداشته با رعایت اداب لیا طاقرب جمع نمود و صونے کاین باین
 گویند پر تو از نور انیت این حال و اثر سے از سطوت ان مقام است
 ہرگز وجود حاضر غایب شنیدہ ہ من در میان جمیع و دلم جامی دیگر است
 در صافت ز صافت بیرون ہ در اصناف ز اصناف بیرون قال
 قال لالمن شرح الصد صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربہ میفرماید کہ سید
 بکشاید خدا سینہ اورا برائے قبول دین اسلام و انصاف بصفت اسلام
 پس آنکس مستولی و مستعلی بر نوریت از پروردگار خود و اعظم اسباب شرح صد

نوریت که بارستحالی در دل بنده می تاباند و آن نور توحید و ایمان است که چون
 در دل بنده افتاد فرج و سرور و کثرت در سینه و فراخی در دل او پیدا آید چون
 آن نور مفقود گشت در تنگ دلی افتاد و بسجته و مشقت گرفتار شد قال النبی صلی الله
 علیه و سلم افتاد دخل النور فی القلب یفسخ و ینشر چون در آید در دل نور ایمان
 فراخ گردد و کثرت در دل صحی بر گفتند یا رسول الله با علامته ذلک النور یب
 یشان در دل در آمدن آن نور فرمود الا انما یته الی دار الخلود و التجابی عن دا
 الغرور فرمود شان در آمدن آن نور در دل روی آوردن در جوج نمودن
 بنده است بدار آخرت که همیشه و پاینده است و دور شدن و مقید و گرفتار
 نابودن و دل بر کندن است از سرای دنیا که فریب بنده و از راه برنده است
 و بطاهر خود را آراسته و پیراسته نماید و بکبر و غرور و دلایل دل از عاشقان خود
 بریاید چه بر روشنائی نور ایمان بدیده بصیرت بخت یقین در یابد که بنامی گام
 دنیا ناستوار و ناپاینده است و آخرت دایم و باقیست لاجرم هر کس از دار فنا
 بگذراند و توجه باطن بدار بقا آورد و توشه حسنات برای سلوک راه سفر
 با خود و آرد و نصیب شخص از الشرح صدر و فراخی دل بر اندازد نصیب است
 ازین نور و نور را در کثرت در سینه و فراخی دل اثر است تمام است و از بخت است
 که نور محسوس نیز در شرح صدر و فرج خاطر خطی و افرو دارد و طلیعت محسوس بجان
 تا گفته اند که نفس ناطقه عاشق نور است هر جا که بر تو کسی از نور در یابد روی
 توجه بهمان جانب آنچو بهمان طرف بشتابد لکن بر خورشید تابان
 جمالت عاشق است هر کس شب تاب هم دست میدارد و دم و از بخت است
 که در خانه روشن خواب کمتر آید که نفس بسبب توحید و اقبال بر روشنائی از نور
 بیرون افتد چون تاریک شود بجانب درون رود و بطلیعت آید خواب آید

سیزم وصل توام دیده روی خواب ندید چرخ روی تو در پیش خواب را
 چه مجال + و بحقیقت نور خواهی بود یا عقلی بر توست از نور وجود باری تعالی تقلید
 هست و نور نام ذات پاک مقدس اوست که ابد نور السموات و الارض و این نور
 بر ذرات موجودات تافته و تمامه محوسات و معقولات را در گرفته هر جان موصوفی
 و برنگی دیگر ظهور یافته است و چون مبداء و قیوم همه اشیا و وجود حق است که
 نور الانوار و موجود و نظر تمامه احکام و آثار است لاجرم همه محب نور و طالع
 ظهور دهند که هر کس ستم و مر بے خود را دوست دارد و چه غلام آقا بم نهد آفتاب
 گویم + نه ششم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم + و با کجمله ظهور نور از سبب
 فح و سرور و نور انبیت قلوب و الشرح صد درست دیگر از سبب شرح
 صدر علم است چه علم دل را چنان متع و مشرح سازد که هر گوشه ازان از برهان
 و زمین فراخ تر شود و همه اشامل و بر همه محیط گردد و چندان که علم شخص زیاده تر
 شود شرح صدر که نور زیاده تر گردد و مراد ازان هر علمی نیست بلکه علمی است که از
 پیغمبر صلوات الله علیه سلم میراث مانده است و خود را از انبیا میراثی جز علم نمانده که
 ان الانبیا لم یورثوا دینا را و لا درهما و انما ورثوا العلم اشارت بدان علم است
 و روزگاری دراز است که موهومات و صناعات چند از ظلمت فلسفه در میان آمده
 فضائے دین اسلام را تاریک ساخته است و طائفه را از راه بزود است طلاق
 جهل بران اولی و اخری است از علم فانی مانده و انا الیه اجعون حکمت
 یونانیان پیغام فطرت است و هوا حکمت یونانیان فرموده چه نیست + اللهم انما نعوذ
 من علم لا ینفع و قلب لا یخشع و از علم دین انابت و محبت حق تولد کند و محبت
 در شرح صدر مدخله عظیم است چندانکه محبت تمام تر شرح صدر زیاده تر و کما
 و بحقیقت علم اعم و اوسع صفات حق جل و علاست که وسعت و فراخی وی تمام

علم دین است
 فلسفه

با هیات از موجودات و معدومات و ممکنات و مستغبات و کلیات و جزئیات
 دیگر گرفته است چنانچه هیچ چیز از احاطه و تعلق این صفت بیرون نیفتد بخلاف
 صفات دیگر از قدرت و ارادت و کلام و سمع و بصر که در متعلقات آنها نوعی از
 تقدیر و تخصیص ثابت است و سر در نسبت علم مخلوقات که بر توکل و علم غیر منتها
 الهی است در تشریح صدر و سعت قلب فراغ خاطر و کثرت کار که فرج هر روز
 لازم است این میتواند بود و محبت نیز چون سبب از خود رستن در زنجیر است
 که مایه تمامه قیود و تعینات است گسستن است و بغضای شوق و هواست انس
 پرداز نمودن و باعث بقیدی و طبع الفزار گسسته چهار شدن است سبب
 کشا و سینه و فراخی دل باشد خصوصا که متعلق محبت عالم لاهوتیه که محبوب است
 و لایزال حضرت ذوالجلال باشد و سبب عظم و موجب اقوی از صنیق صدر است
 اعراض از حق و تعلق دل بغیر انجانب و دوستی با مساوی دوست و محبت دوست
 یکی محبت است که بهشت ایچمان و عیش دنیا و سرور نفس و لذت دل و غیر روح و دود
 همه اندوه است و این محبت چون سبب است یکی محبت است که عذاب روح
 و زندان دل و صنیق صدر و خمیر مایه همه اندوههاست و آن محبت غیر حق است
 ساهی غم و درد و تو سر بایه شادی و سرور و شادی از غیر تو سرمایه چندین
 غم و درد و از جمله اسباب شرح صدر و اوم ذکر حق است در همه احوال که سبب
 ظهور نور توحید و صفای وقت و نور لطیفه قلب و مورث در یافت حلاوت ایمان
 و موجب صعود کلمه طیبه بجناب قدس است و نیز ذکر چون خالص شود و دایمی باشد
 سبب فتای ذاکر و مذکور و تقاضای اولوی گردن آنجا که با اتحاد کشد و باقی
 موجود در آن مرتبه باشد جز وجود حق و محیط تر و وسیع تر از وجود حق چه باشد
 و بدینگونه که وی در و گنجد شرح تر از همه باشد و موجب سنت بگنجد و زمین

و آسمان امور در زمین سینه چو دم که چون جا کرده و دیگری از حساب شرح
 صدر احسان بخلق خدای تعالی است با آنچه ممکن بود از مال و جاه و عزیزان احسان
 مال خود ظاهر است و هرگز اوست فراخ تر سینه کشاده تر و هرگز اوست کوتاه تر سینه
 تنگ تر وجود سخاوت و احسان بخلق در حقیقی عظیم است نزد خدا و خلق و در دنیا و آخرت
 موجب عزت و رفعت قدر و اجر و ثواب است و احسان بجاه چنانچه بی کسی را
 در سایه عزت خود جای دهد و دست ستمکاران را از روی کوتاه گرداند و در
 وسیله حصول مقصود و مطلوب کسی گردد و غیر آن از وجه احسان بسیار است
 و اتم و اکمل وجه آن احسان نمودن است بتعلیم علم دین و هدایت را بقین تا با
 بر تقویت و تثابید دین گردد در حدیث آمده است و چیزی است که بر آن رشک
 توان برد و عجزند حسد نمود یا مالیکه آنرا در راه خدا به بندگان خدا صفت کنند
 یا علمی که در دین حق بطلان آن حق بیاموزانند هرگز حسد بزدم بر مصلحت
 نه ماله الا بر آنکه دار و بادل برے وصالے و دیگری از حساب شرح صید
 شجاعت است و نزو و انصاف هر که در راه حق جان در بیخ نذار و کشاده سینه
 دلی تعلق تر از وی که خواهد بود و شجاعت سر همه خوبها و مصدر همه نیکیها است
 و هر نیکی و کار نیک که در راه دین توان کرد بزور مردانگی و قوت شجاعت
 توان کرد و گفته اند که شجاع را در آن هنگام که کمیت بر جان بازمی برنگد
 و حمله کرد چیزی نماید و کاری کشاید که دیگران را بخلوات چهل سال ننماید نکند
 اما اگر برای خدا و در دین خدا باشد دلی تکلف جان دادن بالاتر از همه کارها
 لاجرم جزای او این آمد که بل ایضا و عند ربهم نیز زقون فرصین با اتم هم
 بالاتر ازین مرتبه چه باشد نان دمی از بهر حق نمانت دهند جان خود
 از بهر حق جانست دهند و دیگری از حساب شرح صدر پاک کردن دل است از مصفا

و سینه از حسد و محبت کبر و ریا و بغض و کینه و حب دنیا و مال جاه که نه بر کسی خدا باشد
 چه ظهور آثار اینها سبب آثار توحید و خانات ظلمانیه کونیه است که از نظر
 بشریت و لغات نیست بزوجهسته دل اکلند و منظم سازد و از انوار ایمان و توحید
 و علم و محبت و ذکر حق که سبب شرح صدر اند خالی کرده ساحت سینه را
 تنگ کرده گردانند تو که سرای طبیعت نیروی بیرون + کجا بکوی
 حقیقت گذر توانی کرد و صدر و قلب در صلاح اهل معرفت دو عالم اند
 یکی از دیگرے وسیع تر بر مثال خانه که در اصحنه و قضای باشد چنانچه صورت
 عنصرے حسی این دو عضو بران واقع است و چون خانه روشن بود لایح
 خانه نیز روشن گرد و چون تاریک بود و تاریک و هر چه بر قلب از عالم ملکوت
 وارد گردد از انوار کسرا بر توان بر صدر بتابد و روشن و فراح گرداند
 و همچنین در شرح افق لغیب زیاده برین شرح یافته است و از آنچه مذکور
 شد معلوم گشت که سبب شرح صدر نور توحید و ایمان و علم و محبت ذکر
 حق و احسان بخلق و شجاعت و طهارت قلب است و در مجموع این صفات
 احوال دائم و از فضل خلق ذات بابرکات حضرت سید کائنات است
 صلوات الله علیه و سلم و بعد از وے متابعان وی بر اندازنده متابعت و بر کرا
 قدم در راه متابعت بیشتر نصیب وے از شرح صدر و نورانیت قلب
 بیشتر قل انکم تم تجون البدر فابحون و لابد مر که پیروی یکی بکند و قدم بر قدم
 وے رود و بیشک آنجا که وے رسید اگر چه مقام وے عالی تر و جای
 وے بلند تر از همه است آنجا که مقام اوست فرد و یگانه است و هیچ یکی با او
 نیست که در سدره جبرئیل از او باز ماند اما دانه وسیع است مقام او
 و وحشی از و بر خیزد که بروی می تابد و فیضی که میرسد بر تو و اثر آن بر

دیگران می افتد و میرسد و ما رسیدنک الارجحة للعالمین خصوصاً بعلاقه محبت
 که مستلزم معیت است که المرامع من احب فیمن از راه درون و بیرون میرسد
 اگر چه در بیرون جدائی است آنجا که توفی کجا بود منزلت در راه طلب
 شگت صد محل ما به لیکن شب و روز با تو یکجا بودیم ما بر در تو مقیم و تو در ما
 و صلوات الله علی سید المصطفی الامین محمد وآله و صحبه اتباعه اجمعین ۵
 ہدایة طریق الحق و محیی علوم الدین ۶

الرسالة الثانیة والاربعون تدقیق البیان فی ایجاب الشکر المبرک
 و مستلزمه بحصول المحبت و التوحید

الله و رسوله

زبان قال حال از شکر نعم حضرت ذوالجلال و امتنان و شاکر و سائل
 قاصر دلال است و چون شکر گفتن منم سبب فرزند نعمت و استجواب محبت
 فائده آن راجع هم بشاکر خواهد بود و ذات منم از آن مستثنی و من بشکر فائده
 بشکر لنفسه و من کفر فان الله عنی حمید و هم از کمال رحمت و در افت اوست
 بر بندگان که ایشانرا بشکر نعمت امر فرمود تا سبب فریدان گردد و سبب
 شکر نیز میتوان ذکر اما رحمت بهانه جوست همه از دست چه نعمت و شکر و خوبی
 اما این انعام و اکرام دیگر است که بنده را وجودی دهند و فعل اثبات میکند فعل
 او را جزائی میدهند تا تمام برین تقصیر و غرق تشویر نباشد و با نفعی است
 اشارت بعضی مردم که در تفسیر کریمیه لهم اجر غیر ممنون بعد از تفسیر آن بفرمود
 گفته اند که ممنون از منت است یعنی اجر بندهگان چون جزای که در اول ذکر
 ایشان است بی منت است این سخن اگر چه راهی بذهب معتزل دارد و در نظر
 موصدان عمل اجر همه بفضل مولی اقلای و موجب صد هزار منت اوست

بر بندگان و بنده بهر حال بدین سنت و مسمون کرم اوست بخیر مسمون چه معنی
 دارد اما چون موملے بنده را هستی بخشیده فاعل مختار آفریده و علی بوی استاد کرده
 و سخن جزاے آن گردانیده و گفته شکر از شمار و مزید از من و عمل از شما جزا از
 این نوعی از تکریم و موجب سرفرازی و بنده نوازی اوست و در حقیقت هم
 بقدرت اوست و مقصود اظهار کمال و جاه و جلال خود است که بنده از حق
 بردارد و کارخانه قدرت بوی سپارد و بر مثال بادشاهان عدل المثل علی
 که بنده را بنوازند و بر روستے کار آزند و مدعی و مستحق عنایت سازند و شریک
 دولت گردانند بنده اگر از خود دعوی هستی و استحقاق کند و اجر عمل طلبد
 مذموم و مردود بود اما فعل موملے تقالے و سناد عمل بوی و انبات جزا بر عمل
 محدود و موجب تکریم و انعام او باشد از اینجا ستر امر و نهی و کن مکن تعلیم
 اجر و ثواب بدان منکشف گرد و نازک است این سخن و اگر چه بنظر ظاهر از روی
 مجاز است ولیکن مجاز چون آخر کار حقیقت و علت غائی اوست حقیقت حقیقت
 و سراسر است و مقصود و منتهای کار است از اینجا گفته است آنکه گفته است
 حقیقت که گفته آن خواهی غایب اندر مجاز خواهد بود و لا اله الا الله این سخن
 بشخص نامفهوم نزدیک عقل که جز ذوق و وجدان بگفته آن نزد از کجا آمد و بر آن
 چه آمد مقصود بیان آن بود که سر و حکمت امر کردن بنده بشکر و آنرا سبب
 مزید نعمت است چیت بارے هر چه بود گذشت اینجا سخن دیگر است نزدیک
 بتفاهیم اهل عرف که چون بنده شکر نعمت حق میگوید و دے تقالے نیز شکر
 میگوید چنانچه فرمود و الله شاکر حلیم و الله غفور شکور و شکور یکے از اسماء الهی
 تقالے است من کان بعد کان الله که بعد از تاویل می باشد مراد توفیق شکر
 و عمل جزا اوست در اینجا فرسیت که چون شکر بنده سبب مزید نعمت حق است

مرند و اشک روی القائل باید که سبب مرند محبت بنده و طاعت کرد و مردوی تقار
 تا سر بجهیم و بخوبی عیان گردد و مقرر است که محبت تا بیگانگی نرسد تا نسبت محبت
 با بیگانگی جنگ و اویس شکر بر محبت کشد و محبت بیگانگی انجامد و بیگانگی ستر
 توحید پیدا آید و بجهیم و بخوبی چه گفتار است + بزر بر برده مگر خویش را جزیدا
 است + از اینجا روشن گشت که حاصل توحید علیه محبت و ظهور بیگانگی است
 که در نظر شهود جز محبوب را وجود نماند اگر چه غیر باشد اما غیر نام نیست الفقر
 اذا تم هو بعد این معنی دارد و بعضی عرفا را در باب تمکین گفته اند التوحید
 شهودی لا وجودی که گفته اند که در روح انسانی این خاصیت نهاده اند که
 هر چیزی را که دوست دارد دوستی آن چیز بر وی غلبه آورد عین وی گردد و بجهیم
 معنی که غیر محبوب از نظر شهودی ساقط گردد و نامیله و لیله انما در بنفص
 است و آنکه گویند وجود یک است و موجود یک است و موجود جز یک نیست و غیر
 در میان نه و گویند که کجا غیر و کجا غیر و کجا غیر و کجا غیر و کجا غیر و کجا غیر
 الوجود و حکایتی دیگر است آنجا اطلاق اتحاد و بیگانگی نیز مجاز است شاید که
 حقیقت حال همین باشد اما طریقه اول احوط و احفظ است و بعد علم سخن سجا
 شب کشید تا اینجا آمدن حاجت نبود و بدان کاری نداشت طغیان مستلم
 تا با اینجا کشید و چون سخن با اینجا کشید خاموشی به دوم نازدن بهتر اما نکته در
 تخمین بخاطر رسید اشارت بان ضرورت و آن نیست که شکر سبب مرند
 نعمت است اما بنده باید که در شکر گفتن بجهیم در نظر ندارد که شکر گویم نعمت
 زیاده گردد اگر چه در معامله ظاهر ایمان و شریعت رواست که کسی کاری کند
 و حکیم و عده صنادق نظر بر مردوی دارد حسابی است اما بر طریق اهل صفت
 و معرفت کوتاه بینی است و نقص تمام دارد و این سخن عاشق نعمت است

از منعم بیکه بحقیقت عاشق نفس خود است و آنها که کام دل طلبند از شکر لیان
 شک نیست عاشق اند ولی عاشق خود اند و با نظیرین مثل که بسبب مزیت نعمت
 هم گردد و اگر گردد بر اندازه همت و عمل می گردد و شکر باید که بحیث ذات منعم بود بی
 نعمت اگر چه بوجوه نعمت است اما نعمت منظور از این نعمت که در حال از چه جامی
 آن نعمت که در زمان آینده اندیشید و چشم طمع بر آن دوز و چون شکر بر آن
 منعم شد و می بدست آمد همه حاصل شد من که المور لے فله الکمل و آنکه در باب ظاهر
 تفسیر شکر کنند که هو تعظیم لمنعم لکونه منعماً از اینجا نیز همین معنی باید فهمید ای لذات
 لمنعم لا لانعامه فافهم و چون عارف این حال پیدا شد همیشه در شکر خواهد بود
 و شخص اهل گاهی باشد گاهی نباشد یارب مگر نظر بر نعمتهای باطن و الطاف حق
 بر نگارد که آن دائمی است هرگز منقطع نگردد و با وجود آن طالب نعمت دیگر است
 و عاشق منعم دیگر اگر چه خوشی و شادی نعمت از حیثیت اضافه و نسبت بمنعم باید
 و مقامی عالی است اما درجه فرج و سرور بذات منعم عالی تر از آن است قل بفضل
 الله و برحمته فبذلک فلیفرحوا بیان حال عموم طالبان و سالکان است اما
 حال سرور مجبان و سلطان محبوبان صلی الله علیه و سلم دیگر است و از تخریب
 فلیفرحوا و نعمت فلفرح یعنی اگر خوشی دیگران بوجد نعمت و فضل و رحمت من باشد
 شادی تو ای محض خاص و ای محبوب مخصوص من باید که من باشد نه نعمت من بجز
 من منعم و نعمت من از من است نه من چون من ترا بشم همه نعمتهای ترا باشد
 و در نعمت عدد و شمار را داخل است اگر چه سجد و پیشیار باشد اما اینجا که منعم عدد و شمار
 را گنج نبود اما عدد و شمار نادان مندرج است خدای یکی بی مانند از شمار
 پرانگنده و کردار ما سے پریشان جدا و یکتا سازد و بجلوت جمال وحدت
 بیکدل و یکوی گرداند

الرسالة الثالثة والاربعون بحقيق الدعاء والاستمداد بكتاب القائل بالحال والاحوال

اعد در سوره

دعای ذات آن گزیده صفات از برای حصول سعادات و برکات در تمامه حالات
 خصوص دعای شج و نصرت و رجوع بدیار مالوف بخیر و برکت که درین ایام ^{مطالعه}
 و مرعی همت است شامل اوقات و احوال است و شرمندگی از آنست که چرا
 زود با جابت نمی رسد بسبب آن خواهد بود که پروردگار تعالی هر چه را وقتی بخواهد
 بنهاده و تقدیر فرموده است تا در نزد نوبت هر کار که هست شود بکنند یاری
 هر بار که هست و سحاب بخیر را مطرفاذا جار الا بان بخی اینجا شاید که در ذمه آنها برسد
 که چون تقدیر است باز دعا چیست اگر تقدیر رفته است که اینکار شد نیست
 خواهد شد دعا کنند یا نکنند جواب تقدیر رفته است که اینکار شد نیست اگر دعا
 باز اگر گویند که اگر تقدیر بود عارفته است بوجود خواهد آمد آدمی را در آن جزو
 است جواب تقدیر بوجود دعا از آدمی رفته است که خواهد که دو دعا را سبب اجاف
 ساخته اند و تقدیر منافات بعالم اسباب ندارد و چندین اسباب که در عالم
 وجود می آید و سببات پیدا میگرد و همه تقدیر الهی است آتش که می سوزد
 نه بے تقدیر دمی می سوزد و وی تعالی آتش را سبب سوختن ساخته است
 تقدیر همه اشامل است تحقیق این سخن با نبات اختیار مرزبده را و تطبیق آن تقدیر
 باز میگرد و در این سخن دراز است و آیل بحث و گفت گو است که حوصله ایمان را تنگ تر
 گرداند جمله از آن در بعضی رسایل که در ین باب نوشته شده گفته شده است اما اینجا
 میگویم که صاحب ایمان را با این سخنان چکار است ایمان می باید آورد و هر چه گفته اند
 و خبر داده اند گردید و اگر ایمان را برین موقوف میدانند که اگر بفهم ما در آید و معقول ما
 شود ایمان می آید زهی ایمان و زهی عقل تو ایمان بیار همه معقول تو خواهد شد چنان

در دل خواهد نشست که هرگز بیرون نخواهد رفت ۵ از دو نعم نمی روی بیرون +
 در گرفتگی درون و بیرون آیه ایمان خود تصدیق کردن است و اقرار آوردن به حقیقت
 کردن جدل نمودن اگر فرمایند که هر چه میشود مخلوق ما و تقدیر ما میشود و گوئیم انما وجدنا
 و اگر گویند هر چه هست بفعل شماست و باختیار شماست گوئیم سلما همه از ماست باز
 اگر گویند نیکی از ماست و بدی از شماست گوئیم نعم همچنین است بخیر که بید یک شکر
 لیس ایک بندگی اینست و ایمان این باقی همه جمل محزون است ۵ من چون
 و چه آدم که بنده مقبل + قبول کرد و بجان بر سخن که جانان گفت + و اگر بفرمانند و بهر حقیقت
 این سر اطلاع بخشند آن فضیله دیگر است و مرتبه دیگر و خود گویند که این سر در بجهان
 بکسی نکشاید مگر در آنچه آن که برده از روی کار بر افتد و عیان گردد که حقیقت کار است
 ۵ هست از پس برده گفتگو می من + تو + چون برده بر افتد نه توانی و نه من +
 لمن الملك اليوم بعد الواحد القهار در بجهان اینقدر فهم و عقل بس است که فهم و عقل
 او امر و نوای شریع تواند کرد بعد از آن کار کرد و خاموش نشست اکنون دعا با یکدیگر
 و با جابت آن چشم داشت بقصد امتثال امر و امید و عده صادق چنانچه فرمود است
 من فضله و دعوی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید ظلون جهنم و اخرین
 مراد بعبادت و رانچا و عارست است از طالب مشغوف که مولی کریم منعم باین تا کید و سیالتمه
 گوید که سجده و طلب تا هر چه خواهی و طلبی بیدم دومی صبر کند و نخواهد و غلبید و زیاده بر آن
 گفتگو و بجای در میان آرد گدایان ناخوانده بر در کریان هجوم میکنند و غلومی آردن حدیث
 خواندن و امر کردن خود چون صبر توانند کرد ۵ چیست ادعوی کدام است سلوک
 گرتی خواهد گدایان را غلو + آه و ناله بر درش چندان کنم + تا بخود آن غنچه را خندان
 کنم + از دعای خود مراد عاشقان + جز سخن گفتن بآن شیرین دایان + گرا جابت
 کردشان فهو المراد + ورنه باید از تقدآیندش + و رکنزد لذت آن بیشتر +

بهر تقریب سخن یار دیگر + و دعا کار تمامه اولیاء و انبیاء و ائمه هدی و پیروان ایشان
 و سرور انبیاء در تمامه اوقات و احوال از خردن و خفتن و نشستن و خاستن و دست
 و حضرم و غم و شادی اعمالا میگرد و در هر کاری دعای مخصوص داشت و محدثان که حفظ
 او ضاع دین و ملت و صنایع احوال افعال حضرت نبوت اند آنها را ضبط کرده اند
 آورده و جمع نموده اند از آنجا باید طلب شد نعم اگر کسی را ذکر هستیلا یابد و در غلبه ذکر
 و قدرت دعا کردن و در خوشن نماندان حالتی دیگرست و بحقیقت آن نیز قسمتی از دعا
 و سوال طلب است و در حصول مقصود بالاتر از دعا سوال اوست من شغله ذکر می
 عن مسئله عطیة فضل اعطی السائلین فرمود هر که باز و اروش ذکر کردن ملازم سوال
 کردن از من بدیم او را از زیاده تراز آنچه بدیم سوال کنندگان را باز قرآن عظیم بالاتر از همه
 است و فرمود هر که قرآن از ذکر باز دارد بدیم او را بیشتر از آنچه بدیم ذکر کنندگان از خود
 ذکر جزوی از قرآن و دلعه از انوار اوست و اختیار شاخ مریدان را و امر کردن بذكر
 واحد بجهت است که وی سر توحید را که در دل آدمی کامین است می بر انگیزد بر من
 بر انگیزتن آتش از سنگ و لیکن چنانکه زود پیدا میگردد زود هم تواند که برود
 شیخ شیوخ زمان خود شهاب الدین عمر سه روز قدس العدر و روح فرمود که نقش توحید
 در دل از ذکر زود می آید و زود می رود و آنچه از کثرت تلاوت می شنید و بر موجود
 و دیر پا بود و عظمت بود و باز وقتی دیگر خاموشی زبان حال میگرد و و ایستادن حضرت
 کریم و تاب عم نواله و کثر افضاله بجزونا توانی و اظهار فقر و نامرادی بالاتر از آن
 که بزبان تقریر نماید چه معلوم است که زبان شکسته بنده چه تقریر تواند کرد و چه قدر
 درخواست کند و چه چیز در حوصله مهت او بگذرد و در صورت سکوت کار مفوض بحکم
 وجود نامتناهی اوست و علم الهی بکنه حال بنده محیط گشته و سعادت خود را در گرفته
 بجای آنکه بصد و عا زسد بنده را چهار صفت است فقر و ضعف و محبت و حوار

۱۰۰
 ۱۰۰

۱۰۰
 ۱۰۰

و پروردگار تعالی و تقدس را در برابر آن چهار صفت است عبادت و قوت و قدرت و
 عزت و نزو اهل معرفت صفات بنده آئینه صفات حق اند یعنی چون بنده صفت
 خود متحقق و ثابت گردد انوار و آثار صفات الهی در او پیدا آید پس چون بنده این
 چهار آئینه را از چهار سوی حال خود گرفته محاذی جناب کبر یا با استدلال انوار و
 ظلال صفات حق در آن بتابد و تاریکی بروشنائی بدل گردد و تبدیلش با معنی
 صفات حق بجای صفات بنده نشیند و بنده متصف بصفات حق گردد حاشا صفات
 حق هرگز از ذات مقدس انتقال ننماید و در جا دیگر حلول نفرماید بلکه سایه آن و
 پرتو آن در اینجا افتاده رنگ ظلمت زوای باطن وی گردد باز دعای دیگر
 هست بزبان استعدا که خواهش و سوال بنده را بزبان قال بلکه بزبان حال نیز
 در اینجا دخلی نیست و اگر این را دعای سوال بزبان حال نیز اعتبار کنند درست است
 اما ما بزبان حال آنرا داشتیم که بنده بزبان سوال بسته بدرگاه وجود و مومنینت حال عجز
 و فقر خود را و اینماید و بزبان حال آنچه بزبان قال می باید گفت میگوید این
 مناسب تر و ظاهر تر است زیرا که استعدا بالاتر از حال است و استعداد حال و صفت
 بنده نیست و در اینجا سوال طلب که متعلق با اختیار بنده باشد قطعاً نهان استعدا
 که بزبان حکمت عبارت از تهی و قابلیت اوست و نزو اهل عرف عام آنرا بخت و
 طالع گویند و در آن شرح آنچه در نصیب قسمت او نهاده اند اقتضای کمال
 خاص و وصول بمقامی مخصوص کند و گویند که دعا که مستحتم الاجابت است همین دعا
 بزبان استعداد است زیرا که تقدیر الهی بر آن رفته است که او را تا اینجا که نصیب نهاده
 برساند و کم الهی تعالی بصنایات آن ایستاده طلبند یا نطلب خواهد یا نخواهد من استعدا
 فی الارض الا علی العذر ز قها اکنون معلوم شد که حال آدمی همیشه در درگاه صمدیت
 حق طلب سوال است نطلب چه کار کند و کجا رود و از که طلبد و هورب العالمین ۵

حساب الاربعة

بیت

اما چه طلبید و چه چیز است که بهترین چیز باشد و دوست داشته ترین چیز باشد نزد خداست که
 باید طلبید در حدیث آمده است که سید رسل صلوات الله و سلامه علیه علی آل العجم
 عباس بن عبدالمطلب گفت یا عباس یا عماه اجب ما یسأل الله العاقبته فرمود
 محبوب ترین چیزها که باید سوال کرد از خدا عاقبت است این سخن در نظر اهل عرف
 مختصر نماید که از عاقبت چیزی یعنی تندرسی و بر پا بودن قوت میانه نغهند بلکه
 خواص خاص مضمون آن عظیم است و شامل تمام نعمتهای ظاهری و باطنی است
 و بحقیقت این حدیث از جامع الکلّم و از خصایص کلام حضرت خاتمه محمدیست
 علیه من الصلوات فضلها و من التجات الهتها و اکلها و عاقبت بعرف اهل خصوص
 سلامت از تمامه اوقات و نقایص دنیا و آخرت است بالاتر و تمام تر ازین چیزیها
 و نزد خص خواص عاقبت عبارت از سکون القلب مع الله است در هر چه دل
 با خدا آرام گیرد و جمع گردد عاقبت است عامه آرام دل و جمعیت خاطر در نزد خدا
 و مال منال لذات و شهوات بود و دیگران پسند که ایشان را درین شپا دور
 اضداد آن حال بر یک منوال بود و در نسبتی که با خدا دارند فتور نیفتد و از دایره
 حقانیت بدر نرزد و معنی یک بودن و بر یک منوال بودن حال در بعضی است
 که در بیان صبر و رضا نوشته شده بیان کرده شده است این نکته گفته شده
 که در نسبت فتور نیفتد و حق از دست نرود بیان آن علی الاجمال میکند و تفصیل
 هنگام خدای مهربان بخشایند در جمیع احوال و اوقات عاقبت ظاهری و باطنی
 روزی کند و نعمتهای حسی عقلی بر مزید دارد و تمامه شکلها را آسان گردانند
 و عاقبت جمع کارها بخیر باد آمین

الرسالة الاربعة والاربعون طي لسان القوم يعني قوام الاربعة الالف القوم اولهم

از احوال خود چه نویسد که بر جان این ضعیف عینی و اندوخی برگماشته اند که ساحت
 و شادی گردیده آنحال مجال عبور ندارد و میداند که علاج آن بصیحت فی فی
 علاج آن را شناخته و نسخه ترکیب آن در دست دارد اما کیفیت ساختن آنرا
 بخار بردن در می ماند و بجهت آدمی شاد را در دنیا باین همه محنت و گرفتاری
 چه چاشنی و آذای است شاد و آذای اگر خواهد بود درستی و نامرادے
 خواهد بود که در اینجا هیچ اراده و آرزو نباشد تا در بنده صفت اراده باقیست
 گرفتار است و سرسرا زده و همیشه در آزار است چه اراده متعلق بمراد خواهد بود و حصول
 مراد محال تا گفته اند حقیقه او مبالغه الله علم که اراده و آرزوی قرب وصال نیز نماید
 مگر اراده نیستی و نامرادی که در معنی ترک و نفی مراد است از ید آن لا اريد که گفته است
 این معنی دارد و آنکه این معنی نفی است گفت اراده عدم اراده نیز از اراده است این سخن را
 بیانی است شافی که در رساله ترک تدبیر و اختیار بهین ترازین گفته شده است
 که آنجا باید نگریست و با بجهت بنده بودن و براد دیگری زنده گانی کردن و بتیام
 از خود تهی شدن کاری سخت دشوار است و گفته اند لا راحة الا فی القدم و العدم مراد
 بعدم آنحال است که پیش از قدم نهادن بعرصه وجود داشت و بعد از آمدن
 در دایره وجود خود همیشه مقید بسلاسل وجود و احکام و آثار او خواهد بود چه درین دنیا
 و چه در آن عالم و هرگز بعد ازین که عدم نخواهد دید و بوطن اصلی که عدم سابق است
 رجوع نخواهد نمود و بصحراهی عدم خوش خشنه بودم + مرا بانیست خویش خوش بود
 از آن خواب خوشم بیدار گردی + ندانم تا ترازین بصیحت مقصود و عزیز من غلبه
 حکام وجود و سطوت سلطان قدرت بجد است که اعلام را نیز آرام نیست و همیشه
 در جوش و خروش اند و منتظر وقت نشسته و گوش بر آواز کن فیکون نهاده که
 که حکم در رسد تا در حضرت وجود حاضر آیند این همه بلا بر سر امکان است رحمت

حقیقه و آرام حقیقه خبر در مرتبه امتناع نیست و ممنوع الوجود آنست که هرگز آرزوی
 وجود ندارد و آنست وجود را بدان راه نیت عدلی که هرگز روی وجود نپندارد است
 و آنکه گفته است اریه عدلا وجود این عدم را خواسته است و گفته این آرزو محال است
 گفت هر کسی را آرزوی محال است مرا این آرزو است آرزو داشتن عیب منی باشد و بعد
 از نوسیدی ازین آرزو تنزل از ان مرتبه این آرزو مبارک است که گفته است
 خالقان این شکم در باطن است لا راه جانم موسی تو نا امین است + یا بکلم شرع در کار شر
 فکن + یا بکلی در تکبیرش فکن + اشارت بیدم و فحاشی کرده است که در و ایشان
 بدان نشان میدهند و بحقیقت نبای تمامی این کار بر سه فائده اند قضا از خلق که
 وجود عدم و عدم و منع و عطای ایشان همه مساوی کرد و قضا از موسی نفس که و
 ظاهر و باطن تلخ امر دینی شریعت شود که لا یؤمن احدکم حتی ینکون هواه بتعالی جیت
 و قضا از اراده که هیچ آرزو در اراده در باطن خبر شه و فعل حق و اراده می نمایند و با بجهت
 عبارت از قضا... احکام بشریت و انطعای نایره نفسانیت است و این را هم
 در ابتدا سبب بکلم شرع در کار بودن است که تا باین حکم شرع نشوند هوا نفس نبرد و قضا
 احکام بشریت وجود نپذیرد و این حال با وجود آنکه ایمان داریم که جمعی حاصل است
 چنانچه که چگونه حاصل میشود رسید بدان شناخته شده و کار یکید بدان حاصل گردان
 و تقدیری در پیش آن نیز کرده تمام شدن این نسبت از محالات عادی مینماید
 و نا امید از ان غالب با وجود آن نا امید نباید شست شاید که فضل حق کار خود
 و اگر امروز نگرود فردا کند پس بد نا امید نباشی گرت آن یار برانده گرت امروز
 برانده که فردات بخواند و اگر فردا نشد پس فردا شود مرا و بفر دار روز قیامت و بیم
 پس فردا بد که منتهاست در جه می دست میدار آن هر دمیکه در حیات نبردند
 دم آخر بعد از ان قیامت و حشر و لشکر و در آمدن در بهشت و آخر انزاینهاست

که ابد عبارت از آن است پس طالب همیشه در امید و اریست نا امید می گنجاست و در ما
ازلی ابدی است که گفته است نیست دست در دامن امید باید زد و بیم آنکه مباد از
دست رود باید داشت و جدی باید نمود و گریه و زاری کرد و آه و اویلا زد تا آخر چه
روسی نماید و عاقبت چه پیدا آید عاقبت بخیر است ان شاء الله تعالی ۴ ۵

الرسالة الخامسة والاربعون اهلها الحسرة والاستتعا و تقصير
النفس في صلاح المبدأ والمعاد

الهدى ورسوله

حسرت نامه بنده هجور میخورد که در عین نیستی و فنا گرفتار هستی و وجود مانده و در نظر
و ترده و آثار آن در میان راه نایم و حایر افتاده است نه قوت و یاری آنکه چاره و
همت بجانب علو پرد و از تنگنای عالم زود در گذشته در فضایی عالم نوزافتند
و یکس از قید هستی ربانی یافته در خلوت و وحدت و جمعیت آرام یابد و نه روی
رای آنکه تمام در حقیقت سفلیات افتاده و العیاذ بالله در مقام غفلت و تغافل
گذرانیده آسایشی یابد و از لذات این عالم تنگ گیرد باری بنقد از عجم و اندیشه و تند بآ
و ترده و خلاص گردد نه با تو دست همس در مگر توان کردن به نه آرزوی توان
دل بدر توان کردن به عزیز من شکست کارخانه وجود و ضعف دماغ بشریت و تنگی
حوصله وقت بجا رسید است که از تصور تعلق و احتیاط و صحبت نفس و خلق دم با بگرید
و از هم میپاشد و با وجود آن خواه بکلم بشریت و ناتمامی فنا تا رسیدن بمقام تکمیل یا
بزرور و غلبه قهر بان قضا و قدر از تعلقات گریز ندارد و نیم مرده در حکم لامیت و لایحی
افتاده میباشد مشکلی بالاتر ازین نیست تا چگونه آسان گردد و بچه حال ازین کشش
بیرون آید سه زمین گونه که قضا و قدر در کشش + در حیرتم که کار من آخر گنج است
سابقه نهاده اند که خاتمه فرج است نظر بر آن دار که آن چیست اندوه ابد و شادمانی

از اینجا نیز در اگر بجانب اندوه روند هرگز روی شاد می نه بینند و اگر شاد می آیند و فارغ شوند
 از همه اندوه ما بر آیند بحال خود اندوه و شاد می و بیم و امید بهم است تا آخر هر چه قرار یابد گویند
 که نشان سعادت آنست که مدت حیات اندوه بهم همراه بود و چون دم آخر رسد شاد می
 و امید واری رو نماید مشکلی دیگر در کارخانه نفس و طبیعت آدمی آنست که با وجود علم
 دانش ایمان و ایقان چون نوبت لعل سدر ماند و نزد شهوت نفس آن همه آنسته
 ناه آنسته گردد و هر چه یاد بود فراموشی پذیرد و چشم باز و گوش باز در این زکا +
 خیره ام در چشم بندی خدا + ای عجب چون می نه بید روی شاه + عالمی پر ز آفتاب
 چاشتگاه + و اگر فرضاً عمل بوجود آید در تحقیق صدق و اخلاص در ماند و بعد از جو
 اخلاص صد خطر دیگر در راه است که المخلصون علی خطر عظیم انجمن راهی بر خطر در پیش
 چگونه توان رفت و بسر برد و از صعوبت این راه است که سبطا قتی مینماید و شکایت
 میکند و میگوید که ز راه میگذره یاران عثمان بگردانید چه چرا که حافظ ازین راه رفت
 و نفلش شد و با وجود این صعوبت و اشکال اگر اسان گردانند این همه راه دور و دراز
 بیک قدم میتوان طی کرد چنانچه گفته است که یک قدم بر نفس خود نه و آن دیگر در کوی
 دوست + سبیل آنست که از سختی و نزمی و دشواری و آسانی و رسیدن و نارسیدن
 و دیدن و ندادیدن همه باید چشم بر لبست و کاری کرد و شبها شب رفت که تا چون صبح
 بندد به بنیم که این کشتی تا کجا رسیده باشد و اگر نه باین روش و رفتار و بیسایه احتیاط
 قطع این راه و رسیدن بدر گاه سخت دشوار مینماید که لیک بیایم توره دور که
 رود بکوی تو + یعنی تو رفیق تو و سیر مهت بخشش تو و دستگیری تو باز می بیم سخن بجا
 دیگر میکشد و در طره دیگر که کاوش معنی جبر و اختیار است می اندازد و اگر در روی
 افتم سخن دراز گرد و چنانکه از ربط و ضبط بیرون رفته است بیشتر و دور تر میزد و این
 مسئله نیز می باید تغافل نمود و احصا کرد و در زبان لبست و دست بدامان امر نهی

و بنده بود و کار کرد و خود پیشک مشبه امر و هنی در دین آمده و در آدمی قوت هم
 خطاب ابداع یافته و حالتی دیگر که بدان کار توانا نکرده و در کجای فعل و ترک اثر هیچ توان
 نمود در دوسه پیدا شده و دیگر توقف چسبیت و حجت چه هیچ کاره بر کشف این حقیقت
 هو قوت نیست و خود گفته اند که درین نشان انکشاف آن ممکن هم نیست و مصلحت
 تا چون صبح نشود در دمه جمال الهی بی پرده بر بنید حقیقت هر چیز منکشف گردد و هر چه
 هست در پر تو آن نور روشن شود و آن همه چون نقاب از رخ خود بکشاید +
 بے پرده بیام خانه بالا آید + هر سر که بتاریکی شب پنهان بود + در بر تو روی او
 عیان بنماید + اگر مقصود کار است راهی راست تر ازین نیست و اگر غرض حیدر گری
 و بهانه جوئی و حجت است آن دیگر است اندر بی در یکم فاعبده و نه اصرار استیقیم
 امر و خود پرده غفلت فریفته اند و اکثر آدمیان و اگر مبالغه کنند به نفس و دنیا خلق
 گرفتار آمده خبر ندارد هیچ معنی اندیشند که آخر کار چیست و فسوف تری اذ انجلی
 العبار + افرس تنگ ام حمار + باش تا پرده بر اندازد جهان از روی کار + آنچه
 اشب کرده فردات گرد و شکار + بنامی کارخانه سلوک بر سر فنا نهاده اندخت
 فنا از خلق که سود و زیان و ستایش و نکویش بود و نابود ایشان همه کیبار گز
 نظر بفتند و دم فغای نفس که در پنهان و آشکار پر و فرمان بردار امر حق گردد و در هر
 چیز ما کار بفرموده شریعت کند سیوم فغای آرزو ما و خواشهای که هیچ آرزوی و
 خواهشی در درون نماند جز خواهش آرزوی حق و طلب ضای او و شوق دیدار او
 جل و علا و تقالی و تقدس تفصیل انیت که فرموده اند و مجمل خلاصه آن همه فنا
 نفس است چون فغای نفس حاصل شد همه شد سلطان العار فین بایزید سلطه
 چون بدگاه رسید در بر سر او بر بستند فریاد بر آورد که کیف الطریق الیک یا خیر
 فرمان آمد و مع لفق و تعال بیرون بگذار نفس خود را و درون در اکتیت که نفس را

بگذارد بگذاریم اگر او بگذارد و نفس را مقصد سرست و هر سرست از فراز عرش تا
 تحت ایشک باید دانست که گذاشتن نفس بگذاشتن صفات اوست از عجب و ریا
 و بغض و حسد و کینه و عداوت و ناز و نخوت که این همه تاریکیهاست چون تاریکی
 روشنی پدید آمد الهی و فی الذین آمنوا یخرجهم من الظلمات الی النور الله نور السموات و الارض
 نه چنانچه حیثویه روزگار میگوید باقیمه اوست و این همه توحید نام کنند و باین بهانه
 از دایره امر و نهی بیرون آیند و هر چه خواهند بگویند و هر چه خواهند بکنند و خود را در پیش
 صوفی نام نهند چه بد نام کنند و کونانی چند سخن وحدت انگه از عامی و زبان
 چه خیزد بغیر بد نامی عماد فاله من ذلک الرفای نفس دست ندهد بکار از و راضی
 و نشود و نباشد که ستر همه بدیهار صفا و خشنودی از نفس است و هیچ دانائی باین مسود
 نبود و هیچ نادانی بالاتر از آن نه الذین صل سعیم فی الحیوة الدنیا و هم یسبون انهم
 یحسبون صغفا امروز هر کس بخپالی گمانی بفریب نفس از خود راضی و بخود مغرور است علیا
 بعلم عمل و امر و ارباب مثال درویشان بحقایق و معارف و زاهدان بزهد و ریاضت
 و عبادان بطاعت و عبادت و اخینا بحدود سخاوت و فقر البصیر و قناعت این همه
 نیک پسندیده است اگر از الایس نفس و اوصاف او پاک شده باشند و بی آن همه
 تیره و کدر است و بان الایس و تیرگی مشکل که محل قبول و سبب قبول گردد اما با وجود
 آن از عمل نیک دست نباید داشت و بیکار نشست و ظلمت نفس از نورانیت عمل پاک
 نباید داشت تا باری از مزج و خلط نور و ظلمت مانند ظل که نور نانی است حالتی متوسط
 بین بین بوجود آید کار باید کرد اگر عجبی ریائی راه یابد از آن مستغفار باید کرد و در دفع
 آن نفس مجاهده نمود آخر نورانیت عمل و استقامت و استقامت مجاهده نفس صدق و عمل
 و خواهد نمود و ظلمت بنور و غیبت بحضور بدل خواهد شد و نفس رام است هر که نور
 بالا برتواند و سعایه زیر پا بود هر که که بتارک خور است از شیخ شیوخ زمان خود

شهاب الدین عمر سهروردی قدس العدره وجه پرسیدند که چه کار کنیم اگر عمل میکنیم ریا راه مییابیم
 و اگر نمیکنیم ریاکاری نمیکنیم فرمود اعلو و استغفر و کار کنید و از ریا استغفار کنید مخصوص
 قراین و واجبات که البته باید کرد اگر چه در آن لغز دخل داشته باشد و محجب ریا راه مییابیم
 و اینست معنی آنچه گفته اند که ریا را در قراین دخل نیست و کار کن کار و بگذران
 گفتار که کاندرین راه کار و در کار + و مزد او گرفت جان برادر که کار کرد و
 آدمی را درین کارخانه برای کار آفریده اند جز در خانه دیگر خواهند داد هر چه اینجا کار کند
 آنجا بدوند الدینا مزرعه الآخرة نیست و از مذموب مذموب و دهقان خوش است
 استغفر و مذموب و دهقان چه باشد هر چه کاری بد روی و به تحقیق هر عمل را در دنیا
 جزای هست و هر چه یا آدمی زاد میرسد از نیک بد و اندوه و شادی و تنگی و گشاده و همه
 پا داس کردار است اما لازم نیست اینجا یا بند و هم نیابند و بینند و هم نبینند و اینجا البته
 بیایند و ببینند و بهترین جزای نیک در دنیا مطلوب صدقان است مزید توفیق عمل و
 صدق طلب و اشراح صدر و فراخی وقت و نوازینت باطن و بیداری دل و زیادتی
 شوق است حق جل علاه ابواب حسنات و مرضیات چنانچه مفتوح داشته است دائم
 و توفیق کارهای که سبب اقام دولت و سعادت دو جهان و کمالات جسمی و روحانی است
 روز بروز افزون گردانند و مینه و کرمه و العاقبت باخیر است

الرسالة السادسة والاربعون حرقه الجحان بمبئی الکشف والعیان

الهدی رسوله

بار با سینه چو ش زنده دل خروش کند تا از احوال درون چهری بیرون افکند
 و کیفیت احوال که نتوان گفت بگوید ساعتی نگذرد که شغله دیگر پیش آید و حال
 و آن چو ش خروش فرو نشیند و بیشتر از آنچه از احوال هو می داده و معانی که در دل
 فرو آمده بود از یاد رود و اگر نرود آن ذوق و لذت که در آنوقت و در آن حال داشت

مانند بی ذوق چه نویسد که در ذوق سخن در ذوق است اگر چه ذوق در سخن نیاید اما
 بر تومی ازان بر سخن افتد که سخن را چنان دهد و رنگین سازد و لذت بخشد و دلنشین
 گرداند و قتی دیگر قلم بعد اوست گیرد و خواهد که سخن را نکند و روی نهد و چند آنکه سعی
 کند بسر انجام نتواند داد به بیچارگی قلم از دست برند و خاموش نشیند کاش به در آن
 وقت که ذوق روی نموده و جوش زده بود چنانکه میبوست عجب چون سخن آمد
 نوشتن نتواند و چون نوشتن خواهد سخن نیاید و مانع قومی از ارسال و عیضه نیست
 و قتی حریفه چند از کیفیت حال بطریق ارتحال نوشته بود و بجز دست فرستاده
 چنین گفتند که خوش آمده بود و بسی در محل قبول افتاده و مصادف وقت گشته بود
 ازان باز هلاک است که بر منوال لجره لک بجز آن سخن به ازان آرد که زیور قبول
 را شاید اما بمقتضای حکایتی که گفته شد صورت نه نسبت تا امر در که بار جنبشی در عرق
 انجذاب می یابد اگر چه سست است و خالی از اضطراب نه اما این قدر است که در دست
 قوتی بر گرفتن قلم دارد و میل حرکتی در طبیعت وی می یابد و در طوبی در زبان وی
 احساس نماید شاید که خیر می شرح کند اگر چه نه بدان قدرت که بیرون افتد اما اگر
 قطره چند از معانی در پی هم آید احتمال بیرون افتادن و ارمایه و بجز از نوشتن بجز
 ان دارد که چنان از روه محبت است که هر چه نویسد بی آلودگی شدکایت نیاید اگر چه
 سرتاپا عروق نغمت است اما چشم تنها بر یک حالی و صفتی دوخته است و عنایتی خاص
 از محبوب میدو داشته که بی آن بسیار منشور امید اندر هیچ می بندارد تا لطف انصاف
 همیشه ندای خدا ما اینک کن من اشکرین در میدهد اما لطف از باریت محالی که
 دارد باز منی ایستد آن باریت اگر چه صریح نه از عالم ازلی است اما از مانند همین
 شبهی و مثالی دارد فی اینجه کلمنی بجای ارنی نشسته است هلاک یک کلمه نشیند
 و القفات کردن است تا نوبت بدیدن و نمودن که رسد من از سر زنده گردم

نسخه

اگر تو با من یک سخن گوئی + تو میدانی که من گفتار میگویم + بار ما مینالد و
 میخورد و شد که تا چند در برده یومنون با غضب محجوب تشکدل دارند چه شود که اگر یک در ^{فصل}
 کند که نری ابراهیم ملکوت لیسوت والا رص بگذارند تا پروازی نماید و دلی بکشد اید
 باز می ترسد که این سخن داخل لولا یکنما بعد او تا تینا آیه نکرده و العیاذ بالله نه این
 بابت این از باب و لکن لیسطن قلبی و لیسطن قلبونا و لکن علیها من انشا ^{تین}
 است حیرت در توقف اجابت این دعا و عدم حصول این مدعا دارد که سایه ^{تین}
 از خود کریم رحیم حاجتی میخواهد دیگر سبب توقف چیست ندانم که لغم می این
 صفتها دارد با وجود آن علیم و حکیم نیز هست عاقبت کار ما میداند و در سر کاکمته
 دارد شاید که در تا دادن و توقف در اجابت نمودن حکمتی داشته باشد اگر گوئی
 ای کاش همین قدر معلوم شود که حکمت در آن چیست تا این قلق و اضطراب بر
 جوش آن نگیرد و می قادر مختار است هر چه خواهد بکند و هر که خواهد بدید بغفل ^{تین}
 و حکیم مایه بد صفت اوست و یعیط من یشار و یمنع ما یشان او اینها جز ^{تین}
 چاره نیست این حیرت و قهر است اینجا دم نتوان زدست که بذیل کرم و رحمت ^{تین}
 چون نوبت بیماری و قهاری رسید چه گوید بار این گناه بر کردن زبان ^{تین}
 و ندانم و رجبا عما قلنا ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا و ترحمنا لنكونن ^{تین}
 باری بر هر تقدیر چون قلم در دست گرفته است چیزی بنویسد و سبب ^{تین}
 آرد اول شکر از صحت ثوات با برکات از عارضه ضعیفی که در ایام خالیه عارض
 بدن شریف شده بود الحمد لله که بخیر گذشت حق جل و علا سایه عنایت و محبت
 ایشان را بر فقری این سلسله پانیده دارد که وسیله حل بسی از مشکلات ^{تین}
 آسانی دشواریهاست قضیه شوق و محبت و متفقاً عرف و عبادت آن بود که
 پیشین این حال بی تابانه بجز از دست می رسید که امر و دوستی بر خود که خیر دنیا

و آخرت خواهد جزوات شریف ایشان را نمیداند دل جان فدای این محبت بلکه سزا
 که نشانی از محبت است باد اما چون رضا ایشان بخلاف این حال مخلوق شده
 است جرات نتراست نمود الا طاعه فوق الادب که گویند نیست و قرب طانی
 چو بود بعد مکانی سهل است و بعد از آن اشارتے بکشف بعضی احوال نماید که ضرورت
 است معذور خواهند داشت از احوال چه گوید که خراب است و بسیار خراب است
 در ظاهر چنان آباد نماید که بنینده رشک برد که به ازین حال نمی باشد و اما اگر سلطان
 در روند بداند که چه خراب و شکسته است و شکسته دل تر از آن شیشه بلورین
 که در میان خار کئی ز دوست رها و مشق انزوا که استاد طریقت تعلیم نموده دایمی
 اما هنوز بکجرف دست از دست نه برآمده خدا دادند که تا که این سواد بسراید خمر
 گذشت و جای امید نماند دیگر بچه چیز دل بند و عمرم لغیم تو سر بر شد و چون ستا
 که بر شود بد یوار و الهی عبدک ضاقت به الاسباب و خلقت دو نه الالباب و
 انقضی عمره ولم یفتح له الباب نو مید خود نیست و خود چون باشد اما بشارتی میجواید
 امید را تازه دارد و شوق را بلند آوازه گردانند و وصلت که مراد دین و دنیا باشد
 صدر روح بقالب مثنی بخشد و نو مید نیم لیک لم میجواید و یک مرده وصلی که تنه
 بخشد و اینهمه سهلست در عالم محبت فراق و وصال و قرب و بعد و جور و جفا و لطف
 و وفا برابر است و نظر به نعمتهاے الهی که غیر حمد و دو ناستا ہی است همه شکر و رضا
 است اما وسوسه نفس و شیطان را چه کار کند که محبت میطلبند و میگویند که تو هم از
 سر و میکوبی و ترا درین راه نصیب نیست و مناسبست باین کار نه بر کرد که ترا بنزل مقصود
 راه نیست و برو که در بنم وصال جایی نه تو راه گم کرده و از شارع عام عرف و عادت
 برآمده و برخلاف راه و روش جمهور رفته هر چند دلائل قاضی است کند و سندان میارود
 و نشانه نماید ملزم نشوند و از انکار و وسوسه باز نیایند اینجا چه کار کند و چگونه این

این دو خصم ستیزه کار بدتر از الزام دیدنند لهما آمد و ما انصر الامن عند الله العزیز
 الحکیم اول در ابتدا را اینجا حال که از اینجا پیام رسانیدند و دل خفته را بیدار گردانیدند
 این بود که حکم عالی حضرت در باب وی التنت که بجنبند و از زاویه آنرو ایامی بیرون
 و از درویش و توانگر و خویش و بیگانه و مرده و زنده هیچکس را نه ببیند و از جای بجا
 نرود و مبالغه و تشدید در میناب بسیار رسید پس عرض داشت کرد که اگر انیس
 برین سر اطلاعی بخشند که چیست و از کجاست در الزام نفس و التزام این نظر بقا ارب
 و داخل باشد فرمودند میخواهیم و دعایا میکنیم که او را بر حقیقت حال مطلع نگردانند
 تا زمانیکه صاف و پاک نشود چون تا کنید و مبالغه سخت شد طبع ضطراب نمود و
 تحقیق این شان و تکشاف حال بجلاز مت رسید پس مشافهت نیز فرمودند که
 همچنین است و این امر ایجابی است و از جانبی است و از شما غیر این صفت هیچ
 نمیتواند در غیر تبه نیز نفس بصفت خود جنبید و در طلب محبت و برهان با بابتاد
 و در سه روز درین قلق و ضطراب گذرانند ناگاه نور تصدیق و تسلیم بر دل بنا
 که ظلمت ریب و ارتباب را برداشت و محبت طلبی را در حکم کفر نداشتند در مقام
 تسلیم ساکن و ساکت گشت و چون حکم با استعجال عود شد اینجا آمد و دل برسد
 و عده گرم و خیر صدق نهاد نه شست چون بار دیگر از تصور صعوبت این امر
 برای راه یافت باز عرض داشت کرد که عاقبت این امر صیبت و غایت این کار صحت
 اعلام فرمایند تا جدی در کار پیدا آید و شوق بغیر آید در جواب نوشتند همه خیر است
 و خوب خواهد بود و نوشتند که عنایت حضرت غوث الاعظم بشمارست هیچ غم داند
 بخود راه ندهند و بنده الاشارة عندی غظم من الدنيا بخذ افر با بل الدین و الدنيا
 و ما فیها و الحمد لله که خوب نشست و در غم تها می و منهدب نماند و نفوس عالمه
 از اهل شهر و غیر هم که بلامت بر خورسته بودند در مقام سکوت و اعتراف آمدند اگر

اچنانکے دانسته یا نادانسته غیبی کند و سخن گوید زبانی ندارد زبان مردم صفت
 است با وجود آن نفس حجت طلب نیست بلکه قلب و روح نیز در هنگام وقوع معامله
 و قلوب و اضطراب آیند تا یک نوری خاص و حالتی مخصوص از استقامت و تعیین
 که از پرده غیب بفضای عیان بیرون افتد و نشانها از مطلوب نماید که امت نفرمانند
 ایهام و اشکال مطلق مرتفع نمیشود و هر چند میداند که این راه بتانی و تدریج می رود
 و کشایش کار موقوف بر وقت است و در اینجا روز و هفته و ماه و سال شمرند و عقد
 عبودیت ابدیت و هر چه ناصح مشفق فرماید و مخبر صادق خبر دهد حق است و صبر
 رضا و تسلیم از او که شرایط کار و واجبات دین مسلمانیت و خواستش و ارزوی او است
 مانع وصول منافی طریق بنگیست و اعظم تر و ناصح صادق لہجہ در بیان سخن
 و توفیق این وصیت از کتاب مستطاب فتوح الغیب که خواهد بود و چه خواهد بود اما با وجود
 آن نفس ازین اندیشه منی آرا مد و دل قرار منی گیرد و وحشت بیرون منی رود و میگردد
 که اگر همین قدر گویند که صبر کن و مضطرب مشو یا گویند که نصیب تو همین مقدار است
 زیاد طلبی مکن بلکه اگر گویند ترا بدر گاه قبول جانی نیست و بمنزل حصول راه نه
 و العباد بالسر من ذلک نیز رضی است بار ما بنفس بدگیش میگویم که امی مستعمل
 صلاح کار نمانم و امی نادان ناعاقبت اندیش چندین برس این شهوت با
 و شتابی در سوال مکن و کار در پرده دار و مبهم گذار مبادا چیزی گویند که پشیمان
 شوی و گویی چرا خواستیم کاش مبهم و مستور ماندی و پرده ارزوی حقیقت جان
 بر نیفتادی یا ایها الذین آمنوا لاتألوا عن اشیاء ان تبدلکم تکلم اما هرگز این
 که طبع گرسنه چشم از ارزوی که دارد باز نایستد و از شرع و شهوتی که بسته
 باز نیاید و گوید تا پرده نکشاید و جمال مقصود روئے ننماید اطمینان منی یا بجم و قر
 منی گیرم چند آنکه نزدیک بان سخن رسد که لولا تکلمنا لعدا و تا یقینا آیه لغو و بالسر

من ذلک آمنابالعد ورضینا بقضائه و بحقیقت ازان قبیل نیست و فرقی عظیم
 در میان است همان فرق که در ارانی و حتی نرسه است و با جمله اندوه و تنگدلی
 از حد گذشته وقت امداد و اعانت است فریادرسی میباید کرد و در واهی اغاثه گری
 که شهبی بجای حضرت عوثر الاعظم است هیباید پوشید و ذرع و اوودی در بر کرد
 قالب حقیقت غمگی غوشیه در آمد و تصرف کرد و توجه بار و اح مقدسه مشایخ سلسله
 و استکشاف حال کرد و خیرے گرفت و احصام نمود تا دل مبرکز قرار آید سه دل
 می و در و تم صاحبان خدا را در و ا که راز نهان خواهد شد آشکارا و اظهار
 این اگر چه بی ادبی است ولیکن چه کند که طاق است کجارد و و بکه گوید
 سه فریاد دل عم زده را اگر گمنی گوش پس پیش که از دست تو فریاد توان کرد
 مضمون معلوم شد دیگر است

الرساله السابغه والاربعون طیب الالباق بوجدان الذوق فی مقام الاطلاق

العدرسوله

عذر تقصیر ملاذمت چه نماید این حالی که فقیر راست اقتضای بهین میکند اگر آن را
 بتفصیل گویم ستایش نفس لازم آید اگر چه مشاغل این فقیر اکثر از جنس قیود است اما
 چه کند که ازین قیود بر آمدن دشوار است ما درین دنیا زندانینیم مقید باشیم چه صورت
 دار و بجز الله که در قید اویم و اگر گاهی در قید نفس نیز باشیم بدان رضی نیستیم و در آن
 و منهک است سر تمامه نقصانها رضی بودن از نفس است بعد از رضای نفس که درام گمان
 این قید ما برای آن بر خود بسته ایم تا ازین قید یعنی قید نفس بر ایم خداوند که بریم
 و چگونه بر ایم بر سر با حاکمی است حکیم که راهی نموده و قاعده بر بسته و دستور العمل بر
 نهاده و ما را بقیود او امر و نواهی مقید ساخته و گفته که حقیقت این قیودی قیدیت
 اگر باین قیود مقید بشید و خود را بدان بر بندید بعد ازان هیچ قید نماند و از همه قیدها

برائید بجز قید بندگی او و همه بند ما با بسید جز بند محبت او و ایمان آوردیم که هر چه او گفت
حق است و هر چه از جناب حق آورد راست و درست آورد پس باین قبوه مقید بنباشیم
چه کنیم مقیدیم باید دریافت بعقیدی و بیرنگی که آنجا قصد او را با یکدیگر ایشی است
دل بوعده وی بر بسته امیدوار شدسته ایم تا چه کند محبوب اگر کاری فرماید و بران کار
جزائی و عذکنند باید کرد چه جای آن که با وعده مقرون گرداند و اینجا نیز عاشق که بر بنای
نفس خود برسد ذوق و عده برین میدارد بد ذوق سخن و لب جنبانیدن وی جان
چه جای عده کردن و در مقام لطف و محبت آمدن یارب مگر وعده وصل بدها اینجا مگر
از جامه و دیگر فتنه حصول موعود گردد اما محبت چون صاف گردد بمقام فنا کشد از
گرفته قاری طلب وصل بلکه ذوق آن نیز بر آید اما مطلق ذوق مبهم بسیط غیر متعین
نه متعلق بچیزی باقی ماند مراتب ذوق را پایان نیست ذوقی بالای ذوقی دیگر است
هر ذوق که روی نمود چون نظر بر روی افتاد اگر قاری شد اسقاط این ذوق و قطع
نظر کردن از وی و بالا رفتن از آن ذوق دیگر آرد نعم شوق تمام گردد که زاد راه سلوک
و بدهد قواره روان است و از دریافت نقصان نفس بیا عث کسب کمال و تحصیل ذوق
و حال ناشی گردد و بهر اسی هستی طلب قصد بالا کند اگر مطلوب رسد از آن ذوق
گیرد و اگر نرسد اگر قاری شوق ماند و شوق از نیز چون مطلوب بی نهایت بود نهایت
نیست اما بدرجات میرود و با هستی و طلب خود میرود و نسبت طلب تعیین طالبی
مطلوبی باقی است و میرا بای شوق که طالبان کمالند در عالم ملک و ملکوت باشد
که مظاہر اسما و صفات و افعال اند و عالمهای وسیع و رنگهای گوناگون و نیز نگهها
بو قلمون دارند و ذوق درستی و فنا و گم شدن در خود از خود پشند و هر چند تعیین
و نسبت و ساقط تر و محو تر ذوق بیشتر مجلا آنکه ذوق در وحدت است و شوق در کثرت
و در هر دو نیافت است ولیکن در ذوق نیافت وجود خود با یافت وجود محبوب

و عده بر روی دارد و کلامی که از آنجا می آید و در این باب

در ذوق

و در شوق درک نیافت کمال در دان نیافت و انبساط باعث است بحصول آن
 و در ذوق درک انبساط نبود شوق پایه کارکنان در راه روان و وصل طلبان و ذوق
 حال بیکایان و از پای افتادگان و خود را از دست دادگان است در شوق اگر باشد
 دریافت باشد و در ذوق یافت دریافت دیگر است و یافت دیگر دریافت آنکه دریافت
 کوتاهی کردم و پایان اقدام مرتبه ذوق بالاتر از یافت است و از اینجا گفت آن عارف
 صاحب ذوق قدس اند سره الباقی که اینجا ذوق یافت است نیافت انتهی ذوق
 نام ذات محبوب است چون محبت ذات محبوب گردد متحد بوی شود یعنی کثرت بدر بر
 وفانی از قید گردد و یگانگی صرف ماند حقیقت ذوق ثابت گردد اگر گوی چون یگانگی
 هیچ دوی و هیچ نسبت ماند نسبت ذوق چون ماند در یاب چه گفتم ذوق ماند نسبت
 ذوق نسبت از دوی است و ذات ذوق از یگانگی باز اینجا تحقق نظر باید کرد و دیده
 ذوق هم در آن فنا و وحدت است یا بعد از تنزل ازان الآن در ذوق چنین می در آید
 که چون این حال آتی است بلکه زبان مبالغه ازان هم باریکتر لطف که یک برق
 صد یک جزو آن تواند بود ازان بیرون آمده ذوق حاصل میگردد و جهت شدت قرب
 و اتصال این بان چنان چند و یابد که هم در آن است زبان تقریب ازان کوتاه است
 و عقل آن در ملکوت ذهن منی کجند عرف من ذاق و من لم یذق لم یعرف تعالی اندکجا
 اقدام آغاز سخن در چه بود و از برای چه بود انجام بکجا کشید از طغیان قلم خود بر خجم که برگز
 راه بر است تواند رفت و جوش و خروش هم نزد گاه دیگر بروی آنکه او را از اسرار
 کشف کردن و سخنان باریک گفتن منع کرده اند و فرموده که جز در آنچه بشرایع و حکام
 و کار کردن و راه نمودن متعلق باشد دم نزنند و وی نیز عهد کرده و با تئال این امر تسلیم
 نصیر نموده است اما غلبه وقت و سلطان حال او را در عهد شکنی دارد چه توان کرد از علم
 وقت بدر توان رفت و الهمة علیه ما انشا این جوش آغاز ایام ربیع است که ماوه

ربیع

که باده سودا را بجوش آورد و گرمی در دماغ صبر پیدا کند و در پند میان گوئی اندازونی فی وقت
 در زمان را نیز نگنهی نیست اینهمه بیاعت خیال مخاطب را تقصای مهال اوست که در وقت
 در آمده و تصرف کرده در جوش آورده و بجهت حال مخاطب را تقصای می حاکم است بر مظهر
 در آن اختیاری نه یکی از بزرگان چون سخنی گفتی به سامعاً فرمودی که من نیز هم چه شما
 شنونده ام گوینده دیگر است باری هر چه بود گذشت باز بحال خود بیایم که مقصود بود
 مقصود عند تقصیر ملازمت بود چنانکه در اول نامه این حرف نگاشته آمده آنرا چگونه بیان
 کند مگر بزبان حال لسان الحال امین من لسان الحال شکر نعمت وجود و عزت تعالی
 شمارا در شریعت انصاف واجب البته باید بلازمت رسید و فوائد انداخت و محظوظ
 اهل عرف را به ازین صحبتها کجا بهم میرسد ولیکن با غلبه حال بس نتوان آمد حال از
 فقیر برین وجه نشسته است تا عاقبت کار صیحت دور آن بعضی وجه های معقول
 نیز در توجیه آن توان گفت و چیزهای دیگر هم هست و الله اعلم بحقیقه الحال و حال این فقیر
 در افتقار و نیازمندی بجای رسیده است که اگر یکی از عوام آن اس اینیم که نظر عنایتی
 و محبتی برین می افکند سعادت خود میدانم چه جای اکابر و اهل فضل فقیر خود تمامه اهل
 این روزگار را که حاکم دریس انداز حیثیت امن و امان شکر گذاری میکند اگر چه
 با هیچکس کاری ندارد اصل همین است که اگر با کس کاری میداشت بر دل باری نه
 می نشست عارف هر ذره وجود را شکر گذاری کند که نعمت شهود حق از آن حاصل
 است با اعتبار آنکه دلالت بر وجود حق و صفات وی دارد با آنکه تیر ازین گویم آئینه
 وجود حق است ازین بالاتر گویم منظر وجود است و منظر اینجا مفهوم طابعت است که
 جائے ظهور و محل بروز است چنانچه آب آئینه که در اینجا روی است ظاهر دیگر است
 و منظر دیگر منظر اینجا یعنی تمثیل وجود اوست که خود را باین مثال نموده و با این تصور
 ظاهر کرده است بالاتر از همه گویم فرد وجود است و وجود عین ذات حق و اگر

همه عبارتها را که مذکور شده بهین معنی فرود آوریم بهم میسر و معنی از عبارت همان بعینم آید و محقق
 و موافق حال سامع است همه عبارتهای مختلف که بیانند او همان فیه که حال است و لذت
 شده هر که در مقام توحید است هر عبارت که بیانند اگر چه ظاهر در دوئی و اثنینیت بود
 معنی توحید فیه و در اینجا عبارت است که می آید همه از دست و همه بد دست بلکه همه است
 پدر میگفت رحمة الله علیه من از عبارت همه است معنی همه است را بعینم و میگفت
 همه است را بجاوند و مغر از پوست بر آید عین معنی همه است را فیه صد و کثرت
 از وحدت بی معنی توحید صورت نه بندد میفرمود عبارت همچنین باید و فهم انجان کن
 کما تعلم و قل کما ترے در عبارت اشارتی هست نظر بر آن دار تا عبارت است توحید و است
 نه عبارت چلویم در شهود و توحید نیز دوئی است وحدت یگانگی است توحید یگانگی گفتن
 یگانگی دانستن یا یگانگی دیدن و یگانگی یافتن اول توحید قولی و زبانی است ثانی توحید علمی
 ایمانی ثالث توحید حالی رابع توحید ذاتی با وجود آن تناسب توحید در میان است
 باقی است از اینجا گفته اند که توحید حق از غیر حق محال است و توحید حق مرتحق را همان
 ذات است که نسبت را در آن کج نیست ۳ توحید ه ایاه توحید ه ۴ و لغت من بنیخته
 لاحد ۴ شهود یگانگی یافتن اگر صاف و برهنه شود چنانچه یافت و یا بنده و یافته شده هیچ نماند
 بجز حرف یافت بی دریافت یافت توحید ذاتی صورت پذیر می نماید توحید ذاتی جز حرف یگانگی
 نبود اینجا شهود و معرفت و یافت و تجلی و ظهور و اضداد اینها و بر نسبت و اعتبار که آن
 تعبیر توان نمود و تصور توان کرد و نشان توان داد فانی و ساقط است الا یک چیز که
 ذات است اگر شعور است شعور خود بخودش و اگر شهود شهود خود بخود خواهد بود با وجود
 آن علم و شعور و شهود همه صفاتند و صفات اگر چه عین ذات اند تحقیق و وجود اما مرتبه
 و تعدد ذات بالاتر از صفات است آنجا که یکی است یکی نیست چه جاد و آنجا که است است
 چه جاد دیگر است این یکی و او که لغتی کردیم یکی است که نام یکی است و او که اشارت با دست

اینجا دومی است اما یکی که یکی است و او که او است ثابت است کیفیت ذوق که در جوت اول
 مذکور شد باز آمد اینجا کم شدن است و کم شدن از کم شدن و کم شدن کم شدن بالاتر
 از کم شدن از کم شدن است و کم شدن از کم شدن نسبت بجانب بنده می افتد تا نسبت
 با اینجا بنده می افتد دومی است و اشارت به بیرون می افتد و در کم شدن کم شدن در
 رود و خود در خود کم شود و تو در و کم شو که تجربه بدین بود کم شدن کم کن که تفرید این بود
 از کم کردن کم شدن کم شدن خواسته است و اثره نظم تنگ است و المعنی
 بطن انشا عمر مجمل دل بجای باید بست و خیال بجای برده که آنجا نه دل نه جا و نه خیال هیچ
 چیز است و هیچ چیز نیست هم نیست و اینجا که هیچ نیست همه است این کمالی است که در
 توحید بالاتر از آن کمالی نیست و نصیب روحانیت آدمی از ذات حق و رای این
 خلاصه نسبت حضرات نقشبندی و شاخ دیگر که در مقام اند قدس اعداد و اجسام
 اینست باقی همه کمالات که مبتدیان آنرا جویند و سالکان بدان پویند و منتهیان
 بدان رسند و واصلمان آنرا یابند و محققان آنرا بیابان کنند و عارفان بدان نشانی
 دهند کمالات وجودی و مستغرفات هستی و انوار شهود و آثار وجود و تنزلات قیود و کشف
 صفات و کمالات و افعال و موارد احوال است بس کم احمد صد که کاغذ پاره که در دست
 نیز تمام شد قلم اینجا رسید و سه شکست

الرسالة الثامنة والاربعون حراسته الايمان عن مكاييد النفس الشيطان

الدررسولة

ه اگر محمول حال جهانیان نه قضا است + چرا مجاری احوال بر خلاف رضاست +
 آری آری ه بزرگ گنبد خضر چنان توان بودن + که اقتصای قضا مای گنبد
 خضر است + بیچاره آدمی که هدف سهام عاود و مصایب گوی چوگان قضا و قدر
 در عین علم و قدرت جاہل و عاجز است و در عین قوت و غنا ضعیف و فقیر که ام علم قدر

و چه قوت و چه غنا آنکه اول آن خود را نداند که چه بود و کجا خواهد رفت و سر نوشت او چه خواهد
 کار او چیست چه دعوی علم کند آنکه سراسر محتاج و نیاز مند بود و خسی نتواند پیدا کرد و کسی
 نتواند از خود را نداند چه لاف غنا و پی نیازی و قوت و قدرت و گردن فرازی زنده
 خدا تراست بزرگه و ملک بے انازه و دیگر هر که به بینی بجا ریت داده است + صورت
 اختیاری در آدمی زاده نهاده اند که اگر بحقیقت معنی آن در و دوسر سراسر جبر است کسیکه
 ذاتش دیگرے پیدا کرده و صفاتش دیگرے نهاده دعوی قدرت و اختیار در افعال
 که فرج و اثر ذات و صفاتند چگونه درست آید سه چیزے که وجود از خود نیست + سستی
 نهادن از خود نیست + ثبت ایجاد ششم نقش اینقدر هست که جوهر آدمی چنان آفریده
 است که بر و پر تو سے انرا از انوار صفات حق که زندگی و شنوائی و بینائی و دانائی و توانا
 و خواست و گویا نیست تا فقه و بحلیت اینها از افراد کائنات ارصی اختیار یافته است
 پروردگار تعالی را عالمهاست و در هر عالم آفرینشها و کارها درین عالم که عالم انسانست
 آخرین می آفریند که از درون و سے باعثه و خواسته پیدا سے آرد و او را بر و سے گمارد
 کاری از وی بوجود سے آید سه بار از قضا همین قدر بنامند + پیمانہ تویی باده تو پیمانند
 زیادہ برین اثبات قدرت و اختیار مرندہ را مختلف است مبادا فعل اختیاری در آدمی
 سه چیز است ادراک و باعثه و خواست باید مگر نیست که وی درین سه چیز بیچ اختیار دارد
 قوی اگر چشم کشاده باشد پس صورتی در نظری می باید متیواند که آنرا نه بیند می تواند
 و بعد از دیدن اگر ان صورت ملایم و موافق طبع اوست میلی و شہوتے در نفس وی پیدا
 شود که باعث حرکت گردد و بجا بیاید و بعد از پیدا گشتن باعثه و از ادنی خواستی
 از ذات وی پیدا آید که بدان حرکت کند و با اختیاری که بی اختیار از ذات وی پیدا
 شده بجا بیاید و در و دیده و دانسته در بلا بیفتد العبد مختاری فعله مجبور می
 اختیاره که گوید این صورت دارد سه اسی کاسن نمیدیم آن زلف سخن بار

تا دیده و دانش در دام علم افتادم + کائنات دیگر نیز اگر چه همه بنده و سخر و محکوم قدرت الهی
 غر و علایم این پریشانی و سرگردانی و حیرانی که آدمی دارد دیگر بی نادر در جهادات و
 بنات خود چون نشایات ندارد و منظر علم و دانش نیتاده آسوده اند و روی کی
 از صمیمیت وجود با پروردگار خود دارند بد اینجاست آورده میگردید شده ایستاده اند و
 حیوانات اگر چه حس و حرکت دارند و باین علت برنج و الم جسمانی که از رنگدانه
 رسد گرفتارند اما چون فکر و اندیشه که چه شد و چه خواهد شد و چون شد چرا شدند
 از عذاب روحانی که بگرفتاری عقل پیدا آید فارغ اند و ملائکه اگر چه علم و دانش در مرتبه
 کمال دارند اما چون عقل مجرد اند تعلقات جسمانی نگرفتارند و شهوة و غضب که بر آن
 جلب نفع و دفع ضرر است در ایشان نهاده نشده از آرایشهای جسمانی و آفتهای
 حدثاتی منزله و برابر یک حال بر یک سوال میباشند آدمی است که جلالت ترکیب
 عقل و شهوة و غضب و تعلقات جسمانی و کدورات هیولانی گرفتار لذات و آلام جسم
 و روحانی افتاده است و بنعم و بهم فکر و اندیشه و هوا و هوس چون و چرا و از طمع
 و آرزو و هوا با صد چندین محنت و بلا گرفتار است سرشت آدمی را از چنین افتاه
 کجارد و وجه کار کننده زهی بچار گے آدمی زاده که در چندین بلا و محنت افتاده
 گهی از نفس و عقل اندر کشش گهی از دست دل نفل اندر آتش گهی از حاکم
 گشته سرست + متاع دین و دنیا داده از دست گهی بکشد چه چشم بویاز
 پشیمان گشته با صد آه و زاری + گهی دانا گے نادان نشسته + گهی غمگین
 گهی شادان نشسته + گهی از ذوق طبیعت گشته خورسند + فاده چون مگس
 شهر و در بند + گهی اندیشه آغاز و انجام + به بے ذوقی نشسته زهر در کام +
 ندارد کار دنیا اعتباری خوش آنکس کش نباشد هیچ کاری س کار عالم که هیچ
 در هیچ است + نیک بنگر که هیچ در هیچ است + مشکل تر آنکه از میان برداشته

هواد هوس و میل شهوت آفریده اند و در انجانب دنیا را باز میب زینت در لباس
 عشوہ دہی و فریب کاری آراستہ کہ بیک نگاه دل صدر ہزار گاہ بستاند و بیک
 پیالہ ز اہد صد سالہ را ز ہوش برد و بہوش گرداند سہ دعوی زہد تو آن روز
 مسلم دارند کہ روئے بر سر آن کوچہ و ہوشیار آئی س ز ہزار بکوی میفرست
 مگذرہ کا بجا سر و دستار گرد خواہی کرد و در حدیث آمدہ است الدینا خضرہ و
 حلوۃ فرمود دنیا سبز و شیرین است سبز یعنی تر و تازہ کہ دیدن آن خوش آید
 و در دیدہ شہوت زیبا و رنگین نماید و شیرین کہ چشیدن آن لذت بخشد
 و در مذاق طبیعت لذیذ یافتہ بنگر کہ باین دو صفت چگونہ صبر و پرمیہ از ان
 کرد قرآن مجید میفرماید انا جعلنا علی الارض زینتہا لہا لیلو ہم اہم احسن عملا گفت
 اینخانہ را بصد نقش و نگار آراستہ ایم و زیبا و رنگین ساختہ ایم تا ببینیم کہ چشم از ان کہ
 می خواہد و در تماشای آن در مینماند سہ ہمہ اندر زمین بتو این است بہ کہ طفلی
 خانہ رنگین است سخن از عشوہ گر بہا دنیا و فریب خوردن نفس از ان دراز است
 عمر در گفتگوی آن بسر آید و این حکایت بسر نیاید آن بہ کہ مجز و پیر گے خود را بچشم
 و دست دعا بدر گاہ کہ یم بندہ نواز بر داریم خدا یا خداوند ما را بگذارد و ما را بر ما ملما
 و ما را از شر ما نگاہدار ما را بر ما یاری دہ و عقل ابر نفس و دین را بر ہوا مدد گاری بخشے
 توانا بر ناتوانی ما رحم آرد و اسے دانامار اور طرہ غفلت و نادانی فرو مگذارد و وقت
 معصیت و غفلت پیش از ان رحم کن کہ در حین طاعت و ہشیاری کنی و در بعد
 و ضلالت زیادہ بر ان مدد دہ کہ در قرب و ہدایت دہی سہ یارب مدد کرد و منی خود
 برہم + از بد برہم و از بدی خود برہم + در ہستی خود مرا ز خود بخود کن + تا از خودی و
 بخودی خود برہم + اساس کار بر سہ فنا ہنہادہ اند نخست از خلق کہ وجود و عدم و
 مدح و ذم و منع و عظامی ایشان از نظر اعتبار ساقط گرد و دوم از ہوا می نفس تا بخلگے

تابع حق گردد و بر فرموده خدا و رسولی از او دست نیویزم از ارادت و خواهمش که هیچ خواست بفرم
 و ضرر و خیر و شر و آرزو در دل نماند خبر خواست حق و نه بدید جز فعل او و نه دانند جز علم او
 و نه یابد جز ارادت او و تادرتوز پندار تو هستی باقیست + میداند بقین که بت سستی باقیست
 بالاتر ازین دیگر بشنود که چه میگوید که گفتی بت پندار شکستیم + این بت که تو بخداستی
 باقیست + استغفر الله و التوب الی الله و لا حول و لا قوة الا بالله توجه کلام بجانب بگیر
 بی اختیار باین سواقت و مقصود ذکر واقعه کشته شدن آن جوان سعادت مند برادر
 بود بیشک جوانی مقبول نیکی سیرت و صورت و فقر دوست بود وجهه الله و تجار عن
 سیاه خوش اسماقتندی و مردانند و یکدیگر بضر تیغ مجاهده بموت اختیار کرده
 و امانت حیات بخیانت بصنا جوش سپردند جان بجانان داده و گرنه از تو بستانند از
 خود بدو انصاف کاخران نکویا این نکو + بجای بسی عظیم است این واقعه و نشستن گرد
 ملاکت بر چهره وقت شریف ایشان نرزد و درستان و مخلصان عظیم تر از همه است
 حق تعالی پیچ و جگر و ملاکت و کدورت بر چهره دولت و اقبال آن سعادت مند میداد
 مال نشانند و در مصیبت خود همیشه خوشوقت و خوشحال داد صبر توان کرد و جز صبر و تحمل
 چاره نیست توجه حضرت حق باید برگماشت و متک بحفظ و عصمت وی کرد و تقوی
 از بکنای عوت وی سبحانه نمود توجه دلها می غریبان دایم بسوی ایشان است
 سایه لطف تو ای سرور و ان دایم باد که گذار می بسرخاک نشینان دارد
 آن سه که حسن و خوبی عالم بروی اوست + از هر گزانه دیده دلها بسوی اوست
 و اندک محفظکم و هو الحفیظ اعلیکم عزیز من در امثال این وقایع فهم فقر بجانب بگیر
 که آدمی ذاد و دشمنان جانی که در کمین گاه هلاک اویند و قصد خیات فانی می
 دارند چه مقدار بنیم و اندیشه دارد و چه قدر همشیار و نگهبان وقت خود میباشد
 اما از دشمنان ایامی که شیطان و نفس و هوا و هوس از او شهوت و مضاجحان

بدانند پس در فیهان بدستگال اندر هیچ آگاه نه و عم ندارد و اندر شیه میکنند که چه دشمنان و دیگران
 و با چه اسباب و آلات و تیزه و شمشیر و تیر و کمان در قصد غارت این متاع کران نماید
 و در پی هلاک این شاه بر دروگانا ندانجا خود جز یکد و دشمن و چندین حمد و معاون نخواهند
 که لشکرا و دست و درافتت با ایشان میتواند کرد و لما اینجا ایمان تنها در حیا رغبت ختاده
 الایمان بد اغریباً و سنیو و غریباً کما بدأ با چندین دشمنان و معاندان درونی و بیرونی
 بیرون از حد طنداز و جلوه جان سلامت توان برد و بچه چیز باستانی و کنگا سبانی او
 توان کرد و لا اله الا الله حتی فمن دخل حصنی امن من عدائی هر که درین حصن درآمد
 و بومی پناه آورد ایمان سلامت برد و از بیم و هراس بر آفت و مخافت امن گشت و
 فارغ گشت اما با وجودان شرط حرم و احتیاط است که پاسبان و سباب آلات
 قلعه از بی قلعه بندی باید مهیا داشت که دشمنان در صدد بر آمدن و کشادن این
 قلعه اندر محفوظات قدوة الاولیاء شیخ صدر الدین بن شیخ الاسلام بهاء الدین ذکر یاب
 قدس اسرار و بهم و اوصل الیناس بر کاهتم و فتوحاتهم مینویسد که در بیان این حد
 فرمود حصن است و حصار حصار است که گرد بر گرد بود اما گاه نگاه دارد و گاه نداند
 و حصن است که در گرد و گرد و کنگا دارد و درآمدن و حصن لا اله الا الله بر سه و عست
 ظاهر و باطن و حقیقت ظاهر آنکه خوف در جا بجز از خدای عزوجل نایل گرداند که اگر
 عالم خضم شوند یاد و دست بفرماید نفع و ضرر و چیز و شتر نتوانند رسانند قوله تعالی
 وان یسک الله بضر فلا کاشف له الا هو وان یردک شیخ فلاح را و انفضله و باطن آنکه
 چون محتوی که در هر چه پیش از مرگ بزند گمانی درین سرگمانی برسد جا و دانی نیست
 و رقم قلم عدم برورفته و شافی ندارد و قوله تعالی کل من علیها فان یرسی برستی
 آن کیفیات نماید چون این معنی حاصل گردد این کلمه در باطن درآمد باشد و حقیقت
 است که از روی بهشت و خوف و فرخ در دل نیاید و جز بخت تو از بیکر عینی مقصد صدق

عندئذ یک مقدر چون اینجا رود بهشت خود متج او گردد و در روز از وی گریزان باشد
 انتهی کلام الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کوشیخ شیخ ما عالم عارف علی متقی نور الدین ضریحی و فغانا بر کاتب
 و برکات علومه در بعضی از رسائل خود مینویسد که محبت دین دنیا و ترجیح یکی بر دیگری مراتب
 است بعضی هستند که محبت دنیا برایشان چنان غالب آمده باشد که برای خاطر دنیا و آرباب
 دنیا و فرائض و واجبات دین را ترک کنند و جانب دنیا را حج دارند و آنها را ایمان برانند
 خارج بحث اند سخن در مومنان می رود که تصدیق دارند در اعمال تقصیر میکنند و کمتر از این
 آنست که فرائض و واجبات ترک نکنند ولیکن بر ترک سنن و نوافل همین هستند که اگر آنها
 بکنند دنیا و متاع آن از دست رود و بعضی دیگر چنان هستند که آداب و مستحبات دین
 بجهت دنیا از دست دهند که اگر باینها مقید هستند دنیا بدست نیاید و قومی دیگر واجبات
 و سنن و آداب و مستحبات همه را بجا آرند ولیکن نه بر وجه استقامت و ثبات اگر بنا گه آن
 همی از جهات دنیا عارض وقت ایشان گردد و همان ساعت متغیر و متزلزل شوند
 و از جای روند و در اینجا طالع اند مانند کوه پامی بر جا دستوار که هر چه واقع شود و هر که را هم
 گردد از جای روند و قطعاً بچینند و ذلک اعز من البکریت الاحمره تا زهر بادی تجسبی
 بدان کس چو کوه کادمی مشت عیار و عمر باد صر صرست + مراتب ایمان و محبت دین
 اینهاست اکنون ما در خود فرو باید رفت که در کدام مرتبه از این مراتب ضمیم حال امروز است
 تا حساب فردا چه خواهد بود باس تا پرده برانند از جهان از روی کار + آنچه است
 کرده فردا که در دو شکار + عاقبت کار ماے دنیا و دین بخنیر باد +

الرساله التاسعه والاربعون توصیته الاصحاح بالصبر فی جمیع الابواب

المدور سوله

روزی این فقیر در نماز حاضر بود ناگاه کتاب صبر بر دل فرو آورد و ندید یک در این
 و چون در مقابل خاصیت وارد گشت که محل می آید و بعد از ورود و نزول بیان تفصیل

می نمایند ثم ان علینا بیاذ حجت است ما هیت صبر بازموی چند در مضیح آن در دل
 و حضور نماز مانع تفکر در آن شد چون از نماز بیرون آمدم تفصیل محال و موارد آن
 که بنده را در آن صبر باید کرد و رومی آوردن گرفتند چندی از آن با حاضران بیامردم
 و چون آنرا بابی عظیم یافتیم از ایمان و اسلام خواستیم آنرا بنویسیم و خود نوشته‌های فقیر
 اکثر ازین قبیل است که دروین مسلمانان را یاد و نور ایمان در باطن میفزاید نه حقایق
 توحید و احکام و جو که طالب ابیجانبی دیگر برود و داعیه عمل مجاهدت برست گرداند چنانکه در اول
 کتاب گفته ام امید است که این روش بر اهدایت برود و بنثرل مقصود برساند و باید دانست
 که معنی صبر ترجیح داعیه حق است بر داعیه هوا و تقارصن این دو داعیه و ثبات قدم بر حق
 حق باین معنی بنا کارخانه دین مسلمانان همه بر صبر بود و هیچ طاعتی جز بصر تمام نگردد که تا از صبر
 آن صبر نکنند طاعت بوجود نیاید و آنجا که صبر را نصف ایمان گفته اند صبر را معصیت ^{اراده}
 نموده و صبر بر طاعت را نصفه و میگرداشته اند و صل اول باب صبر و عمده آن هر شت
 بر عقاید دین مسلمانان است خصوصاً آن عقاید که عقل را در آن دخل نیست بلکه عقل بگفته
 عادت و وسوسه و هم بر آن حیرت دارد و در تردومی انقدر مثل احوال قیامت و حشر و نشر
 و اخبار آن عالم و عجایب و غرایب قدرت الهی در ملک و ملکوت که شارع بدان خبر داده است
 و طریق علم بآن و وصول بدان جز خبر خیر صادق نیست و ثبات بران اطمینان بدان
 جز بنور ایمان بجنس موسست و یقین که بی کسب اختیار بنده عطا کنند و او را بران دارند
 صورت پذیر نیست در اینجا چه همه جا همین حال است آن عقاید که عقل را در اینجا خلقتی
 مینماید و متکلمین بزعم خود آنرا اثبات بدلائل عقلیه مینمایند موجب یقین آن ایمان است
 تا آن نباشد دلائل ایشان همه سبب حیرانی و سرگردانی است و اگر خدا خواهد آن دلائل را
 نیز دلنشین گرداند در خصوص آن دلائل متعارف و موافق آن یقین قلبی است که دلیل
 حاصل و ثابت است نه موجب موجود آن چنانکه مثلاً یکی در کار خود ثبات در سحر است

در آن مشغول و مشغوف و دیگری مویده مقومی آن بگوید باین گفتن جدی و قوی
 در آن کار پیدا گردد و اعتقادیکه در آن دارد تازه شود اگر گویند که این ایمان تقلیدی است
 غلط است این یقین است که در دل نشسته است تقلید نیست که زینعت یقین بر وجهی است
 و بشنود و بفکر و اندیشه در آن افتد و تابع وی گردد و اعتقادیکه در آن دارد تازه شود و معتقد
 تقلیدی بتشکیک مشکک طایل گردد و اینچنان محکم نشسته است که بعد تشکیک تا بلکل
 مگر آنکه نور ایمان را برگیرند آن زمان هیچ دلیل فائده ندارد لغو و بالبدن تنگ حال اگر در آثار
 طلبند دلایل مختصر است در دلایل مشککین آیات و علامات ایمان بسیار است گفته اند که
 در دیار اسلام تقلیدی نمانده است دلایل حقیقت آن واضح است و بالفرض و التقدير اگر
 بسبب طریای ظلمت غفلت و وسواس و گرفتاری عادت و نظر در سخنان انجیل و غیره باشد
 و شبه پیدا گردد و در وحیرت مذموم بدماغ وقت بدو و صبری باید کرد و پکاشات بر جا باید داشت
 و بر مرکب استقامت اگر چه بنور و تکلف بود ایستاد و بچپ و راست آواره نشد در زبان را
 از حیا ناطل و کلام سهیوده ولی صرفه نخواست بداشت و بهسم النور و الهادمت کرد و عتصام نمود
 فالذین آمنوا بالهدی و عتصموا به الایة و بحال و بحال محمدی صلی الله علیه و سلم و حلیه صدق
 و حقیقت وی ناظر باشد تا آن عبارت بنشیند و در و در بر و در و در بر تو می ازان نور بنشیند
 ازان چه سخت بود در دل افتد چه ظهور نموده معرفت و الفساح و الفساح قلب بعد از عروص
 غفلت و ضیق نکره قومی تر و روشن تر نماید و وجود وصال بعد از فراق و ذوق دیدار
 بعد از حجاب لذیذ تر و شیرین تر آید که الاشیار بنشین باضداد و دادا گبی صبری کند و زود
 از جای در آید و سبک نماید و قدم بر راه و هم زند و عنان بدست و وسواس بسیار و سبب
 یقین از دست دهد و در ناویه کفر افتد تا ویلی که نصوص بحکم عقل و وسواس و هم و توهم
 معارضت و تقلید فلسف کنند آن نیز از بی ثباتی و بی صبریت و اگر بر اعتقاد حقیقی
 نصوص علم الهی که آنچه او را داده نموده حق است هر چند ما را اطلاع بر حقیقت آن باشد

باشند در حصول ایمان کافی است و در مسئله اثبات اختیار با اعتقاد سابقه تقدیر
 با ایمانیان از جهت سلوک نیز طریق بسبب نیست آخر در مقام اثبات خود بضرورت با نیجایا
 آند اگر در همه جا همین روش روند کار دشوار بر خود آسان کرده باشند زبان تا
 کردن با قرار توبه نه انگیزتن علت از کار توبه و العیاذ بالله وصل این بیان صبر
 در نسبت اعتقاد دیگر صبر در عمل است و اقام آن بسیار است هر عملی که هست تا
 ننگند بوجود نیاید چیز نینقد و حقیقت خود چنانچه در واقع هست نشود و چون حقیقت
 بوجود نیاید لازم و نتایج و آثار وی بر آن مترتب نگردد و و نا کرده وی برابر باشد
 کرده از نا کرده بدتر بود و النکت است از من الرصن و فاضلترین اعمال مقربترین
 عبادات نماز است که اقرب مایکون العبد من ربّه و هو ساجد و صبر در کار لازم است و بعد
 صبر بر سبب باغ و امکان و صبور رعایت شرایط و آداب آن و حضور و طمانینت در آن که
 گفته اند حضور در نماز بر اندازده حضور در وضو است که مقدمه است و صبر در قرات قرآن
 با حضور و خشوع در رعایت تجوید و ترتیل در کلمات وی و تامل و تدبیر در معانی و تطویل
 قرات موافق سنت مخصوصاً در نماز شب که آن حضرت صلی الله علیه و سلم در آن طول
 سوره میخواند و رکوع سجود و قومه و جلسه بر اندازده آن میکرد و گفته اند که در قرات قرآن
 زبان و گوش و دل یکجا باید تا آنچه بزبان بخواند بگوش بشنود و بدل بپنجه و طمانینت و
 تعدیل در رکوع سجود و قومه و جلسه فهم معانی تشبیحات و تصور کبریا و جلال حق شود
 عظمت و کبریا وی سبحانه و تعالی موافق حال که با خدا دارد و استقرار در مقام
 تمکین در تشهد و تحمیل حالت معراج که مورد این کلمات است و بعد از سلام از کار
 و ادعیه ماثوره بخاندن و اگر در پس امام است تا محل ما نشستن و بعد از سلام نیز
 منظر اب بر بخوانستن نیز از جمله صبر است و در زبان آنحضرت این قوم را که زود بر میخواستند
 و تنقید بزرگ و تسبیح و دعای منی شدند سرعان القوم میگفتند و در وصل این لفظ نام آن

کرده است که در صحر که در آئیند و دست و پای ده هم را تمام ناساخته بر آئیند و راه گریز گزیند
 و کار بسز نبرند و بعد از نماز باید او تا بر آمدن آفتاب مستقبل قبله نشستن و بذكر حق مشغول
 بودن نیز از موکدات است و سبب عای فرشتگان ب مغفرت و رحمت و عملیکه در اینجا
 بقدر خجای آن می یابند این عمل است و بعضی مشایخ که بعد از نماز بجلوت در روند و بخیا
 مشغول شوند ثواب ذکر و نتیجه خاصیت وقت در یابند اما ثواب صبر بر التزام مکان که
 منطوق حدیث است فوات پذیرد و نیت ایشان در این حصول محبت و اجتناب از بیست
 اما با وجود آن صبر در همان مکان ارفق است بسنت قولاً و فعلاً و اجیار بین العاشئین
 همین حکم دارد و پیش از عشا نوم و تکلم بعد از وی مکرده است از آن نیز صبر باید کرد و **صل**
 صبر بر مصایب بلا یا و شداید و حوادث دهر و جنای خلق و ادای حقوق اهل اولاد و عا
 حقوق صحاب اجاب امثال آن مشهور است و عمده این باب صبر بر شداید و ریاضات
 و مجاهدات و مکایدات سلوک است خصوصاً نزد عدم حصول مقصود و دستگیر راه و تاخیر
 فتناب بر تقدیر فتناب کمالات و وجود و قایح و معاملات و حصول مقامات و حالات
 صبر بر ستر و کتمان آن و عدم ابتهاج و انبساط و اظهار و فتنای ربان لازم است و از
 او که طریق صدق و اخلاص است و با وجود حسن جمال فضل و کمال در محل تواضع و
 فروتنی است و ادوا شستگی و نامرادی اودن و با خردان بنظر شفقت عنایت دین و بار بزرگ
 ادب بندگی و رزیدن علیه بگر جمال حال فزودن قسیمی اعلا از صبر نمودن است دیگر از نمودن صبر
 توقف و تامل کردن است در اینجا شخصی که دعوی کمال کند و بر هیچکدام از دو جانب صدق
 کذب لیبی و وضع نبود و احتیاط در آن است که بر تقدیر تعارضن فراین و دلایل قرینه صدق
 راجح دارد و از نظر قرینه کذب غماض کند که توقف در مقام اشتباه محمود است سلم گفته اند
 که اخرج هزار کافر بکفر با احتمال ایمان بهتر از اخرج یک کفر از ایمان با احتمال کفر این است
 قرآنی درین باب کافی است و آن یک کاذباً فعلیه کذبیه ان یک مما دقا یصنیک بعض

الذی یعدکم و باوجود آن صبر از اعتقاد و افتیاد و اطاعت بی تجربه و تبحر عدم استیجار
 و احتیاط بی شواهد و لایل نیز محمود است تا منجر بحسنت و پشیمانی نگردد و الله العالم بایها
 الذین آمینوا الصبر و اصبروا و ابطروا الفتوا لعلکم تفلحون و العاقبت باخیر ۲۴
 الرسالة الخمسون تشبیه اهل العسکر بر رعایت آداب الذکر ۲۵

العدد رسوله

در آن هنگام که شیخ اجل اعتراف کردم او خدا عادل و عبد الوهاب متقی قادری شاذلی روح پند
 و اصل الینا بر کاتبه و فتوحه این مسکین را تقوی ذکر نمود و اجازت داد و آداب آن آموخت
 کتابی درست من داد منی منج السالک الی اشرف المسالک چون عبارت آن کتاب عربی بود
 بر اطالبا آن ترجمه کردم و قضیه تقوی ذکر بود نه تسبیح و تسبیح و تسبیح و تسبیح و تسبیح
 هزار و بیست و شش و وقتیکه توفیق و شکر می کرد و الهام بر زبان منظم گشت و الا انوار
 باوقایه میفرماید که آداب ذکر است بیخ پیش از شروع در ذکر و دوازده در میان است
 بزرگ و سه بعد از شروع از ذکر آن پنج که پیش از شروع در ذکر است نخست توبه است و حقیقت توبه
 گذاشتن بنده هر چه نزدیکتر بخدا و سودمندتر او را از گفتار و کردار و خواست پس از
 پشیمان شدن از آن قدم طهارت غسل یا وضو سویم آرام و خاموشی تا مشغول گردون بخدا
 پس بگوید ذکر بدل حاضر آرد یا بحق پس از آن شروع کند بزبان تا هیچ خاطر نماند بخدا
 و بگوید بوافتق دل زبان لا اله الا الله چهارم مدح و ستایش بدین نزد شروع در ذکر است شیخ
 که ذکر انوی دارد و اگر زبان نیز نماند شیخ را و فریاد و خواندنوی نیز رواست اگر حاجت
 بدان افتد گفت مولف کتاب حمد الله علیه گفت شیخ جبرئیل حرم آبادی چون آغاز کند ذکر را
 حاضر آید و صورت شیخ را در دل و مدد وجود از وی زیرا که دل شیخ مجازی و مقابل دل شیخ
 شیخ است تا حضرت نبویه دل نبی صلی الله علیه و سلم دویم التوجه است بحضرت الله تعالی
 مشاهده و همیشه روی دل وی بدان سوی است پس در آن صورت شیخ در اول است و از

توجه به شیخ

نوز و لایت وی مدد جست میریزد و ما از حضرت الهیہ بردل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
 واز دل سید المرسلین بر دلکاش شیخ بتقریب بہ ترتیب میرسد تا شیخ وی واز دل شیخ بدل و
 پس ثنائی می یابد بر کار فرمودن ذکر چه طالب بدایت حال بر مثال طفل است که او را توانا
 نیست بر کار فرمودن الت بر وجهی که تاثیر کند و کار گرفته مقصود بر آید اگر چه شیر حق در دست
 اوست که ذکر است اما توانائی بر شیر زدن خبر بہت صورت نہ بند فرمود و غیر صلی اللہ علیہ وسلم
 الذکر سیف اللہ و قوت بدر بنی السیف بدست آید صلی اللہ علیہ وسلم قوله تعالی و ان تنصروکم
 فی الدین فضلیکم النصر انتہی ترجمہ بدانند کہ خود خستن از شیخ مدد جو خستن از حضرت پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ سلم کہ نایب جانشین اوست و این عقدا را بجزم بر خود بندد تا رفته رفته یقین کند ان
 دو از وہ ادب کہ در حال فرست اول شستن در جاک چہار زانو یا بر دوزانو چنانکہ در نما
 می نشیند قومی آنرا اختیار کرده اند و بعضی از علمای این طایفه این را بہتر دانستہ کہ تاثیر این
 در دل بیشتر است و جمع گویند بہر وضع ازین دو وضع کہ آرام یابد و دل قرار گیرد بنشیند در سجو
 قبلہ نشیند اگر تنہا است و اگر جماعہ اند حلقہ بر بندند دوم مہنہ ہر دو کف دست را بر ہر دو انکسوم
 مجلس ایوب ہا خوش مسطر دار و کہ در مجلس ذکر ملائکہ حاضر میشوند و مسلمانان جن نیز حاضر میشوند
 چہارم جاہد پاک ہو شد از وجہ علاج ترجمہ در خانہ تاریک بنشیند اگر میگردد ششم چشم بر پشت
 تارہ حواس ظاہر بستہ گردد و بستہ گشتن تارہ حواس ظاہر بہ سبب کشادہ شدن حواس باطن است
 را بہکافیض دل اندہم صورت خیالیہ شیخ پیش و چشم از و این از او کہ اداب است نزد تم
 ہشتم سستی در بہان و شکار در عایت صدق در ظاہر و باطن و گفتہ اند کہ صدق ششمیست
 کہ بر ہر چیز بندد کار گرفته و پارہ کند آنرا انہم اخلاص پاک کردن عمل از ہر آلائش و گنہہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و اخلاص میرسد ذاکر بدرجہ صدقیت گفت کہاتب حروف صلی اللہ علیہ وسلم گفت شیخ رضی اللہ عنہ
 صدق مغر و خلاصہ اخلاص کمال اوست اخلاص آنکہ ریاخلق نوزد و وجاہ دنیا نطلبد
 و صدق آنکہ اجر و جزای آخرت نیز در نظر ندارد و گفت مصنف کتاب در ذکر این دو ادب کہ ہر دو

در اول میدان نیک بدبختی پیش عرض کند و از اینجا گفته اند که شرط نیست که شیخ مطمع بود بر طراز
 مرید و کشف کند آنرا ولیکن شرط مرید است که ذکر کند هر چه خطور کند در دل می مر شیخ برادر ذکر
 نکند ضامن باشد و الله العلیب الخائنین و هم برگزیده کلامه الله الا الله در او بگوید آنرا بتعظیم بقوت
 تمام بجز و بر آرد لاله را از مالک ناف او نفس که بین این چنین است و برساند الا الله را بدل
 صنوبر که اجزاء قلب معنوی گفت سهل بن عبد الله استری چون بگویی لا اله الا الله که پیش
 این کلمه او نظر کن بر عزت و قدیمی حق پس ثابت دار آنرا و نیست گردان هر چه جز او است
 گفت امام غزالی در کتاب بیان ثمرات اعمال هر که بخوابانی کند بر قول لا اله الا الله در ظاهر
 در روان گرداند زبان خود را همواره بدان بکشد اید الله تعالی بر دل می نور می که بردار برده او
 که درین کلمه نهاده اند و در گیر داور انوار می و شیفته گرداند دل او را دوستی و می از بیخ بر کند
 وفانی گرداند او را اناروی پس میند برون خود از شگفتیها ملکوت آنچه نتوان بیان کرد
 آنرا و اندازه نتوان کرد و صفت آنرا و گرد نتوان آورد و بجز از نتایج و ثمرات آنرا پس از آن برگردد
 ذکر ما می هر او بر زبان بیاطن و در دل چند آنکه پیوسته گردد و همیشه بود ذکر می غالب اید باطن
 وی بر ظاهر که تا قومی گردد سلطان قلب حرکت لسان پس نیست گردد و در مانند جنبش
 زبان و یگانه گردد دل بکس از آن بتابد آفتاب روح بر دل می و مستغرق گردد دل با انوار
 رویت و بر دانه پرده از لطایف و صفات ربانیه فرود آید و ادرات غیبیه پیدا گردد و از احوال
 سینه آنچه باز در از صفات بشریه بالا بر داور ایقانات غلبه به روز می باید بکرامات که پس
 نبوت محمدیه است فرود روح وی در دریا تجید و بیرون آرد از ان اسرار لطیفه و معانی
 شریفه پس پانیده ماند ذکر و نخست پایه که بر آید بران بقوت نوزانیت این کلمه پایه تقوی است
 و اول در که کشاده میشود باین کلمه از بهشت که کلیدی حقیقت لا اله الا الله است تا بنیم
 و تذکر است که کشاده میگردد اند قلب در آیات قرآن که فرود آورده است آنرا روح الامین
 جبرئیل از احکام بر خیر الانام محمد علیه الصلوات و السلام تمام شد کلام غزالی رحمت کن

پروردگار بر او مژگند گرداناد و بار بار اشکها او گفت شیخ محی الدین نومی که از اجله مفسرین
 و انکه مذهب شیخ افغانی است لا اله الا الله سر همه ذکر با هست و از جهت اختیار کرده اند از اسباب
 اجله که صفوت و خلاصه این هست اند و پرورش میدهند راه روان را و ادب میکنند مریدان
 و خوانندگان و جماعت را و میفرمایند ایشانرا بجا و مست آن و پیوسته بودن بران و میگویند
 این کلمه مژگندترین دارد با هست مرزاندن و سوا س اورومی آوردن بدرگاه الهی
 ذکر کردن حق یا زدهم حاضر گردانیدن معنی کلمه است بدل برابر و هر بار که پیدا آید چیزی از
 احکام بشریت و سوا س بگوید زبان لا اله الا الله و بدل لا معبود الا الله و زدهم زده شده
 و تیرگی دل طلب صفا و طلب چیزی از معارف و شوق ذوق را بدل لا مطلوب الا الله و بگوید
 بفضای خواطر تمام لا معبود الا الله بش ابد آنکه وی تکلیف ناطق است بدان دو از دهم نفع
 بر موجود از دل خبر خدا به لا اله الا الله تا قرار یابد تا تاثیر لا اله الا الله در دل سرایت کند عیناً
 و گفته اند که مرد را باید که چون الله گوید از تارک سر تا آناشتان پاک بچیندن آید و نشانی
 و حقا که ناماید اگر اخیال دارد داشته شود که سالک است و امید است که پای به بالاتر از آن برسد
 اگر خدا فرماید است و آن سوره اب که بعد از فراغ ذکر است یکی آنست که چون خاموش گرد
 فرود رود و خود خوشوار و بادل حاضر آید چشم دارنده وارد ذکر را و اثر فیض آنرا تو نه
 که چیزی بدل بفرود آید از نور حضور که در گیرد وجود او را و آبادان گرداند خانه دل او را
 در عین آن شود بعد از آنکه ریاضت و مجاهده سی ساله ندهد دوم آنکه بجا بدارد دم را و صلب کند
 آنرا تا چند بار که آن زودتر آرنده است روشنائی بصیرت را و کاشده شدن براه
 و بیدار و باز داشتن خاطرهای نفس و شیطان را چه بحسب نفس و تعطیل حواس بر گرد
 برده و شیطان تصدوره ننگد سپوم بعد از ذکر آب خورده که سوزش دل آتش شوق
 بنشانند که طلب است از ذکر و حکم طلب نیز و اینست که آب خوردن بعد از حرکت سخت
 صحت است تا آنکه گفت صاحب کتاب که ذکر باید این سه ادب خوب بجا بدارد که نتیجه ذکر

با بهیمن پیدایم آید و گفت گفت شیخ یوسف عجمی رعایت این آداب مرذاکر را در وقتی است که بر
 عقل خود بهیمناده باشد و در ذکر خود اختیار دارد و چون از عقل غایب گردد و از دایره اختیار
 بیرون افتد آنرا حکام دیگر است که اهل آن میشناسند و چون ذکر از دست اختیار ذکر بیرون
 رود و مسلوب اختیار گردد اند بیرون می آید از وی الفاظ گوناگون که همه محمود اند و حسنه آن
 بران معذور بلکه مشکوره آن همه اسرار اند از حیث ضبط بیرون پس گاهی زبان میگردد و زبان
 وی اسد لمد یا هو بهو یا لار لا حمد و یا لا بقصر یا آه آه یا ما یا یا او از بے حرف یا صریح
 و ضبط ادب سنوخت تسلیم نفس و گذاشتن دست او را بر داتا تصرف کند در و سر چلو که
 خواهد و بعد از سکون و از نیز بآرام و خاموشی سار و چشم دارنده وارد دیگر او گاهی از
 می افتد این انواع در صداقتان را در یک مجلس این آداب لازم است هر طالب اتا حاجت
 دارد بذكرسان و چون بی نیاز گردد و از آن بذكر قلب استغراق در مذکور حاجت نیست
 بی هیچ یکی از آن و آنکه ربانی نیافته نفس از بشریت محتاج است بذكر طهارت و باطن و پس از
 ربانی یافتن از قید بشریت حاجت نبود بذكر طهارت تا آن هنگام که عود کند بشریت باز نگردد
 احکام او بسالک چون عود کند بشریت باز محتاج گردد بذكر چه بشریت میرود می آید تارة
 قناره تا تمام شود و کامل گردد فنا و بقا بعد از کمال فنا و بقا نیز ماتی میماند حکم قلبی حضرت
 ربوبیت مانند حکم بشریت با اول بعد ازین حال گرفته میشود علم از سینها گران بدوق
 و جودان و وصل این بود آداب که در کتاب منج السالک بیان فرموده و درین کتاب
 فضایل آن را خواهید آنرا نیز ذکر کرده و آن مشهور است در کتاب سنت و کتب قوم مذکور
 و سطور و اگر از ابیاریم سخن دراز گردد و وضع این رسائل بر مختصرا ففاده اما فائده چند
 ذکر کنیم چه ازین کتاب و چه از غیر آن از آنچه از زبان حق ترجمان شیخ ذکر کرده است بحسب
 شنیده شد و کم چیزی باشد که مذکور نشده باشد در کتاب اهلقتین فی سلوک طریق
 الیقین با وجود آن هر چه بقدر الهی بر زبان قلم آید بنگاریم فائده در کتاب مذکور

میگوید ذکر برد و ضربت بزبان و بدل بگر زبان می رسد بنده بگر دل دوام آن و تا شیر
 ذکر دل است چون هر دو جمع شود لابد اتم و اکمل بود و مشهور و متعارف در اکثر سلسله است
 و در سلسله شریفه قادیر رضوان الله علیهم نیز چنین است و از سلسله نقشبندیه قدس سر
 تعالی سرسرم اقتصار کنند بر ذکر دل هم از اول مبتدی بران دارند نهایت را اندراج کرده
 در بابت که ایشان میفرمایند بمعنی دارد و ازین سخن نیز ظاهر میگردد که ذکر دل کار منتهیان
 است ولیکن ایشان از اول همین راه برند و یقین است که آنچه بجز ذکر منتهیان را رو
 مینمونه باشد بتدیان را نخواهد بود چنانکه در ذکر زبان نیز در اول کار و آخر آن تفاوت
 است پس استبعاد بعضی نادان و بیفهم سخن نارسان آنرا چیزی نیست این سخن دراز
 از اهل این شان باید یافت فائده انکار بعضی از فقها ذکر قلب و حضور ذکر در ل
 سکا بره است چه ذکر صد نسبیان است و این هر دو بدل بود بزبان لغم ذکر زبان حکما
 و آثارست مخصوص این اما نفی اطلاق ذکر از فعل قلب آنرا ذکر نام نه نهادن درست
 لا لفظه و لشرعاً مگر در اینجا که شایع ذکر زبان را شرط کرده چنانکه قرآن و اذکار دیگر که
 در نماز و جز آنست و او را دو وظائف نیز از نیاب است و مثل طلاق و عناق و بیج و شرا
 جز بفعل زبان صورت نه پذیرد و با معنی فرق آمد میان ذکر و در و مانا که کلام فقها هم در آن
 باب است فافهم و الله اعلم فائده پرسیدم از شیخ که این انواع ذکر طرق آن کیفیت
 جلتا جز آن که در بعضی سلسله میکنند بطریق صحیح و درست ثابت شده است یا نه فرمود
 این از مستحقات مشایخ است و در غرضه که ذکر براسی آن موضوع است نافع و فرمود اصل
 ذکر نام همین لاله الا الله است و تا اختیار باقیست آنرا تصحیح حروف و مخارج آن چنانکه
 هست باید گفت و چون شوق غالب آید و از ضبط و اختیار بیرون افتد آنرا حکم دیگر است
 و فرمود گمان آنست که این بعضی ذکرها مثل ذکر آره و مانند آره که در بنظر وضع اصل و اتم
 است پس همان مینماید که مردم آنرا در وقت غلبه بی اختیار می از مشایخ دیده اند آنرا

سند گرفته اند و اندام علم فائده جسم نفس در ذکر نزد بعضی صلیه قوی است و میگویند که در
 تئویر قلبت فیت در رو بساحت سینه از حق و خاشاک خواطر اغیار بالا ترازان چیزیست
 و در سلسله شریفیچستیه و کبر و بیو و شطاریه شرط است و در سلسله نقشبندیه شرط نیست ولی
 اولاست چنانکه حضرت شیخ و سید کبیر قدس قبله گاهی همی کلیم الهی قدس اند سره در کتاب
 او را در خود مجتنب فرموده اند و این فقیر از خواج محمد باقی قدس اند سره شنیده است که میفرمودند
 یکبار شیخ با والدین عمر که از کبار مشایخ متأخرین خراسان اند و خواجہ احرار و مولانا
 عبدالرحمن جامی نزد ایشان تبرک میرفتند فرمودند که جسم نفس که در ذکر میکنند نسبت به
 ثابت نشده است گفتند شما انکار طریقه خواجہ بزرگ یعنی خواجہ بہاوالدین نقشبند کردید
 مقصود بانفی طریقه ایشان نیست سخن بود گفتیم و شیخ مذکور از سلسله سہروردیہ است
 و سلسله ایشان جسم نفس در ذکر نیست موافق این شیخ بزرگین الدین خانی که تیسر
 سہروردیست در کتاب صایا گفته ذکر کند شدت و قوت چنانکہ قوت آن در رکوعی
 در رود و بگذارد نفس را کہ بطور خود بر آید و گفته کہ جسم نفس در ذکر معنی بر امور میست کہ
 راجع اند باصول جوگیہ او کما قال اللہ علم فائده شیعہ قدیس سرہ با بیان خود میگفت
 خدا عز اسمہ میگوید کہ من بعثت کسی ام کہ ذکر میکند مرا و شما چندین بعثتے با خدا کردید حال
 آن چه شد اشارت بمرہ ذکر کرد کہ السن با خداست و توحش از غیر وی و از ابو عثمان سہروردی
 کہ بسیار میگوئیم ذکر را و شیرین آن در دل خود می یابیم گفت شکر گوئید کہ باری معصومی
 اعصما شما آراستہ شد بطاعت حق شیخ ابن عطار اند کہ ندی شاذلی حصہ کان الکلم
 گفت غفلت تو از ذکر سخت ترست از غفلت در ذکر و در کتاب مذکور روایتی می آید کہ
 ہرگز دید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ می جبند عرش از ان زیرا کہ این کلمہ طیبہ بذات خود از
 عالم جبروت است و در النبیست بہا کہ صغیر است بلکوت و متعلق ہن گرد و بحقایق
 عالم دینی نیستہ در ان و حقایق عالم ہمہ صادر از دست لقولہ تعالی الیہ یصعد الکلم

الطیب و هر که بگوید آن هزار بار بر بهارات هر صباح آسان گرداند پروردگار تعالی بروی
 اسباب نفاق را و مانا که مراد بر نفاق شامل نفاق و جبهانیت و هر که بگوید نزد خواب
 رفتن هزار بار شب کند روح وی زیر عرش و قوت خرد و ازان بر اندازد قوت های حق می بر
 بگوید در وقت استوار هزار بار است گرداند حق تعالی شیطان باطن او را و همچنین هر که بگوید
 نزد ماه نو امین گرداند تمام هقام و هر که بگوید نزد آمدن شهری امین گرداند از فتنه آن
 و همچنین هر که بگوید بحکم هم و حضور فکر و بفرستد آنرا برای ظالمی یا جباری پاره پاره گرداند
 او را و هر که قصد کند بدان اطلاع و انکشاف غیب منکشف گردد و برسد در کتاب او را گفته
 شده که حجج بودند که هر روز هفتاد هزار بار میگفتند و قومی دیگر بجه هزار بار و اگر نه آن باشد
 اندو از ده هزار کمتر نباید و هفتاد هزار بار گفتن آنرا خاصیت است شهرت مذکور در آمدن
 در بهشت فائده چون در کتاب سنت امر مذکور کرده اند دیگر برای آن بسندی و دلیل احتیاج
 نباشد و تلقین مشایخ را تا اثری عظیم است و ایشانرا سندی است که حضرت صلی الله
 علیه و سلم تلقین کرد و مر علی مرتضی را در وقتیکه پرسید مرتضی کرم الله وجهه که چگونه ذکر کنم یا اول
 گفت بنشین و بپوش بر و چشم خود را بشو از من آنرا سه بار پس تو بگو سه بار تا من
 بشنوم از تو همچنین تلقین کرد رسول خدا صلی الله علیه و سلم علی مرتضی و تلقین کرد
 علی مرتضی حسن بصری رضی الله عنه و کرم الله وجهه تا آنجا که منتهی شد سلسله به

خاتمه

صحبت حسن بصری رحمه الله علیه با امیر المؤمنین علی رضی الله عنه و کرم الله
 و تلقین ذکر از او مشهور شده است میان بعضی مشایخ طریقت از متاخرین در این
 زمان و لیکن علماء محدثین را درین سخن است و در هیچ کتاب روایت حسن از علی
 نیامده و شیخ نجم الدین کبری نیز در اجازت نامه خود که بیک از صحاب اده گفته است
 که صحبت داشت معروفی را با او و طائی و گرفت از وی علم طریقت و صحبت

و او در علم حدیثی را گرفت از وی علم طریقت و صحبت داشت حبیب عجمی صاحبی سخن گفت
 از وی علم طریقت را و صحبت داشت حسن بصری صحابا و گرفت از ایشان علم طریقت را
 آنچه بصیحت رسیده هیت و بعضی مردم گویند صحبت داشت حسن بصری علی مرتضی را
 رضی الله عنه و کرم الله وجهه این بصیحت نرسیده و الله اعلم کذا ذکر فی فصل الخطاب و شیخ
 جلال الدین سیوطی در بعضی رسائل خود اثبات صحبت حسن با علی بقیاس عقل و دلیل
 معقول نموده و ثابت کرده که حسن بصری در مدینه بود پس چه احتمال دارد که امیر المؤمنین
 علی او رین یافته باشد و حال آنکه هر روز پیغمبر صلی الله علیه و سلم نماز حاضر میشد
 باشد و در جامع الاصول گفته که ولادت حسن بصری بعدینه بود در دو سال که باقیمانده
 بود از خلافت عمر بن الخطاب وید عثمان را رضی الله عنه و قدوم کرد بصره بعد از
 عثمان و بعضی گویند که ملاقات کرد علی رضی الله عنه بعدینه اما روایت او علی او بصره صحیحتر
 زیرا که او در وادی القری بود و تا آمدن او بصره علی رضی الله عنه باز آمده بود و نهی
 و حکایتی در دریافتن او علی ابصره نیز نقل میکنند که وی کرم الله وجهه بصره آمد و قصص
 و و عطا را همه بر خیزانید آهس بصری را که جوان بود و حضرت امیر خیمه از وی پرسید
 و بے جواب او پس سلم داشت او را و باین روایات و حکایت دیدن حسن بصری مر علی
 صورت ثبوت پیدا میکنند و یقین ذکر را کافی است دیدن و صحبت اگر چه قلیل بود و
 وجود روایت بحدیث عدم هت ادا صحبت باشد و الله اعلم

رساله الحادیه الخمسون تذکیر اهل الذکر بمیان فضیلت علی الصکر
 الله ورسوله
 بخ ابو عبد الرحمن سلمی رحمة الله علیه فرمود ذکر و فکر مرد و حال بزرگ اند و هر یک
 ازین دو آداب احوال مقامات است که در از است شرح و بیان آن و آنچه در دل من
 می افتد آنست که ذکر بزرگتر و درجه و بالاتر است زیرا که ذکر بنده مر خدا را تجلی است

ذکر خداست مرند را فا ذکر و فی اذکر کم و نیست هیچ حالی که اثبات کند بنده را ~~بجانب~~
 حق مانند آنچه بزرگ داشته است حق تعالی اورا بدان حال مگر ذکر و محبت که فرمود ~~بجانب~~
 و حیوونه مشایخ گفته اند بفضل دوست داشتن می تعالی مرا را از دوست داشته اند
 مراد را بفضل یاد کردن او مرا ایشان را یاد داشتند ایشان مراد را یعنی محبت و ذکر حق مرند
 سابق است بر محبت و ذکر بنده مراد را گفت بنده مسکین گمانده این حروف و حقیقت
 حال همچنین است که مشایخ گفته اند چه هر چه اذن حق است قدیم است و ازان بنده حاد
 و حادث از قدیم پیدا گردد و از وی بوجود آید ولیکن ذکر کردن محبت حق را بالاتر از محبت بنده
 در آیت محبت و تقدیم ذکر بنده مرحق را بر ذکر حق مرند را در آیت ذکر نکته باید و آنچه از آن
 در دل بنده میریزد است که محبت از صفات است و ذکر از افعال نخت بجا ذر محبت حق
 بنده بان جانب کشیده میشود و بوجود محبت مشرف میگردد پس ازان ذکر میگوید ~~بجانب~~
 شکری گوید و جزای ذکر وی میدهد و اورا ذکر میکند محبت بر محبت می افزاید باز این
 باعث بر افزونی محبت دیگر میگردد و همچنین این سلسله میرود تا میرد محبت می افزاید
 گفت شیخ ابو عبد الرحمن سلمی پرسیدم اباعلی دقاق را کدام یکی تمام تر و بزرگتر ذکر یا فکر
 پس گفت ابوعلی دقاق شیخ را درین باب چه در دل می افتد گفتم نزد من ذکر اتم از فکر است
 زیرا که حق سبحانه و وصف کرده می شود بدکود و وصف کرده میشود بفکر و لابد آنچه وصف کرده ~~بجانب~~
 بدان خالق تمام تر و بزرگتر باشد از آنچه وصف کرده شود بدان مخلوق پس استجسان کرد
 شیخ ابوعلی دقاق این کلمه او نیز حق سبحانه نام کرد کتاب خود را ذکر و فرمود و از آن ~~بجانب~~
 الذکر و فرمودند اذکر مبارک انزلنا ه گفته شیخ ابو عبد الرحمن سلمی مراد اکران را احوال است
 یکی ذکر اسان است و این حال بزرگتر است که همیشه خدا را بزبان یاد میکرده باشد و زبان
 بنام وی و ان گردد و فرمود ~~بجانب~~ پیغمبر صلی الله علیه وسلم اگر توانا نامی داری که بمیری و زبان تو
 تر باشد بجز خدا مکن آنرا و لابد چون همواره زبان بذكر حق جاری میباشد از ذکر خردی

باز دارد و دیگر ذکر قلب است و آن تصفیه است از جمیع هوا و خواطر که فرود
 می آید بروی و بیرون افکندن و بر آوردن آن از دل از جهت مشغول بودن و بی فکر
 سید و محقق و شوی دلان و این ذکر الاله و نهامی حق است پس همیشه پاک
 صاف می باشد دل بد که حق دیگر ذکر سر است که چون تصفیه کرد دل اصاف گشت پهن
 از هر کدر و خلاف فرود نیاید بر بروی فرود آینه از خواطر مگر آنکه بیاید از مغلوب
 بحقیقت ذکر پس کج کند و بر گردان گفت کاتب حروف پس گوید ذکر اثر و نتیجه فکر
 قلب است که چون قلب تصفیه کرد صفائی حاصل شد سر لطیف است فوق قلب
 دوم ذکر حضور که بعضی در ایشان اشوات کنند همین اتصال سرست بیاد خدا ذکر
 قلب حکم قلبی دارد بر یک حال نباشد چنانکه گفت سه حافظ دوم وصل میسر میشود
 شان کم التفات بحال گدا کنند به شیخ گفت دیگر ذکر روح است و آن ذکر است که
 فانی میگردد ذکر از صفت خود برویت ذکر خدا پس قی می ماند مراد از ذکر و نه حال و نه
 صفت و ذکر ابر شاهده میکند ذکر حق تعالی مراد از پس نگاه میدارد و فانی میگردد
 از رویت ذکر از جهت علم وی بآنکه ذکر حق تعالی سابق است بر ذکر وی مرحق را و عباد
 است بر او پس میگوید وی باید که بمقابله تواند نمود ذکر معلول حادث بذکر قدیم سبب علم
 یزید و لا یزال است و اما افکار پس مختلف و متفاوت اند متفکر است که تفکر میکنند در
 میگذرد بر کار و مخالفات و معانی تفکر میکنند در وقت خود و عجز از آن حقوق وقت و
 مواجب آن متفکر است که تفکر میکنند در نعمتها خدا و دوام لطف و تواتر احسان و قصور خود
 از رسیدن بشکر الای حق سبحانه و درمی باید که شکر ناقص حادث هرگز نمی رسد بغض
 احسان کامل قدیم وی تعالی که بر دست و یکی دیگر تفکر میکنند در سابقه ازل که چه گذ
 است و دیگر در عاقبت کار که چه خواهد شد و یکی دیگر فکر میکند و حیران میگردد در این
 صنع الهی چنانکه فرمود و متفکر در خلق است و الارض و یکی فکر میکند در رضا

و سخط پروردگار تعالی و تقدس متولد میگردد و از فکر در صنایع معرفت و در آفای شکر
 و در وعد و عجزت و در وعید همت امثال آن جز آن انواع فکر بسیارست و اکثر آنرا
 راجع باحوال نفسست و خواب و بیداری و غفلت آگاهی آن و متفکر در معنی گذر و احوال
 و وقت خود در اکثر احوال متفکر جلیس نفسست که فکر میکند در احوال اوقات وی و ذاکر
 جلیس حق و مستغرق در مطالعه مشاهده از غیر نظر بر نفس و احوال می چنانکه فرمود امام علی علیه السلام
 ذکر کن و ذاکر فراموش میگرداند نفس خود را زیرا که ذاکر وی در آنچه مشاهده میکند از ذاکر حق
 مراد پس فانی میگردد از همه اوصاف با استغراق وی در عین فانیست میباشد این ذاکر
 حقیقت اما تفکر بجمع بنده است با اوصاف خود مشاهده اوقات خود و گفت پیغمبر خدا
 صلی الله علیه و سلم تفکر کنید در الاهی خدا و تفکر نکنید در ذات خدا پس است متفکر
 راه تفکر را در ذات و بنمود مذکر راه ذکر در آن و فرمود و اذکر الله ذکر اکثر پس ذاکر حق
 راجع بذات حق است زیرا که ذکر نتیجه معرفت و محبت است پس نزود در راه ذکری مگر آنکه
 فرورفته است در محبت و سپس فرق است در حالیکه چون تمام گردد باز گرداند بجایست
 و جا چون وارد گردد باز گرداند با اوصاف نفس و ذکر چون محض بود اعلا و اتم بود چنانچه فرمود
 از نادمی بر بند اغضیا و فرمود پیغمبر صلی الله علیه و سلم فضل الذکر خفی و ذکر حقیقی نمی باشد
 مگر ناشی از تمام معرفت مذکور پس هر که عارف تر بحق ذکری فصاحت و ذاکر بی معرفت مثل
 قشر است و ذکر بغفلت موجب سخن است مرصعش را و متفکر همیشه در مطالعہ نفس و وقت
 و حال خود و زیادت نقصان است و محاسبه نفس خود میکند پس در محل توبه است از تقصیر
 و شکر بر نعم و غالب آمده بر ذاکر معرفت حق و ذاکر پس فانی گردانید او را از رجوع به نفس و احوال
 نفس تا آنکه فانی گردانید او را حق از ذکر در معرفت مذکور و لازم گشت او را به سبب حدیث
 تا بجالی رسد که اگر روان گرداند زبان را نتوان گردانید و گفته اند محبت کسی که ذکر گوید
 و نشوید در زبانها توبه بتقید و فکر نوری است که میراند از دل ظلمت غفلت را و می گردانید

و ذکر اندر روح است و موجب صفای وقت چون صاف شد وقت مشاهده کند عیب
 بنور روح و صفاتش در آید در حضرت و باقی نماید بر محل خبر و نه آنجا و لذت اندک
 یعنی بزرگ تر از آنکه باقی گزارد بر ذکر چیزی را از زوی و بنده چون متحقق گردد و ذکر
 میگردد از وی و صف سوال حاجت و قنای غیر صلیه الله علیه و سلم من شمله ذکر می نمود
 مسئله اعطیه فضل معطلی السائلین اشارت بدلت و مرتبه دیگر است که از ذکر خود
 نیز مستغنی گردد و مشاهده ذکر حق مراد را با جمله ذکر و فکر برده و حال شریف و جلیل اند و ذکر آن
 و اعلی و صحنی است گفت کاتب حروف این حاصل خلاصه کلام شیخ ابو عبد الرحمن سلمی
 است و آنچه بفهمی آید از آن نیست که فکر مقدمه کار سلوک است و الت حصول توبه و انابت
 و صلاح نفس و قلب است که تهیی و قابل آماده میگردد از حقیقت سالک و لطیفه طین او را
 برکتش متور و متحقق بذكر الیه اطمینان و قول حق حل و علی او لم تفکر و او لم یظن و ابرای
 تحصیل حال اول است و قول می سجانه الا بذکر الله تعظیم من تملوب اشارت بحال ثانی و
 سالک حال سلوک بفکر و ذکر نبود و ذکر سبب صفا و نورانیت ذاکر گردد و باز فکر
 مورد معرفت شود و از معرفت محبت زاید و محبت باعث بر ذکر گردد و همچنین تا میرود
 از ذکر و فکر چاره ندارد و اشارت بیت مشنوی نیز بیان مینماید که گفته است سه بنقد
 گفتیم باقی فکر کن + فکر اگر جامد بود و ذکر کن + و مانا که کلام شیخ در ذکر است که
 منتها مقام سلوک و آخر آن است که فنا فی الله و ذهول از کل باسوی است و الا و
 مرتبه ذکر الله حاصل است و در فکر نیز ذکر موجود است در توبه و انابت و محاسبه و در خست
 و بر بیت و برودیت آلا و شکر و برودیت تقصیر در آن که تسلیج و ثنات فکر و مجال موارد
 آنست همه جا ذکر است تا گفته اند که اشرف و افضل ذکر ذکر حق است و امر و نهی و تعظیم
 و انتها هم هر چه بر خدا وینت تقرب کند ذاکر است چه سنی ذکر یا داشتن خدا را
 و یاد کردن مراد است و صل شیخ علی متقی رحمه الله علیه در حکم کبریا شیخ ابن عطاء

اسکندری در مفتاح افلاح می آرد که ذکر خلاص یافتن است از غفلت نسیان بدام غفلت
 قلب با حق و تروید اسم مذکور است بدل از زبان و برابر است در آن ذکر الله با صفت اعتقاد
 وی یا یکی از احکام و می باشد از افعال می یا استلال کردن بر چیزه از ان یا دعایا
 رسل انبیای او یا ذکر صحراگان و اولیا او یا هر که انتساب کرده بوی و نزدیکه حسیه بوی
 بوجهی از وجه و سبب از سبب فعلی از افعال بقرات یا ذکر یا شعر یا غنای یا محاضره
 یا حکایت پس متکلم ذکر است و فقیه ذکر است و مدرس ذکر است و مفتی ذکر است و واعظ
 ذکر است و متفکر و عظمت جلال حق عزوجل مجربوت و آیات دی در ارض و سموات
 و فی الارض و امثال آن رنده با و امر وی و باز دارندة نفس از نواهی وی ذکر است
 و ذکر گاهی بزبان بود و گاهی بدل گاهی با عصا و گاهی با سر و گاهی شکار و گاهی
 بنان و ذکر کامل است که جامع بود در جمیع این مراتب بعضی از عارفان گفته اند که ذکر
 سه مهفت نوع است بدست و پا و چشم و گوش و دل و روح و زبان ذکر بدست یک و ادن
 است و ذکر بسیار فتن بزیرت علما و اقر باست و چشم دوام بکا و گوش استماع کلام
 حکما و بدل لفظی از دار فنا و نامت بدار بقا و بروج اشتیاق برودیت و لقاء و بزبان
 تلاوت آنچه منزل است از نماز و آنچه مستجاب است از دعا و فی الحدیث من اطاع الله
 فقد ذکر الله و ان قلت صلواته و صیامه و تلاوته القرآن و من عصى الله فلم يذكره
 و ان کثرت صلواته و صیامه تلاوته القرآن رواه الطبرانی عن واقد بن ابی
 الرساله الثانیة و الخمسون الاعتصام بحبل الصبر و الثبات عند
 اجتماع اسباب اللذات و الشهوات

الله و رسوله

حق جل و علی در جمیع احوال ناصر و معین باد و تبارخ بست و ششم رجب مکاتیب
 محبت اسالیب آن دیند رسید و دیده را منور و دل اسرور گرد و نهد آن

جز انتظار قدم سرت لزوم آن بلند پیش نهاد وقت نیست باید که خبر آنچه نذر اختیار
 باشد یکجا صلح دید وقت ناظر در وقت باشد ازین غریمت مانع نسا زندگی زیاد برین
 طاقت برداشت باز فراق در قوت باطن این ضعیف نمانده است دریافت صحبت
 این فقیر را مستم دارند تا بعد ازین چه واقع شود بعد از معلوم وقت و حال آن سعادتمند
 مبدأ و مال خواهد بود که آدمیان در طلب خواش مقاصد و مطالب دنیا و معارضه آن
 با مقاصد دینی چند قسم اند از خود نگویم که مسلمان اگر چه ضعیف الایمان باشد از محبت
 دین و آخرت خالی خواهد بود و توافقی که هست انقدر است که جماعه در طلب دنیا چنان
 غالی و منهک افتاده اند که همین ا مقصد مقصود نداشته از غنچه دین در میان دهی
 آن فرغ نشده اند گویا علم بدان ندرند لغو و با بعد من ذلک و طائفه دیگر علم بدان
 دارند ولیکن در وقت معامله و غلبه شهوت و هجوم نفسانیت آن علم چون ضعیف است
 و بسر حد یقین ز سیده است در می مانند و از فراموش میکنند و از دست میدهند فراموش
 کردن چه حاجت است غلبه از شهوت بر آدمی ز ادیان غالب افتاده که دیده و آرزو
 در هم می افتد چنانچه اشارت واصله الله علی علم بدانست و حکمت ابتلاء الهی تعالی است
 اقتضا آن کرده که دنیا را بخواج آرزو دیده و دل آدمیان ز سبب زینت داده است
 که یکجا طبیعت بی اختیار با یغیاب میروند و در حدیث آمده است که دنیا صلوٰه خفیه
 فرمود دنیا شیرین و سبز است یعنی شهوت او در باطن لذت و در ظاهر تلخ و زینت
 افتاده است اینجا تا مید الهی و نصرت و اعانت و می سجانه در کار است که از آن باز
 و از گرفتاری در دام دمی افتادن باز دارد و باز اینجا دو قسم است یکی عصمت است که
 خاصه انبیاست صلوات الله و سلامه علیهم اجمعین که معصیت و خیال با حق
 دلیل بدان را با ایشان راه نیست و سکه در میان است دیگر حفظ است که آنرا بر
 اولیا و دوستان حق اثبات میکنند که اگر چه خیال معصیت دلیل با سواره باید اما آنها

تصرف و غلبه سلطان آن محفوظ دارد که آن عبادی لیس ملک علیهم سلطان مسموم دیگر است
که بعضی در محسبیت هم بختند و گرفتار شوند اما لطف الهی ایشان را بتوبه دستغفار از آن برادر
اذا احب الله عبدا لم يضره ذنب ممنون دارد و مقصود و مقصد و مقدمات آن بود که بعضی
از مزالت و جهالک عارض وقت آن سعادتمند شده بود محمد ص که از آن محفوظ ماند
هنوز هم اگر چیزی از آن خیالات بحکم طبیعت یا با تمضای تکلیف بعضی درستان میاید
مجازی پیش آید بدفع و رفع آن برداخته و در مرکز سلامت و استقامت استوار
مانده بمنون نعمت و کرامت الهی باشد که نعمت و دولتت بالا تراز عافیت فراخ و لا
ولی تعلقی نخواهد بود زیاده چه گوید عمقا و این ضعیف بر قابلیت و استعداد آن رجاست
همیشه بود و الا آن چون اثر آن معاملات یک نوع ظهور نمود و آن اعتقاد ثابت و راسخ
گردید حق تعالی شما را بکام من دارد و آنچه من از تو ایفرزند امید دارم آن باشد آنچه از تو
این ضعیف از شماست است که این سلسله غربت و نامرادی و مسکنت بیچارگی
خدا طلبی خدا شناسی و راه حق سپری خود مرتبه بلند است کجا نام آن تو انم بر دلباشا جریا
یاید و آنچه از کار از دست این فقیر نیامده و حاصل نشد و ناقص مانده از دست شما یاید
و شمار حاصل شود و کمال یابد که وجود ولد و جود ثانی و الله است بلکه عین وجود است اگر
توفیق بیک دهد و براه ترک تجرید و زهد مطلق بر و آن خود سعادت کبری است لیکن
از تاب حوصله شکریت اکثر مردم بیرونست باری اگر آن نباشد از زیاده تا که مشوش
وقت باعث پریشانی حال گردد خود را نگاهدارند از زودبختی باقی از قصدا و قدر الهی
چاره نیست این دعا را لازم وقت خود دارند اللهم انی اعوذ بک من جهد البلاء و دریک
الشقا و سوء القضاء و شامت الاعطال و این دعا نیز که برای کلمه اولی از آن زبان زد وقت
و نپا دیتهای این حقیر است اللهم انی اعوذ بک من کحور بعد الکور و من الشقا و بعد السماة
و من القطع بعد الوصول و من الرد بعد القبول و من الخیبة بعد الرجاء و من المنع بعد العطا

در بیان

و این دعا اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها و اجرنا من خیر ما من خیر لی الدنیا و عذاب الآخرة
 خدا میداند که در ایام سابق که این خیالات و احتمالات فائده شما بود چه مقدار تقصیر
 بر حال این ضعیف مسلط بود الا ان ذوقی و فراغی و انبساطی در باطن میاید که زبانی
 تعبیر از آن کوتاه است بر همین پشند و از پروردگار خود رضی پشند و امیدوار پشند و از
 تقابل ابواب خیر مفتوح دارد و آن در نیاب تخمینیت که در روی بسته شد اید دل گری
 بکشاید و زیاده در نیاب چه گوید قلم بچکلف و زور نگاه میدارد اگر سردید میرد و تا اینجا
 که می برند بس کنم مطالبان را این بس است + بانگ و کرم کرده است
 این با عی امام احمد غزالی قدس سره در انتهای این نامه بر ضمیر جلوه کرده بود که
 نیافت جد نوشته شد در با عی بل تا بکنند هر آنچه یازت خواهد به کان یار همه نظام کاتر
 خواهد + احسن جمال روزگار است خواهد + آن باد تو که آن نگارت خواهد + و العاقبت الخیر

الرسالة الثالثة والخمسون تسوية الاواني والاعالي بالخوف والسهو
 فی حضرت لا ابالے

عدد و رسوله

سه آه از استغفای دلبر آه آه که تعظم بسته بر کونین راه + عجائب در گاهی است م
 نتوان زد گاهی میخوانند و میرانند و زمانی دیگر ناخوانده میدهند و میرسانند چنانکه در
 عالم ظاهر گفته اند که صاحبان گاهی بدشنامی میخندند و گاهی بدکار بخندند و گاهی
 که در جا بکنند و بخوابند و اگر نکلند و نخواهند در معرض عتاب خطا آیند و چون بخوابند
 و بنان التفات نکنند و نپرسند که می نالد و چه میخوابد بلکه بر بی ادبی و گستاخی نسبت
 سه اگر روم بر پیش فتنها برانگیزد و در از طلبت بشینم بکینند بر خیزد + این قوم را در خوا
 و دعا کردن در وطن است گرو می هیچ نخواهند و زبان خویش مطلق بسته و از بند گویند
 بر چشند فی است میشود خواستن حقیقت جمعی دیگر میگویند که چون میفرمایند بخوابند

چه صورت دارد با بفرموده او بخوابیم اختیار بدست اوست و بدیدار بخواب معلوم میگردد
 که اگر بخوابند از این جهت بخوابند که میفرمایند که بخوابند در ضیقت اگر بخوابند ضلالت حکم کرده باشد
 و قومی دیگر مزاج وقت را میثنا سازند که درین وقت باید طلبید و در وقت دیگر خاموش بود
 و میگویند که بعضی از مقربان راحی شناسانند و میدانانند و می نمایند که تقدیر چنین
 است و این شده نیست این ناشدنی در صورت دعا بهانه است شدن ناشدنی
 همه بتقدیر الهی است دعا اگر خواهد بود از برای اهلنا عزت و کرامت این بنده و حکمتها
 دیگر خواهد بود و حقیقت همین است که بعد از دعا چیزی حاصل نشود نه آنست که تقدیر بخواب
 آن رفته است و بدعا آن تقدیر تقسیم میاید چنانکه در احکام ملوک سلاطین دنیا نظر
 می آید هر چه هست همه بتقدیر الهی است دعائیز بتقدیر اوست گاهی تخمین تقدیر
 رفته که دعا کنند یا نکنند و خواهند یا نخواهند اینکار شدنی است و گاهی تخمین رفته که
 اگر دعا کنند شود و اگر نکنند نشود و در صورت هم دعا بوجود می آید هم دعا بدست می افتد
 گمان میشود که این مدعا بعد بوجود آمد بدعا نیاید با دعا آمده باین معنی گفته است
 یحیی و جری نیاید کسی مراد ولی کسی مراد بیا بد که است وجود دارد و گاهی تقدیر بوجود
 دعا رفته نه حصول مدعا در صورت دعا بوجود می آید نه مدعا و شاید اجری و ثوابی
 بر عاتق نب گرد و آن نیز در تقدیر و مشیت اوست اما چون فرموده است که من
 صنایع میکنم عمل میچیز عمل کننده را لاجرم دل بوعده او بر بسته امیدوار باید بود که وعده
 صادق است اما آن نیز بروی واجب نیست که اگر نکنند گویند چرا نکرد در گاه لا اوبال
 که میگویند این معنی دارد و شاید که درین وعده قیدی و شرطی باشد که بران اطلاع
 نداده باشند از اول امید می نرید و از ثانی بیم می آید و همه مقربان در گاه در میان
 امید و بیم راه میروند که الایمان بین الخوف و الرجاس آنها که خاص در گفته تکبریم اند
 و بهشت زدگان عالم تسلیم اند و نومیروشود رحمت حق عام است مغرور مشوک

خاصگان در بیم اند + این سخن دور و دراز میرود و بجا ما سر می کشد که آنجا سر رود
 سه صد سر درین راه از پیکر کجوف می رود + هیشار پیش زبان سر خود را لیگان مده + در
 بارگاه حضرت سلطان سخن گوید در کوی اختیار بدست زبان مده + از دل برین چه
 بگوید همان گوید + اما مشورت بدل نمکنی دل بدان مده + دل هم اگر زباده توحید است
 هیشار باش در کف دل هم همان مده + بیرون در خلق بر آئین خلق باش + کس بسو
 راز در کوشان مده + صد سر درین راه از پیکر فضا می رود + خاموش باش زبان سر
 خود را لیگان مده + ایمان باید آورد و خاموش نشست و هر چند بگویند باید شنید و بجا
 آورد و گردید و دم نزد و چون و چرایی ننمود + با صاحبان و غالبان خبر تسلیم و گردن
 نهادن چه چاره است + فرزندان چون و چو آدم که بنده مقبل + قبول کرد بجان سخن
 که جانان گفت + مسلمانی نیست باقی همه گمراهی است + آوارگی و این کار می سخت
 دشوار است + آنکه گویند مسلمان بودن از بی شکل است + معنی دارد اللهم ثبت قلوبنا
 علی الایمان بزبان آمدن این سخن لاطایل که بی اختیار بخلبه جوش درون بزبان
 خاموشی آن روز است که حکم جبلت بشری و بفرموده بعضی بزرگان بالاسی منبر بر آمد
 و فریاد مازد و بنالید و باران طلبید و هیچ اثری بران ترتب نشد سرش مندی در
 گریبان خجالت کشیده فرو آمد از گناه کاران و وارثان بختان چه آید و چه کشاید
 جامی آنست که از شومی خویش و دعای مانجه باشد برود چه جا آنکه مانجه نباشد بسیار مانجه
 دعا طلبید گفت این بس نیست که از شر دعای من ضرری بشما نرسد چه جا توقع
 خیر دارید نفس میگوید که وی تقالی سمیع است و بصیر و لطیف و خبیر و جواد و کریم باز بس
 توقف چیست جز ایش آنست که همچنانکه وی سبحانه این صفات دارد قادر و مختار
 و جبار و قهار و علیم و حکیم نیز هست شاید که در آنجا حکمت داشته باشد که نفع آن نیز بتر
 راجع است در موقوفات مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس الله سره الغریر نوشته اند

که یکبار ایشانرا استقامت طلب باران بیرون بردند دعا کردند و بنا کردند و در آن روزی نمودند
 هیچ اثر آن ظاهر نشد چون بمنزل باز آمدند باسید محمد گیسو باز که عشق باز و محرم راز ایشان
 بود فرمودند سید دید که امروز با ما چه معامله کردند خلق ما را چنین چنان میگویند و میدانند
 هر چند نالیدیم هیچ نخریدند و نیز مینویسند که آخر در شیر ایشان خوانندند که در فلان کوه مخفی
 است از وی باید دعا طلبید مخفت چه باشد مردی بود از مردان راه که خود را چند گاه تبلیغ
 حال سستی وقت در لباس مخفتان می نمود و این قوم تابع حال میدباشند چون
 خود می بینند که کار مردان نمی کنند و کار زمان نیز از ایشان نمی آید خود را مخفت
 می نمایند که نزدانند و نه زن اند و همچنان می نمایند تا در ره عشق کار مردان نکنی +
 ز بهار دم از صدق محبت نه زنی + مردان همه در دعوی مردی جوزن اند + تو خود
 چه زنی دم که نه مردی نه زنی + و بعضی که در خود از اثر شرک بت پرستی و دینی می نمایند
 ز نام می بینند و خود را در صورت مشرکان و زنا رنبدان می نمایند تا نفاق نشود
 و ظاهر و باطن برابر نماید یعنی در شرح جایز نیست و حکم شرع کفر است اما با دیوانها
 و بیوستان میجویدان چه توان گفت کلام المجانین بطوسی و لایردی القصد نزدان
 رفتند و مقصود رسیدند اینطور کار خانه هست چه توان گفت و چه توان کرد شکایت
 اینحال نزد بعضی یاران کرده شد گفتند که نزد ما ذوق آن فریاد ما و فریاد که شما زدید
 از وجود لغت و حصول باران کم نبود عنایت مینمایند و تسلیم میدهند حقیقت حال
 بهمانست که آنچه نه بحقیقت بر آید گره از دل نمی کشاید و من لم یکن للوصال اهل کل
 احسانه و نوبت استغفر الله و التوب الی الله و لا حول و لا قوة الا بالله لا اله الا الله محمد
 الرسول الله صلی الله علیه و سلم علی له و صحبه اتباعه همین هدایه طریق حق و محرم علوم آید
 الرسالة الی الریفة و نحو آن تذکره اهل المجاہدة بان الکا تبة عین المشاهدة

اللهم كما انعمت فزود كما زودت فاوم و كما ادمت فبارك دعائيت و درغایت اجاز
 و جامعیت ترجمه بار خدا یا چنانکه انعام کردی و مخصوص گردانیدی بنده خود و نعمتت
 ظاهر و باطن زیاده گردان بخشتم از دلنگاه دار از کمی نقصان و چون زیاده کردی با
 و پابنده دار و همین ساز از میته زوال چون پابنده داشتی برگشتی ده آنرا و وحی
 بخش در آن در حقیقت طلب توفیق شکر که سبب مزید نعمت و صرف آن در مصلحت
 حق که حقیقت معنی شکر است و صدق نیت و خلوص طوین که شرط قبول همه کارهاست
 کرده است و بی تمغنی مزید نعمت دوام قربت و حصول برکت صورت زبند دست
 برین جاریست که وجود و عدم اشیا را منوط و مربوط به سبب ساخته و تمامه کارها خلق
 بتقدیر و تدبیر خود پرداخته سبب افاضه نعمت فضل است و ایجاد سبب نیز فضل
 اوست و الله ذو الفضل العظیم اینجا معنی همه ازوست که آن روز مذکور بود دست آید حق
 جل و علا آن نیک نخت درین را بزیاد نعمت و پابنده گری برکت مخصوص گردانیده حضور
 در روشنائی دل ملک و سینه و قوت باطن سلامت ظاهر و دولت دنیا و سعادت آخرت
 و خشودی حق و سفید رویی نزد خدا و رسول که اصل مسرما به عت و قبول است پابنده
 دار و او علم شریف محیط خواهد بود با نکه نسبت کمال انسانی را دو طرف است و نعمت داده
 بر او و قسم است ظاهر و باطن محسوس و معقول صورت و معنی و خلق و خلق و دنیا و
 آخرت خوش سعادت مند یک از هر دو مخلوط و بر خور دار بود و هر دو خانه از وی محصور گرد و
 جامعیت نیست و نشان این جامعیت در زمره ملوک امر است که چند انکه مدارج و
 مراتب و لذت جسمانی بلند گرد و پایه پایه ترقی و عروج بمصنوع و مافی کمال عقلی
 روحی و قرین آن گردد و الحمد لله نشانی ازین کمال در احوال شریف مشاهداتی
 اللهم زد و هنوز آنچه معلوم شده از فضیله و از بسیار اندک خواهد بود بهمت این تقصیر
 برگردن کوتاهی زمان صحبت است که مجال سخن برائی و همزمانی تنگ بود و انشا الله

صحبت معنوی که سبب حصول آن صدق توجه و قرب بطه محبت است در راه رسیدن
 بدان ارسال مکاتیب است تلافی این تقصیر کند مکاتبه را نصف مشاهده گفته اند چنانچه
 دیگر اگر نصف است انشا الله تعالی اینجا تمام مشاهده خواهد بود و اگر در ظاهر این سخن نگردد
 نکته غریب رو نماید چون یک مکتوب نصف مشاهده باشد مکاتبه دیگری که در پی آن
 نصف دیگر آن پیدا آید باین حساب تمام مشاهده رو نماید و اگر ورود مکاتبات شود
 و متواتر گردد مشاهدات از حد و اندازه بیرون حصول پذیرد در نظر ظاهر بین چنان
 که در مشاهده کلام و متکلم هر دو حاضر اند و در مکاتیب کلام حاضر است و متکلم غایب اما در نظر
 حقیقت بین متکلم غایب نیست حاضر است اما در پرده کلام با مخفی گفته است و اندر
 خویش بهمان خواهم گشتن + تا بزرگم برده است چو نش بخوانی + و در دیده دیگر که از
 حقیقت آگاه بود در غلبه حال پرده عین پرده که نماید اینجا سر همه است هودا گردد
 امام بحق نطق ابو عبد الله جعفر صادق سلام الله علیه علی سائر اهل بیت الطهاره گفت
 ان الله تجلی للناس فی کلامه مقصود امام کشف این سر است فافهم اینجا نکته دیگر است
 که پرده دیدن دیگر است و در پرده دیدن دیگر آنکه پرده بین محبوب و آفکده پرده بین
 مشاهده آخر این دیدن و شنیدن همه در پرده است اگر پرده بر افکنند دیدن بود و شنیدن
 است از پس پرده گفتگوی من و تو + چون پرده بر افکنند تو مانی و نه من این
 سخن در بعضی رسائل کثاده ترازین گفته شده است اینجا باید نگریست روی سخن
 دیگر بود و سر سبب دیگر کشید این همه از جوش درون و طغیان قلم است که در بعضی
 عرض کرده بود اما بی قصد و خواست سخن را سخن بپزند و سخن در مکاتیب بود و در
 مکاتیب است صحبت معنویست ذکر آن مجموعه که در خدمت گفته شده است تعریف
 که مطهرین آن متکفل حصول این معنی است بخدا شکر حریفی است و خوب شنیدی است
 اگر چه از لگنت و عجیبت غالی نخواهد بود اما شاید که در وقتی بجان سخن گوید که کار آید در

دل نشیندن آنرا سائل میگویم و نام مکتوبات بران بمنی بنم که یاد از مکتوبات شیخ
 شرف الدین بن سیدی منیری قدس الله سره و مکتوبات قطب جهرمی علیه الرحمة
 میدهد و ایهام دعوی میکند یعنی دیگران دارند ما نیز داریم معاذ الله از آنچه دیگران
 دارند ما هیچ نداریم بلکه آنچه دیگران ندارند هم نداریم دعوی از ما نمی آید جز شکستگی
 فوسقی نه دعوی نیستی که آن نیز از هستی است در راه ماشکسته دلی میخورد و در
 بازار خود فروشی ازین راه دیگر است در بعضی منظومه ها که در عهد طفولیت سر زده
 بود گفته شده بود عجب انطور خود پسندانت + طور ما طور در و مندانست
 هیچ چیز چه چو در و مندی نیست + که در و بوسه خود پسندی نیست + باز می بینیم
 ربط سخن از دست رفته پس گفتم مقصود آن بود که اگر گاهی آن مجموعه را مقصود
 صحبت معنوی نگاهی میکردم و به شند دور نباشد گاهی چه باشد وصیت میکنم که
 یکبار از اول تا آخر حرف بجز حرف عبور فرمایند که روی بجانب راه راست دارد و در
 طبیعت انصاف گواری دارد و اگر در اوقات خلوت جلیس وقت و نهی حال سانس
 ذوقی دیگر و لذت دیگر خواهد آورد و زیاده گستاخی غریب نیست عاقبت بخیر باد
 استغفر الله و اتوب الی الله و لا حول و لا قوة الا بالله و صلی الله علی سید الانام
 الداعی الی طریق الحق و یقین محمد وآله و صحبه ائمه جمیعین هدایه طریق الحق و محمد
 علوم الدین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

الرسالة السخامسة و الخمسون تبصیر الاضیاء بان الفقر مرآت جمال العننا

الله در سوله

دل میطپد و زبان می لغزد و دست می لرزد و قلم می شکنند و کاغذ می سجد که گوید
 و چه نویسد و از کجا دم زند و از کدام راه در آید تا ابهت و شوکت جاه و جلال و نبوت
 و کمال آن معنی خباب اندیشید و بمقام دهشت و ادب ایستاده و بر صفت ذاتی

خود که مجرب و بیچارگی و ضعف و ناتوانی است نظر افکنده بزبان معرفت و عادت که
 در خطاب فقر با امر جریان یافته است سخن کند یا بحسن خلق و تواضع و شفقت
 و رحمت و نزول از مقام عزت و جبروت که از ایشان در وقتی مشاهده کرده است
 اعتماد نموده و بر رفعت مقام فقر حقیقی اگر چه در آن پایه نباشد نظر افکنده بی تکلف
 زبان جرات و جبارت گشاید و اگر بر راه افراط و تفریط نرفته و در بلند و پست تنگنا
 در راه میانه که خیر الامور اوسطهاست در آمده نزدیک بعنوان نفس الامر و بیان واقع
 تکلم کند و بعرض دعای صمیمت و خیر خواهی که سر مایه وقت در ایشان است تعرض
 نماید اولی میاید و تازه تر می نماید و چون از باطنا قرب حضور دور است درین
 تردده افتد و اگر در بز حضور بیاید سخن بر طبق مزاج وقت و حال میگرد و بیشک
 مقبول می افتد اکنون نیز بایمید حضور صغیر سخن میکند و التوکل علی الله شریفی
 رحمة الله علیه علی مرتضیٰ زارعی الله علیه و کرم وجهه در خواب بیدگفت یا امیرالمؤمنین
 سخنی فرمود که پس پذیرشوم بدان فرمود چه نیکوست هر بانی اغنیاء فقر اطلب ثواب صفا
 خدا وجه زیباست نماز فقر براغنیاء نظر بقدرت و غنای می توانی در روشن است که کعبه
 حق و جل و علا از عزت و جلال مال منال فضل و کمال نصیب ایشان کرده است
 بمقتضا طبیعت احتیاج و نیاز بغیر را بدان راه نیست چه معنی غنا تو انگری بی نیاز
 و بی نیازی با نیاز جمع نشود و اگر تو انگر آن را رجوعی و نیازی خواهد بود باطنا فقر در
 خواهد بود اگر در ایشان حقیقی اند از جهت طلب عا و نصرت ظاهر و توجه داد و باطن که
 کارگر ترا صد شکر است و نورانیت بخش کشور دل است و اگر در ایشان مجازی هستند از
 جهت ظهور اثر وجود و کرم که فقر در ایشان آئینه جمال غنای تو انگر آن است حق جل و علا
 بدان کمال حقیقی و غنای ذاتی که بی هیچ نوع و هیچ وجه نقص و احتیاج را اگر در سایر دیده که
 و جلال می توانی و تقدیر است عالم را از غنی و فقیر و سزاوار بندگی و غیر آنست

تا جمال و کمال خود را جلوه نماید و ظاهر گردد و اینچنانکه گفته است سه ظهور تو بمن است
 و وجود من از تو به فلست نظر لولایلم اکن لولاک + صاحب حسنا از آینه همی باید که
 در وی تماشای جمال خود کند اگر چه اصل حسن محتاج آینه نیست اما تجلی مظهر مقتضی
 آنست حسن بان ناز که دارد در نیاز من عشق است عشق خود سر نیاز و بندگی است
 نیازی هست خوبانز العاشق + ولیکن محبت ب پرده ناز + ملای مردم فرمانده
 میل معشوقان بهمان است و ستیزه میل عاشق باد و صد طبل و غیره حسن تر عشق
 من آوازه شد بلند + محمود ساخت شهره عالم ایاز راه مجربان اگر بر سحر است و حسن
 نیازند و بر بی نیازی خود پایستند و با محبان التفات نکنند و خود با خود عشق بازند
 اما عشق بقناطیر حسن است و بجا و بجهت حسن انجود میکند و بیتا باز بجان خود
 می آید یعنی حسن خود با قنای ظهور او را بخود میکند بلکه خود بجان می می آید و محبت
 از طرفین است و خود محبت بکس نیست سست بماند و طرف سر کشید و بر تو انداخته سست
 ناهمی جدا نهاده است و در هر طرف رنگی دیگر گرفته ناز و نیازی در میان آورده است
 اگر از رنگدوی و غیرت قطع نظر نمایند هر دو یک گرد و لیکن لذت در دوی و سست
 و توفی است و سید الیش عالم برای این است سه خود را بتکلف دیگری ساخته ام
 تا شاید آن در گرسه را که منم لغرض عرض دعا بود سخن بجان بگیرفت و الحمد لله
 بجان محبت رفت که خلاصه کار است و دعای نیز ناشی از محبت است و همت ادب است
 حسن و احسان هر که حسن بود اگر چه اثر حسن او که احسان عبارت از نیست بکسی سست
 محبت ب چندین مردم که در افاق عالم هستند هر که در کاپیت فضل و کمال ایشان را
 می شنود و یک با عتبه محبت در خود می یابد اگر چه اثر نعمتی از اینها نماند و اگر حسن
 احسان جمع گردد محبت تمام شود و کمال پذیرد و مالک تمامه دل گردد که آدمی محبت
 منم مجبیل است و حقیقت این بر دو صفت خاصه درگاه حضرت رب الارباب است

از انجا بر تویی بر ذرا بر موجودات افتاده خصوص افراد انسانی که تم مطا هر شیونات اللہ
خوش سعادتمند و خدائیکوی که ظهور این صفت در جبهه ذاتی بر وجه تمام و کل
ظهور نموده از صفت کمال تکمیل نشانند شده باشد قدر نعمت حق باید شناخت و در
شکر بجا آورد که شکر سبب مزید نعمت است اگر چه ادوی حقیقت شکر در نظر عقل محال
ولیکن نظر بوظایف شرح که موله لای تقالی نعمتها بر بندگان افاضه نموده و بر هر نعمتی
شکری همین ساخته است ممکن است سه سرچشمه شکر خواهد بجد ۴ پای بخش شکر
خواهد بقده ۴ این در عبادت بندیت و عبادت مالی هم برین قیاس است و التوفیق
من اللہ انجا نکته است باریک که شکر انجیاب قدس حق نیز نسبت کرده اند که
شکر و حلیم چنانکه بندگان شکر مولی تعالی میگویند وی تعالی نیز شکر بندگان میکند
یعنی جزای شکر ایشان میدهد و سبب مزید نعمت میگردد و اند تبارک اللہ و چون که
سبحا جزای بنده میدهد از بلن بنده نیز میداید که انجیاب حق جزای راجح گردد ان مزید
محبت است پس شکر بنده سبب مزید نعمت است از خدا و شکر مولی تعالی موجب
مزید محبت است از بنده و بل جزای الاحسان الا الاحسان از انجا منت و نعمت است
محبت و خدمت و نعمت دادن نیز اثر محبت است نخست ترادوست داشت
و نعمت داد تو نیز او را دوست دار و اطاعت کن پس دوستی در هر دو جانب ثابت
گشته انجا سرچشمه و بیخونه پیدا آمد و محبت تا بیکانگی نماند نایستد از انجا توحید ناما
گردد و آنکه همه یکی می شناسد و یکی می بیند از دور محبت و غلبه استغراق است الا
خدا خداست و بنده بنده تا انجا باید رسید باقی سر حقیقت را بخدا باز گذشت
و اللہ اعلم باز سخن در محبت افتاد و از محبت توحید کشید سخن بجای سید که انجانت
نیت سه قلم انجا رسید و رشک است ۴ عاقبت بخیر باد ۴
الرساله الساده و کلمسون اشفا اعتبار الاجساد و الاشباح عند ملاقات

و اللہ اعلم
و اللہ اعلم

القلوب والارواح ❦ العدد ورسوله ❦

اعلم ان العدد على كل شئ قد يبرهان العدد قد احاط بكل شئ علما - بسم العدد فاتح الوجود محمد
منظر كل موجود ولا اله الا الله توجيدا مطلقا عن كشف وشهود به يبداء الامر واليه يعود سبحان
العدد منزله عن ادراك كل من سوا من شأها وشهود واحد احد كان ولم يكن معه شئ وهو
الآن على ما عليه كان قبل حروف الجدد ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم كنه خفنا بين
خزين لغيب مواهب الوجود يستنزل بها كل خير وادفع بها كل شر لا فتق بها كل رتق انما
لنا انما الية راجعون في كل امر منزل او هو منزل في كل حال لمقام و خاطر و وارد و مقصد
و ورود و العدد هو المراد بكل شئ هو المأمول لمقصود هو الاول والاخر والظاهر والباطن
بكل شئ يعلم قبل كون شئ وبعد الوجود ظن الاحدية ظاهر بالواحدانية وعنه وبه كان كل
شئ ولا شئ الا هو باحقيقه المعدم ولمفقوده الاحاطة الواسعة و الحقيقة الجامعة والقيام
و الملك العظيم و الحكم للنازم اهل المجد الثناء كما هو شئ على نفسه فهو احاد و الجمود و صلوات الله على
في الایجاد و الوجود الفاتح لكل شأها وشهود السر الباطن النور الظاهر الروح الاقدار
على النور الاحل البهي القايم كمال العبودية في حضرتها لبعده الذي من انفين على روحين
حضرة روحانية اتصلت بمكة قلبه شعبة النورانية فهو الولي المقرب العبد المحوحي
و صحابه خيرة اسرارهم و مطالع انوارهم كنوز الحقائق و هداة الخلائق و على ساير اوليائهم
و مشايخ ملتة هداة طرق الحق و محي علوم الدين و سلم تسليمات كثيرة او سبحان العدد و انما انزل
اشركين جسي العدد الوكيل و لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم هذه كلمات نفس كمال
العارفين و قيمتها تهيب المكتوب ارسله الى بعض اساده من اهل حرمين اشرفين
بهى هذه اما بعد فقد وصل الدنيا كتاب كريم جليل من سيد كريم جليل نسيب حبيب عالم
فاضل عارف كامل لقي لقي قدوه الكابر المحرمين اشرفين و زبدة اما حد المقاميين
الكرمين سلاله بيت اشرف و الطهارة و ذرية دار الفضل و الكرامته المنجذب كلية الى

مولاه والمقطع لصدق بهمة عماسواه سيدنا ومولانا سيد العارف بالعلم مولانا السيد
 بن عبد السميرن اولاد الكرم اوليا بالعلم الذي قدمه على رقاب جميع اوليا بالعلم
 عنه وارصناه كتب عزيز يحدو عهد المحبته ويصميم عزم الوصال عمر دار القلب وسبح واد
 انخيل كتاب تفتح منزه وراجح حقيقة وتبوح اسرار الجذب لاهل الطريقة ويذكر ارصنا
 مباركة زادنا بالبركة وتعظيمها ومعابدها التي كان الملوك بها بده خليفاراجيا ان
 يغفر تبرتها خادق صار بالتغضيب اجتمعا البقار وتحسر اعلى ما فاته من الواهب
 يحل مصفا وتعرفيا وتبج شواقا كما منته من تلك المقامات الشريفة والحضرة المنيفرية
 اجمي الغزلي من الجياشري ضمعي نوي وذكركم الزيادة ويهيج شواقي وقت معجتي واد
 الى عهد الصبا به والفتيا به دعى السدايا ما مضت في ولومتهم + فما كان صفانا واد
 واطيبنا به فلما عيش الافي موافق جهيم + اما سوبذ اخذني كالهيا به والعبد الضعيف
 قد كان بهامدة مديرة وايا ما عديدة وكان مستغنيا من الانوار القديمة واجهدة
 في حضرت مولانا سيد الشيخ عبد الوهاب المتقي قطب الوقت وصاحب الزمان الشريفة
 من الهند في ذلك المكان كما كتب لبعض مشايخ امين الابل حكمة في تعريفه الشيخ
 ولعلكم سمعتم هذه الكلمة بكلمة من الاصحاب للاخوان والبصيرتم فضايله وشواهد بعين
 فانه رضى الله عنه كان مشهورا في ذلك المقام من الاعيان والاعلام وشيخ الامام
 الاجل الكرم والفرد الا واحد الا عظم الشيخ على المتقى اطهر واظهر وشهر وانجى عن التوسيف
 والبيان ولعل الملوك قد عرفت بكرم في ذلك المقام اشرف بل قد ظن انه قد صار معكم
 في المراكب الهندية سنة الف ولا يدري انكم مقيمون بهذا البلاد بذلك الزمان او جتمتم
 والكرامة الى مكة ثم جتمتم مرة اخرى واعلم الاشياق الى حضرتم غالب لكن قد راسد تقناره
 لارادة العباد سالب مع ذلك نرجو لعدان نخصنا بهذه الكرامة ولا يحرمنا من بركات
 بعادوه لهما يحمين ولا يتركنا في ورطة احمرمان والغزاة ونتم اهل الجذب والقرب

وحل خرق العادة ونحن من اهل الطلب والوجدة والارادة فان فضلنا السيد سينا وبنيكم
 بالملاقات فماذا كان على السيد بعزير وهو على كل شيء قدير والاملاقات لقلوب وروح
 في طرق المحبة مراحل القرب لا قليل ولا كثير ونذكر حكاية خطرت لبال مناسبة الوقت
 واحمال وهو ان السيد الاجل الاكرم الامد السيد حاتم اليميني المخالي من بني الابدال
 رجل مشهور بذكور من رجال الله في تلك البلاد ومن خيار عباد الله المقربين ومن
 سادة العارفين له ديوان شريف شتمل على الحقايق واللطائف ومن كلماته قدس
 في بعض رسائله قد نطقت التراجيم الالهية والالسة الربانية بكلمة نورية واثارة حية
 ان من ترك هم القلوب لاجل العداورثة الله حياة قلب بصير بذلك كسير اعوز اذا
 وضع ذرة منه على الكواكب القلوب بها ابريز او قد يصير مكشك وياكله في فخذ ولا شك في
 ذلك عند اهل الايمان بالله وباوليائه المتسكين يا ذيا ل محبة انبياءه وصفياءه المقصود
 انه قد قصد هذا السيد حاتم زيارة سيدنا الشيخ عبد الوهاب وجاز من الخا بهذا القصد الى
 مكة اشرفه مجلس في الحرم وهاهنا الشيخ دخوله عليه فلم ياذن له الشيخ وقال ملاقات لقلوب
 اوقع فرجع السيد حاتم راضيا عن الشيخ بهذا المقدار وقد نعلت انما هذه الحكاية لاحد من
 سادات العبد ومن تعجب من ذلك فقال يا هذا لاهل الاستقامة والكرامة شان
 آخر لا يدركه ولا يدريه اهل الرسم والعادة انتهى يسجد هذه السبعة التي نزلتموه بقعة سبات
 منزل للاخبار مسكن الابرار والصالحين من عباد الله اقدمهم وتيسرهم قدوة بصالحين
 درميكين مسكين مولانا الشيخ خواجه حاتم الدين اجل من اهل الخير والبركة والصدق واليقين
 نكل من في هذه السبعة موسوم بالصلاح والصلاح وشغول بذكر الله سبحانه في الصباح و
 الروح به ولا حاجة الى التفصيل والبيان والعيان للاحتياج الى البرهان خصوصا السيد
 الاجل الامير ابراهيم اجل من اهل النور والاشراق مصدوق شاب يشار في عبادته
 المشو بهمة الى مولاه وبارك الله فيكم ولاصحابنا واجتثار سائر المؤمنين المسلمين

من ائمة سيدنا محمد سيد المرسلين وفضل الخلائق جميعين صلى الله عليه وعلى آله وصحبه
 واتباعه الى يوم الدين وعلى سائر اخوانه من النبئين والصدقيين والشهداء
 والصالحين وعلى كل من ادى في العالمين وعلى سيدنا الشيخ محي الدين عبدالقادر
 والملكين الامين واخر دعوانهم ان الحمد لله رب العالمين اقول قولي هذا وسهتقر الله
 ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

الرسالة السابعة والخمسون في ذكر الاحوال والاقوال مبنيته على عايطه
 الاستقامة والاعتدال

الهدى ورسوله

الحمد لله الذي شرف عبادوه بكشف حقيقة كلمة التوحيد ونور بواطنهم بنور التجريد
 والتفريد وخص من شاربه بزيد الفضل والاحسان واليهبهم بيد كرمه من الملابس الحرفية
 الجبروتية واللاهوتية باللطف والامتنان فصارت لهم حقايق الصفات والاسما ربسا
 وكانت لهم الحقيقة في تحقيق عبوديتهم من الحق اساسا وشهد ان لا اله الا الله وحده
 لا شريك له شهادة لا شأ به لها سوى احدية ذاته والابدية لها سوى اسمائه وصفاته
 اشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله الذي انقذ استه بنوره هدايته من ضلال
 وهداهم به الى الدين القيم من غير الاضطراب والاختلال وعلى آله وصحبه واتباعه جميعين هداهم
 طريق الحق ومحى علوم الدين اما بعد فقد وصل اليك من سيد الاجل الاكرم والولي
 الاعز الاعظم عين الاعيان علم الاصلام كتاب بل كتب لا يحيط بذكرها الحقول والادنام
 قد اخرج من بحر باطنه الى انهار قلوبنا امواجها وبعث من سلطان علمه معرفة الى بلاد
 اذ باننا امواجها وانحانت يري متكررة وافواجها تشابهتة لكن في كل موج درر
 آخر وفي كل فوج شوكة اخرى لا يزدل نظر فيها الاجيرة تدس البصائر القلوب عبرت ففتح ابواب
 اسرار الغيوب قد بعث مطالعها من الباطن كوا من الاسرار وطلع شموس المعارف من

مطالع الانوار فاراد الملوك ان يعفوه ويذهب على اشارته وليقتبس لتفيد بها المكنون الوارث
 واسرارها ولكن يسيكده العبد ممنوع من التكلم بالحقايق والاسرار وما مور بالوقوف على
 بيانها الشرعية في ضلال الاثار وقد وصانا شيخنا ومولانا سيد محمد بن الشيخ عبد الوهاب بن
 القادر في الاذني المحيطة في ما كتب من الوصايا وذهب من اعطيا قال وصيته ان
 لا يتكلم بالحقايق والرقائق بل يبين للناس علم المعاملات وما ينتبهون به من الحروب
 وقال رضي الله عنه ولا يقدم الباطن على الظاهر ولا يكتفي بالظاهر عن الباطن قال كرز
 فتيها صوفيا ولا تكن صوفيا فتيها وقال ينبغي ان تشتغل بمطالعة كتب الغزالي كالاجا
 ومنهاج العابدين لا كالفتح والتسوية والمصون به عن غير اهله ويجعل نصبه كتاب
 عين لعلم هذه النسخ عبارة الشيخ ووصاه ايضا بان لا يتكلم الا في ابواب الدين والملة
 وفيما فيه ترويج الدين وتجديد الشريعة وحفظ عقائد الدين واحكام سننه ولا يخرج عن
 الاعتدال وحيط الاحتياط والاستقامة ولا تقع في اشارات لوجوديته وتاويلات طينية
 مما يوجب الحسرة والندامة وكان له رضي الله عنه في هذا حكايات روايات فمن ذلك اني رايت
 يوما يقابل كتابا فقلت له يا سيدي ما هذا الكتاب ما اهمه من مصنفه قال هذا كتاب اسمه الان
 الكمال ذكر فيه الحقايق والاسرار على طريق الشيخ بن العربي تصنيف شيخ عبد الكريم حبيبي
 من اهل اليمن وقال لهذا الشيخ تفسيره بسم الله الرحمن الرحيم في تسعة عشر مجلد بعد
 حروف كل مجلد في حرف وقال لقد رايتنا اربعة مؤنسة من مجلداته وتكلم فيها بالاسبغ
 الاذمان ويصيق عنه نطاق البيان وقال كان شانه في تصنيفه في الاثر ان كان
 يسبح في المفازات والبراري فقراره وصحابه اذ ارونباة واورشجره وضنوا فيه القرطيس
 تعلم والدوات وشيئا من الاطعمة والفواكه والثمرات فاذا اشبع عليها والهناجيران طين
 كتب اوراق وتركبها في ذلك المكان وذكر شيخنا رحمه الله ان كان في المركب فرنا في المنام
 انه جاءه رجل شيخ كبير نوراني فقلت من انت ثم فقال انا عبد الكريم حبيبي جئت لآزورك فلما صحبتنا

تصحيح
 محمد بن عبد الوهاب

سان المعلوم عن مكان المركب قال انه مسامت و عددن وقبر هذا الشيخ عبد الكريم بعد
 فالتمس الملوك الكتاب المذكور من الشيخ ليطالعه فتوقف فيه فقال اتريدونه وقلنا نعم
 لا باس ان شاء الله تعالى قال هذا توقفا وتردوا ودفنا للسؤال مقصوده ان لا يعطيه ولا
 يسامح فيه ثم قال يا بهوان في هذا الكتاب امثاله سموها موهبة بالكران كان احد قد علم على
 التميز والتفريق فالنظر فيه مبارك والافقيه خوف الهلاك والعتاب فلم يعطه الكتاب ولقد
 اتى عند الشيخ يوما نسخة من المنوعات المكية للبيع وكان نسخة صحيحة مليحة غير غيبا فيها
 فقال تريدان تحصلوه وشرته قلت ان تيسر ان شاء الله قال خذوه لا باس فان في
 هذا الكتاب علوما كثيرة جليلة غريبة ولكن بشرط ان لا تقصوا في مبهمات وموهباته فتخطون بها
 ومع ذلك كان يوصي بحسن الاعتقاد في القوم وعلومهم وكلما اهتم ويقول سلم واقراني
 في ذلك كتاب سيد احمد بن رزوق المسمى بقواعد الطريقة في الحجج بين اشرعية واهلية
 وهو كتاب جليل عميد جامع بين طريقة الفقه والتصوف ولعلم واحمال لا ينفع به الا فقيه
 محب مشرف على الاحوال صوفي محقق مقيد بالاعمال لا ينفع به فقيه متعسف عنيد ولا مشرف
 متعسف فطر بعيد يحفظ كلا البانين ويحجج كلا الطرفين ولقد شرح اكثر مقاصده هذا الفقيه
 وترجمه بالفارسية في رسالة مسماة لمج الجوين في الحجج بين الطرفين وكذلك جرت عادة
 هذا الجهد الضعيف فيما يصدر منه من التصنيف والتأليف الرجوع الى كلام الائمة الذين هم حجة
 الطرفين والمتفق عليهم بين الفريقين على طريقة تواليف سيد الشيخ الامام العارف
 على المتفق رحمة الله عليه حممة واسعة وقد اتفق للعبد من ذلك حتى جاوزت الثمانين وبلغت
 التسعين والدم الموفق ولعمري يا سيد قد اقراني الشيخ الكثر كتب القوم مما تيسر وحضر
 الكتاب الغصص فانه اوقفني في مقام التوقف والتسليم ولم ياذن بالتعليم والتعلم غير اني
 اخذت منه الاجازة ان تغفرت صحة اهل طالب صادق ثابت في الاعتقاد والايان
 ولم يفتن لي ذلك الى الآن وكان رضي الله عنه يقول ليس الشأن ان يخذ علم المعرفة

من هذه الكتب انما الشان ان لوخذ بالعمل والسلوك اتباع طريق الدين فاذا اجمعت
المرأة معنى اقلب يقع فيه المقيح ويتاكد من غير الايمان واليقين وكان ايضا يقول ان
اولا تصحيح العقيدة على طريق السنة واجماعه فانه الدين الذي جاز من عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم والصحابة قال ما اتمكت هذه العقيدة وصحت وهدتكم بحيث تغلب عليكم ولا يتكلم
فيها اختيار وصبرتم مضطري في قبولها واعتقادها ان طالتم كتب القوم وسهتتم
منها فحسن مبارك ولكن شرط المذكور وهو عدم الوقوع في المبهات والموهبات المحذور
وقال فان رايتهم فيما يتقل من كلمات اهل الحقيقة ما يخالف ظاهر الشريعة عارضة تارة
بمضى نسبتها اليهم واخرى بتاويلها وتطبيقها بالحكم الظاهر وحق القويم فان لم تيسر ايقظ
والتاويل فالاحوط التوقف والتسليم قال الشيخ الامام العالم العارف القيم الفاروق
سيد احمد بن زرروق رحمه الله في كتاب قواعد الطريقة بنى العلم على البحث والتحقيق وينبغي
الحال على التسليم والتصديق فاذا تكلم العارف من حيث يعلم نظر في قوله باصلا من الكتب
وهسته واثار السلف لان العلم معتبر باصلا واذن تكلم من حيث الحال سلم له ذوقه اذ لا يصل
اليه الا بالمشاهدة فهو معتبر بوجوده فالعلم به يستند لامانته صاحبه ثم يعتقد به بعدم عموم حكمه الا
في حق مثله وقال ايضا يعتبر الفرع باصلا وقاعدته فان وافق قبل الارادة على مدعيه ان
تايل او يا اول عيده ان قبل او سلم ان جلت مرتبة علما وديانته ثم هو غير قاض في الاصل
لان فساد الفاسد اليه يعود ولا يفتح في صلاح اصباح شيئا فقلنا اهل الصوفية كما بل الالهوا
من الاصوليين وكالمطعون عليهم من المتفقين يريد قولهم ويجتنب فعلهم ولا يترك
منهيب الحق الثابت بنسبتهم له وظهورهم فيهم وقال ايضا قال شيخنا ابو العباس المحضرمي بعد
كلام ذكره ابجا حد لمن يوحى اليه شئ من هذا الكلام وما يفهمه معذور مسلم له حاله من بالضعف
والتقصير والسلامة وهو ممن ايمان الخالفين ومن يفهم شيئا من ذلك فهو لقوة ايمان
معه والتساع دايرة علمه مشهده واسم سوار كان مظلما او نور حسب ما في القوال من الودع

الموضوعة على ابي صفة كانت وهذا شي معروف مفهوم وهو عجيب وكان سيد شيخ
 مجد الوهاب يقول المراد بالظلمة المعصية وبالنور الطاعة وقال التوفيق في محل الاشتباه
 مطلوب كذمه فيما تبين وجهه من خيرا وشروا وبني الطريق على ترجيح الظن بحسن وجهه
 وان ظهر معارضا وقال قوم ما ادى اليه الاجتهاد جزم به ثم امر الباطن الى الله من ثم
 اختلف في جماعته من المصوفية كابن الفارض وابن جلابد لعفيف التلمساني وابن دوار
 والابن الحق لتجسيه والتستري وابن سبعين والحامق والمراد بالحامق هو الشيخ ابن العربي
 لانه من اولاد الحاتم الطائي وهذا الشيخ قد اختلف فيه الناس قد يمازجونه ويوجبون له
 في العلوم الحقائق والمعارض موصوف لكن في طريق الهداية والاتباع غير معروف قال
 ابن رزوق سئل شيخنا ابو عبد الله الغوري رحمه الله وانا سمع فضيل لما يقول في ابن عربي
 فقال اعرف بك من اهل كل فن فضيل ما سألناك عن هذا قال اختلف فيه من الكفر الى
 القبطانية قيل فماتت حجج قال سلم سلم قلت لان في التكفير خطرا وتكفيره على صاحب الامر
 من جهة اتباع اساع بمهامة وموهبته والهدى علم وكتابه فصوص الحكم فيما يفهم من ظاهره
 ويشهد الى الفهم محل التردد والالتكاف بلا شبهة عند ذوي البصائر والابصار والوقوع فيه
 بالتقليد اعتقاد كل ما فيه لعيب وليس طريقته لتصوف منحصرة في العلم بالفصوص المفتوحات
 ونحوها وانما حقيقة التصوف صدق له توجه الى الله من حيث يرضاه الحق وبما يرضاه
 كما هو مقام الاحسان المشار اليه بقوله صلى الله عليه وسلم ان تعبد الله كانك تراه فالاسلام
 اشارة الى العفة والايان واشارة الى الكلام والاحسان اشارة الى التصوف كحاجار
 في الحديث جبرئيل يا سيدي كان والذي من لفقره الوالهيين العاشقين وكان كما سمع
 سيفاً قطعاً للاختيار وما حيا للآثار وكان مشرباً للتوحيد توحيد الوجود وقد رزق فيه الذوق
 والشهود وكانت طفلا في حجره وكان يرصفه من ثدي حاله ومقاله وكنت ذوا حال في اوان
 الصب فلما دخلت في ميدان علم الظاهر وتفصيلا وخطب بحجة تعقيده ومهيب مني شئ

اصناف
 اشارة الى

من ذلك فترحال ولكن لما كان دخل في القلب من اول الامر من عهد لصبا سترني
 الباطن بحيث لا يقبل ستر واخفا اجدني باطني شاد اعلى التوحيد وانه ليس الوجود الا
 الواحد الاحد السيد وكل ما ظهر منه وبه بل هو الموجود والشهود ولا يعقل عندي سوى
 والقوم يقولون نه طور ورا طور العقل ولكنه عندي بحكم الاضاف والانتصاف هو
 الثابت الحقول شهد طيني ما ذايكون سوى السيد وكان الله ولم يكن معه شيء فمن اين
 جاء سواه وما كان سواه ومن يكون سواه وما هية الممكنات معار ومته في حد ذاتها فظهر
 فيها الوجود بحق من الحق سوار يقول بايجاد اشياء او نظيره فيها وتشهد بها عبارتها
 شتى حسنك احد وعندي ان القول بايجاد العالم كيعني في وحدة الوجود وفي القول
 بان ليس في الوجود الا السيد وقولهم السيد ولا سواه وامثال ذلك قد قال بعض الحكماء
 لا يعقل لصدور الكثرة من الوحدة وجه سوى التوحيد وكان والذي يقول بالفارسية
 ايجاد عبارات ست همه ازوست وهمه بدوست بل همه اوست وكان يقول حسن
 همه ازوست ومعناه معنى همه اوست فان من غلب على باطنه التوحيد يفهم معنى التوحيد من
 كل عبارة وكل اشارة وكان يقول والذي وكان يشك عليها القول بالتوحيد فقلت
 معنى لتمثل حل الاشكال وارتفع الاشتباه في احوال لان في القول بالتمثل يكون اعمية الغيبة
 كلاهما محفوظان ويصح معنى قوله تعالى والسيد من رانهم محيط بحقيقته لتمثل باقية على باهي عليه ثابتة
 في حد ذاته لا تغير فيه ولا تحول مع ان مثال الذي تمثل به عينه باعتبار حقيقته ما ثم سواه
 وهو صورة العينية التي افاض عليها وجوده بقدره له على هذه الافاضة مما كان تمثل جبريل
 بصورة وحية وقد قال السيد سبحانه لتمثل لها بشر سواها فهو الظاهر السادي في جميع الدار
 الانفس والافاق مع بقاءه على ما كان عليه من السطون والاطلاق هذا ولكن شهو نايب
 الحق ليس على هذه الطريقة التوحيدية المتعارفة كما يقولون انما شاهد الحق في الاشياء ولكن
 بنظر ومرة شهوده بل شهوده متعلق بالاحدية المطلقة التي هي غيب الغيب مع قطع النظر

عن الاشيار والاشيار مذبول عنهما يتعلق اللطيفة المدركته بالحقيقة المطلقة
 التي اسم العدد وهو سماه ومدلوله مع قطع النظر عن اللغة العربية او الفارسية او الهندية
 او الهندية وشهود الذات مجردة عن الملاحظة متسا الاسماء والصفات وهو ذكر مخفي وقد
 يكون هذا في الابداء فخلا من الذكركي كلف فيه ويصير بعد ذلك صنفه له لا اختيا فيها
 فلما ان الباصرة لا اختيار له في الابصار ولو تختلف في نفسه عدم حصوله لما قدر وقد
 يغيب الذكركي عما سوى العدد في هذه الحالة وينشأ اجواب الحواس ولا يمكنه الذبول عنه ولا يتصور
 وقد يذبل في هولا ما بالالتفات الى شيء ولكنه اصل حضوره اصل للذكركي في هذه الاحوال ثلثة
 اولها كالوجع فانه قد يحصل في هولا ما عنه بالتفات النفس الى شيء مثل الحكايات مع الاصحاب
 والاجباب نحو ما وقد يكون مثل الطائر المعلم كالباكر ونحوه يطير ويذهب عن اليد ويرجع ويحجب
 بانني توجه ودعاه وقد يكون بحيث لا يسيل للذبول اليد كالعطش المفرط فان لا يمكن للذبول
 عنه قطعاً وللقوم خلاف في دوام هذه النسبة ففيل تدوم وقيل لا تدوم ويمكن في عدم دوامها
 بقوله صلى الله عليه وسلم لي مع الله وقت الحديث ويحباب بان المراد لي مع الله وقت ما يم
 مستمر على خلاف ما يكون اخبري كما قال است كبيتكم واكرم مشيئة والتحقيق ان الاله الميم مستمر
 هو اتصال السر والقلب قد ينقلب الروح وان شغلته المحببة عن التفات الى ما سوى
 المحبوب لكن قد يؤثر فيها مجاورة القلب ببيتوتها معه وهذه البنية التي اشرنا اليها
 هي النسبة النقشبندية ولها بيان شان في كلامهم وبيان كاف في قلوبهم وصلها
 محو نقوش الاغيار عن لوح الادراك وتصفية القلب عما سوى المشهود طريقهم في
 التصفية وطريق السلوك المتعارف طريق التزكية في طريق التزكية معاملته مع النفس
 ونزاع وجدال معها وفي التصفية ذبول عن النفس وصفاتها وعن كل ما سوى المذكور
 وكان الداعي اليها والمرشد للطالبين في بلدنا هذا الشيخ العارف الكامل ستر الله
 الاعظم ونور الامم سيدنا ومولانا خواجه محمد الباقي قدس سره الاصطفى وكان من رجال

المشهور بخور ذات الله صورة ومعنى ولتصفت بصفات اهل الخصوص ظاهر او باطن و هو من
 مشايخنا في هذا الطريق جزاء له منا خيراً وكان قد سكره يقول به النسبة غاية خطي
 روحانية العبد من ذات الله ونهاية نصيبه منه واما الكلمات الاخر التي هي آثار التجليات الصفا
 التي يحصل لاهل السلوك من كشف العوالم ووجود المراتب شمسى آخر هذا وقد قرانا من كتاب
 الشريفين المعارف بحق ما لا يسعه المتعال مع ذكر الولد الاغرا الاحق نوزح بحق مما شاء
 وشاء من احوالكم واقوالكم من احوال الغالب الجذب السالب ما سمع من سالكين من اللجأ
 في صدق الهمة وعدم الالتفات الى الاغيار وبلوغ الهمة في ترك الله اسم والدنيا
 وقلته المنام والذكر الراجي والقلب الصافي واختيار الغربة والتوكل على الله والانقطاع
 عما سواه وكل ذلك عجيب غريب لا يتيسر الا بفضل الله وتوفيقه ولما سمع الملبوك
 سما يد صفا تكلم وتصور مزيد خيرا وبركا تكلم وكو تكلم قادين من تلك المقامات التي ترتكبا
 البحار والهج وهم قد يبدل في طريقها الاموال والمهج ضطر والى ان يدرك خد مشكوك في
 بصحة تكلم ولكن يا سيدي العبد معذور لا باغذار يتجار فيها نفوس اهل العرف والعادة التي
 يعبدون ويحرمون عن الوصول الى مجال الخيرة والسعادة حاشا وكلما انما ذكاشان المتكبر
 والمحتالين ولا الفقراء والمساكين يا سيدي التي لما كنت في خدمته سيدي الشيخ عبد الوهاب
 المتقى عرضت عليه احوالي من مبدئي ومالي وقلت يا سيدي انا امر بنشرات من زمان
 صغرى في الرياضة للتعلم والتعب لم اعد بصحبة الناس للاختلاط معهم والدخول فيهم
 ولما حصل لي بفضل الله طرت صلاح من ذلك قضيت وطرت وحاجت مما ينالك
 وعاني بعض اهل الحق الى الخروج الى ارباب الدنيا فادركت سلطان الوقت الامر
 فاعتنوا بشائي ورفعوا مكاني وارادوا ان يكثروا بي سوادهم ويكلموا وبعده اهدى
 صورهم وسوادهم فخاني الله ولم تتركهم ووجد في قلب عبيد جديته هذا الى هذا
 المقام الشريف ولها قصة عجيبة وحكاية غريبة ذكرتها في اول تاريخ المدينة النبوية

بعضه

الاشغال

مستحي يجذب القلوب الى ديار المحبوب لما وصلت بهذا المقام وسعدت بزيارة سيد الانام
 عليه الصلوة والسلام وقعت في خدمتك وتشرفت بصحبتك سرى الى قلبي شئ من نور
 الايمان ولعل ما يرد على قلبي ما كان من بقيقه الحوص والامل فالآن اريد ان اسلك
 طريق اتباعك وادخل في زمرة الفقهاء من شيا علم فكنت الشيخ واطرق ملياً ثم فرغ
 راسه قال سبحان الله ما من هذا الوكسر احد قدمه وجلس في زاوية العزلة والتمسك
 فهو اعلى مرتبة في الوصول والقبول ثم قال ولكن هذا صعب شديد وثبات القدم فيه
 بعيد والاصل في هذا ان يشترك المرء والناس في خيرا لهم في خيرا لهم ويحسب عن شرم فلذلك
 لم يخالف المملوك والناس حصل له محافي ايدهم الياس لم يذنب من جوع البج كما هو عادة بعض
 الكهنة من اهل الحوص والامل والبجاج الى ديار دكن وبجافور وبرمان نور ونواحيهما
 على الفقراء واهل هذه الطريقة من الهرب والنفور فجارحهم الله سألما عن الآفات
 غانما بما اشار الله من البركات في وطنه المالوت عني حضرت الدبلي الذي هو ملك
 الفقراء والمساكين وسكن العاشقين المحبين والتزم باب الفقر متوكلا على الله
 راجيا فضله وكرمه في دنياه واخره قال الامر الى الفضل الله الكريم المتعال المقصود
 طولية يخاف في ذكرا اسامته والملا والمقصود ان الشيخ قد امرني بالخلوة والعزلة
 والافراد ولكنه قد اتى من استامح في ذلك ملاحظة ونظرا للاعتبار ولم يترك جانب
 الرخصة راسا مخافة ان لا يبرى في ذلك شدة وباسا فكان هذا العبد لضعيف لم يرض
 او قاته بما اشار الله من الاعمال الاشتغال ولكنه كان يخرج الى بعض المواضع في
 بعض الاوقات والاحوال فيجدم ويذو لبعض الاحباب والاصحاب اهل الخير ويترك
 بصحبتهم ويتشرف بخدمتهم مامونا عن وصمة الغير ويحوق اضيق ثم سئل على ما يسير
 رجلا من اهل سلطنة اسحاق بحضرة ابيلا نية ومجذوبا ساكر انا بشارة المحبة
 العراقية تخرني وقهرني والزمني اخلوة والعزلة والافراد ومنعني الدخول على الناس

والتردد الى بيوتهم ومبهمهم ولو كان مع الفقراء والصالحين ممن العباد وجد في ذلك
 وبلغ ولم يتسامح قطعاً وقال يا هذا ايلعب منك عمل خير هذا وقال لا اقول ان ذلك
 من عند نفسه وانما هو امر موكد من مكان آخر فحكيت فاحتمت بالسؤال عن الاطلاع
 على حقيقته هذا الامر وانكشاف حليته الحال فقال تدعو الله ان لا يطلعكم على حقيقة الامر
 ولا يكشفه عليكم حتى يبلغ الكتاب اجله ويظهر عند ذلك ما هو المرجح والمآل وبكر في بيان
 فيه الخبير كل الخبير ان شاء الله تعالى وهذه الحكاية ايضا طويلة يناسبها الاختصار فالامر
 وضع عند اهل البصائر وذو النور الابصار ولم يكشف يا سيدي هذا السر لغيركم بهذا البيان
 وتفصيل السر علم وهو على القول وكيل فهذا الشافي واما تخيير في امرى ولا ادري لفضل
 بي وماذا يكون عاقبته هذا الامر تاركاً في ذلك للاختيار والتدبير الى تقدير العليم بحسب قوله
 من ضيقت باقسم الله لي وفوضت امرى الى خالقى فقد احسن الله فيما مضى كذا يخبر
 فيما مضى والمسئول من الاجاب الدعار والماعنة والاملا كحسن التوفيق وثبات القدم
 على طريق الرشاد وهدا وانتم سكان بلد الله ودار سبب الله بل جبار الله بالمعنى
 المراد عند اهل الله وحقن الفقراء والمسكين المحتاجون السائلون الباسطون يدي الفقير
 والفاقة والباذلون في طريق اطلبنا بيت الجهد والطاقته وان قصود في جميع مراتب
 الكمال المتاصرون عن كل مانا كحل الرجال المتضرعون الى الله الراجون فضله وكرمه
 بوسيلة خواص عباد المقربين الذين هم سيوف القدرة ومقر بالحضرة والمتوسلون بهم
 في امور الدنيا والدين شبر كمين عن حونا وقوتنا ومجتنبين عن الدعوى وادعائهم فيها
 والمتفوق والغلبة على الناس اعادنا الله من ذلك غير متبين لانفسنا شيئاً
 سوى العجز والتقصير والفقر والافلاس ولجود تهديد الاعتذار وارتكاب هذا الاخطار و
 حمل هذه الاثام لا نعد ان ان جذبنا احد من المجدوبين المحبوبين ويتصرف فينا بقوته و
 قدرته من ذلك مسح الناسوت من بهار عالم الملكوت واجبروت بطريق خرق العادة

كما يكون للكاملين والمرادين لمزيد يقين اهل الطلب الارادة حتى يقوم اجمحة وتفتح الجمحة و
 ويضميق عليهم الاضن لم يفتقدوا الصبر والتوقف والتردد ولو على طريق التقدير والقرصن
 ولو ظهر مثل هذا فلا اعتذار ولا حصر ولا توقف ولا اختياره تجلت لما ان تجلي فلم تجت
 واتي محب اذا تجلج تجلج اذ ان لم تكن نحن اهل الجذب قابلا للكشف لما في ظاهرنا من الاضنا
 والاشغال في باطننا من محب الظلال فلا بد ان تنصوب بالشي من فضلكم وهر كما تكلم باعنيكم
 من الاذكار والادراو والازراب خصوصاً الرعين دعوة الحضرة القادرية اجملا نية انظار
 علينا من بركات وبركات علومه كما اشرتم بذلك في كتابكم الذي نشرتموه نابوا وتم من اهل
 الجود والكرم فلما عز ذلك الي فوج ومن الكواكب ان يلوح وعندنا يا سيدي عار بدره الايام
 سيدي غوث العالمين رضي الله عنه وصيغ للصلوة له وقد اجازني سيدي شيخ عبد الوهاب
 بدعوات وادراو وازراب كثيرة منها حزب البحر والحزب الكبيير القطب السامي ابي الحسن الكاشغري
 وحزب تلميذة الولي المكاشف ابي العباس المرسي وسانجات ابن عطار الله الاسكندر
 الذي كتبه في آخر كتاب الحكم مع شرحها سيدي احمد بن رزوق وحزب الشيخ العار الكامل
 ابي مدني شيعب الذي كتب للملوك كلمات عديدة منه واليكم وشرحتوها بما لا مزيد عليه
 حزب الشيخ العارف النور محمد بن العربي وحزب الفتح للشيخ الامام العارف بالله ابي الحسن
 البكري واوراد وولده الامجد الاخرم شيخ محمد البكري وغير ذلك بالاطول ذكره وعندنا
 وعار سيف الله للشيخ العارف بالله سعد الدين الهكومي ملتقطه من ادعيته بعض اهل
 النبوة سلام الله عليهم اجمعين ووعار يعني سيدنا ومولانا امير المؤمنين سيدنا
 علي المرتضى كرم الله وجهه وكتاب آخر في دعوات الامام الكامل المكي الامام زين العابدين
 سلام الله عليه على اياه اعظام واولاده الكرام ولكن تمطش غالب يا سيدي الى اوراد
 حضرت پير وشيخ فانه يصل كل مطلوب وعمدة كل مقصود يا سيدي قد اجازني سيدي
 شيخ عبد الوهاب بكتب القوم وطرقهم وسلاسلهم واجازني من اربع مسائل القادرية

از حزب اهل احوال

والشاذلية والمدنية والپشتية وهذه الاجازات حصلت بحضرت علي المتقي من الشيخ محمد
 بن محمد بن محمد سخاوی كان في المدينة لمطرة رجل من الافراد صاحب مقام التجريد
 والتفريد والتوحيد لكن المملوك مقتصر على النسبة القادرية وحدنا وواقف على باب
 فضلها وكرهها ولقد كان للعبد الفقير تصدب في الشيخ كان لا يركس ولا يذكر احد من
 المشايخ على وجه الفقر والاتجا عند ذكره وكان حاضراً لتوجهه فيه فقال السيد الشيخ
 عبد الوهاب انتم من فقراره ومريديه ولكن شان طالب الحق ان يتفقد من كل
 مفيد ويقيد لكل مستفيد ولا يخلو باب الطلب لاي طرف من الاستفاضة على نفسه
 فمن اين يحصل الفائدة يرى انه من شيخة ومن هنا كان توجيهي والتجالي الى صحبة
 محمد الباقي قدس سره واستفاذتي منه النسبة لتقشيد بعد وقائع ومعاملات
 اشارة الى ذلك ياسيك قد وقعت الاطالته والاطناب في الكلام وقد يقع ذلك
 من الاحباب لاهل المحبة والغرام والذي بعثني على ذلك لما حرت من صوت
 صحبكم اردت ان اصاحبكم صحبة معنوية روحانية فذكرت حكايات ومقالات
 كما يكون في حضور وانا استغفر الله مما وقع فيه من الهفوات والزلات وحمالي يوم
 انفس وتزكيتها الخوذ بالله من ذلك عفو عفور والمامل من كرم ان تقصوا
 وتصغروا مما وقع من غايت الخف والانبساط والسرور والجمهور وصدقه على سيدنا
 ومولانا مفتاح الجود ومخرج الباطن وباب الظهور وعلى آله وصحابه واتباعه مشارق
 الهداية ومطالع النور وآخر دعوانهم ان الحمد لله رب العالمين

الرسالة الثامنة والخمسون تحصيل النعام والبركة بقية تفسير سورة والعايات

الهدورسوله

والعايات منجما سوكت خور وپروردگار عالم جل جلاله باسپان غازیان که نقش
 درنگام ویدین و آواز سپاسه نام هست مهیبل که بلند کند آواز را چنانکه عادت هست

و مخمزه چنانکه برک علف کند و صبح او از نفس او در دیدن و احادیث در فضیلت خوس
 بسیار واقع شده فرموده اند اخیر معقود فی فوادی تخیل نیکی بسته شده است در اضحیه
 اسپان یعنی در کتب انی ایشان و کدام خیر بالاتر از آن که بدان اهل دین و مگوان که
 کفار حاصل گردد و قائلند آیات قدحاً پس بیرون آورندگان تشنه سنگت همای می آید
 و این در حال دیدن بیشتر میشود قائلند آیات صبحاً پس غارت کنندگان در وقت
 صبح و این صفت سواران است چون توسطت اسپان بود صفت ایشان را
 باشد و غارت اکثر در وقت صبح واقع میشود و در حدیث آمده است که حضرت صلی
 علیه وسلم در وقت صبح نزدیک شهره و قریه که غارت کند میرفت و اگر آواز آن
 می شنید که سلامت اسلام اهل آنست بازمی ایستاد از غارت و اگر نمی شنید می تاخت
 و میزد و قائلند که نایباً کفحاً پس برانگیزند اسپان بخوار و وقت صبح که لازم عدو دیدن
 است فوسطن به جمعاً پس میان می آیند گروهی را از اعداد دین یعنی می تازند
 و می درآیند و غالب میشوند و غارت میکنند و دشمنان دین را و این سوگند خوردن
 با اسپان در حقیقت برک اظهار قدر و مرتبه و عزت غازیان است که اسپان ایشان را
 لازم قبیله حیوانات اند بجهت اعزاز و اظهار دین این مرتبه باشد غازیان را چه قدر
 عزت خواهد بود اما سوگند بر این معنی می خورد آن که انسان کوچه لکنه بدست کند آن
 بخاصیت بشریت و جلیت مر پروردگار خود را ناسپاس است و بی فرمانی کننده و کل
 در زنده است لکن سو پر بر سه معنی گفته اند بعضی گویند که مراد ایشان عبد الله ابن
 ابی مناف است و این سوره در مذمت وی نازل شده است و با وجود آن اشارت
 بانکه غازیان را باید که شکر پروردگار تعالی و تقدس کنند که ایشان را با عدم دفع
 دشمنان دین توفیق داده است و بر بذل جان و مال خود بر آحق بخل نوزند و بر خود
 و خلط نیت بطلب نیاید اما سو حق صافی شوند و همچنین مناسب تر آنست بسوگند

خودن باسپان و صفات ایشان مذکور شد و آنکه علی ذلک لشهدید و بدرستی که خدا
تعالی برخیل و کفران و عصیان انسان گواه است عازان آگاه است یا انسان برین
احوال خود گواه است بجهت ظهور آثار از وی اگر چه فاعلست بان معترف نیست و تعاقل
می در زود و آنکه محبت الخیر کند یاد و بدرستی که انسان بر دوست داشتن مال فاعلست
و غیر معنی مال کیسر در قرآن بسیار آمده است و مال را مان بجهت آن گویند که میل بدان
جلبت آدمی زیاد است و در کفر هم است اگر در راه خدا صرف کند و شدید معنی بخیل نیز
آمده است یعنی چندان دوست میدارد مال را که شکر نعمت نمی کند و در راه حق صرف نمی کند
و بخیل می در زود و کفران می نماید اَفَلَا يَعْلَمُونَ ذَا بَعُثِرْنَا فِي الْقُبُورِ ایا پسندیدند آن
چه خواهد بود حال او در وقتیکه بر آن گنجه شود آنچه در گور است یعنی زنده گردانیده شوند
مردمان و حَصَلَ مَا فِي الصُّدُورِ و جمع کرده شود و حاضر گردانیده آید چیزی که در سینه است
از خیر و شر و افعال اقوال و تخصیص باقی الصدور بر آنست که پنهان است و اعمال
قلوب است و عمده و اصل است و اعمال حواج فرج است اِنَّ رَبَّكُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ
لَّخَبِيرٌ و بدرستی که پروردگار او میان با قوال و افعال ایشان در روز استخیر داناست
و بر جزا دادن او تواناست پس در جمیع افعال اقوال و احوال از خدا باید ترسید و تقوی
عدزید و با بعد التوفیق پوشیده نماند که در حدیث آمده است که قرآن از ظلمت و بطنی
نظر آنکه از ظلمت و عمارت وی بر حکم قواعد شریعت غریب معلوم میشود و بطنی آنکه بر طین
ارباب موافق و احوال لایح میگردد و این صفات را که بر اسپان غازیان مذکور شد
اول باطن بر صفات نفوس کامله فرود می آرند و عبادیات یعنی نفوس که می دهند
و طلب کمالات و مقام قرب الهی و التَّوْبَاتِ یعنی بازنده و مشتعل سازنده و با فکا
خود انوار معارف را و البخیرات و خارت کننده و غالب آینه بر هر کس عبادات وی
و بدست آرنده غنائم و فضائل و کمالات را فائزانه بقاعده بر آنگیزد و در شوق

تحقیل کمالات غنا جده و جده را فوسطن به جمعا لیس می آیند عالم علوی و صفت ملکوت
گویند سوگند باین نفوس کلام که آوسان در تحقیل کمال سعادت اخروی و قرب الهی کفران
ورزند تقصیر کننده و میدانند که تقصیر میکنم و بسبب هجوم غفلت و تعلقات جسمانی نادان
آنروز که پرده از روی کار برافته و حقیقت حال منگشتر گردد و معلوم میشود که حال صلیت
پس باید که مراقبه الهی باحوال شان از دست ندهند و غفلت نشاند و فارغ نشینند از علم

به ترجمه مکتوب حضرت سید کائنات صلی الله علیه و سلم در تخریه پس معاذ
بن جبل که از عظام صحابه و اکابر این عصا به بود و رضی الله عنه
الرسالة التاسعة والحسنة مکتوبه ^{الشیخ} الابل فی تخریه ولد معاذ بن جبل

الهد ورسوله

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد رسول الله الى معاذ بن جبل این نامه است از محمد فرستاده خدا باین
معاذ بن جبل سلام عليك سلامت و امن و بی گزندى باد همه بر تو از آفتها و گزندها
خصوصا از آفت بصیرت و ناشکیبایى و فرج و فرج در مصیبت فانی احمد اليك الله الذی
لا اله الا هو بدستی من سپاس و ستایش میکنم خدا را که نیت خدا جزو من و میرانم آنرا
بسوی تو اما بعد فاعظوه الله لك الاجر و بعد از حمد دعا میکنم ترا که بزرگ گرداند خدا
مرا ترازد و ثواب برین مصیبت یعنی صیر دهد ترا چه اجر و ثواب بنده در مصیبت بر قلند
صیرت و اگر چه ننگ سخت عذاب عقاب گردد چنانکه فرمود و اللهم اللهم صبر صبر خدا و
بمیدار و در دل تو صبر و در قفا و ایاك الشكر و روزی گرداند ما را او ترا شکر بر نعمتهای
فان النفسنا و اموالنا و اهلینا من مواهب الله عن ذنوبنا پس بر شکیکه ذنوبهای
و اهلک ما و اهل اولاد ما همه از بخششهای خداست گواری عواریه المستودع و جابر
ارست و امانتهای اوست که پیش ما نهاده است یعنی اینهمه نعمتهای که داده و کائنات

بعاریت داده است و بامانت نهاده است همه ملک اوست هر وقت که خواهد بگیرد و بستاند
 شکر و ما الاصل المال الاودیته + ولا بد یوما ان تر والود لیج + و تقسم بها الی اجل
 معدود و بهره مند و سود مند گردانیده می شویم با بدان نعمتهای نامت محدود و معین
 چند روز که حکم اوست بقبضهها لوقت معلوم و بگیرد و می ستاند در وقتیکه میداند
 ثم افوض حلینا الشکر اذا اعطی پس تر فرض گردانیده است حق تعالی بر پیشتر
 آن نعمتهای وقتیکه میدهد و الصبر اذا ابتلی و فرض گردانیده است صبر و وقتیکه بستاند
 و مبتلا گرداند تمامه احوال اوقات آدمی از چهار بیرون نیست لغت است یا بلا عانت
 است یا مصیبت و طیفه در لغت شکر است و در بلا صبر و در طاعت رویت و توفیق
 و مصیبت توبه فکان ابنک من مواهب الالهیت و هو اذیه المستودع تسبیح بود
 پس ترا از بخششهای خدا گوارا که داده بود ترا و از عاریتهای او امانتهای وی تعالی که
 نهاده بود نزد تو و متعلق به غبطه و سب و زوایر بهره مند و سود مند گردانید ترا بودی بخود
 و خوشحالی که رشک بر دند مردم بر تو بقبضه منک با جرکتی و گرفت او را از تو بستاند
 بندگان و بعضی نسخ کثیر معنی بسیار یعنی اگر چه باز ستانید ولیکن اجر و ثواب بسیار بر آن
 داده و اجر و ثوابی بسیار عظیم تر از همه است و در حدیث آمده است که چون جگر گوشه
 یکی می ستاند و میراند بفرشتگان امر میکند که بر او خانه در بهشت بنا میکنند و نام آن خانه
 بیت الصبر می نهند الصلوة و الرحمة و الهدى ان صبرت و ردد و محبت حق تعالی و بدست
 مر تراست اگر صبر کردی و چشم بر اجر و ثواب خدا داشته باشی اشارتست بمضمون کریمه و شیشه
 الصابرون الذین اذنا صابرون متصیبنه قالوا ینال الله و انما الیه راجعون اولئک علیکم
 صلوٰة من ربکم و رحمة و اولئک هم المکرمون فالصبر و لا یحبط جزعک اجرک
 پیش کیبائی کن و با یکدیگر بلل و نابود نگردانید بے صبری که درون تو ثواب ترا فتنده
 پس شیطان شومی بر در آخرت که چه صبر نکردم و اجر ثواب از دست آدم و اهل ان

توجه

انجمن کلاویضیاً و بد آنکه بی صبری کردن دفع میکنند چیزی از مصیبت و باز نمی آرد و فریب
 بسوی تو دلایندم حزناً و دور میکنند غم و اندوه را بلکه زیاد میگردد و اندازد و ماه و نازل
 فکان قد چیزیکه فرو دآینده است از بلا و حادثه پس شونده و فرو دآینده است البتہ شعنه
 و حضرت اجرامن عقیده فلاکن به عقیدک لایاتے و اجرکن اهدی به آنچه گم شد و رفت
 باز نیاید بارسه اجر خود را از دست دهه و اصبر فان الله لا یضیع أجر المؤمنین

الرساله استون ایراد العبارات لبیان اهل الاشارات

الهدی و رسوله

اللهم صل علی محمد مصباح مشکات انوار قدسک تمیز حضرت امیر انبیا و علی آل
 و صحابه و ایر سطوح حدود الایمان و الایقان و مراکز دوایر احاطات مراتب الکشف
 و العیان و علی اتباعه و احرابه و مراقی و مصاعده و معالی الهمم مانی قواعد اسرار العلم
 الحکم مجازیب سلسله جواذب القادره الالهیه اللامبویه الربانیه و محتاج البواب المعانی
 المحبیه الرحمانیه الصمدانیه و علی المنتهین الی حضرت اتم و الملتهین من برکاتهم و سائر الکریم
 لهذا الطريق و الحائزین الواقفین لفقد الرفیق العکاس اشعه انوار جلالیه قیومه
 احدیه و انجلاهی محالی تجلیات جمالیة شهودیه محمدیه بر باطن مقربان مشکات نوریه
 و ظاهر سترشد اصراطیم شریعت مستک و متکاباد امین بشارت دادند که سیر سحاب
 نشر رحمت و کرمیت بر ملاقع نفاع ملاوویه قلوب متعطشان و حصول لال و صلیت
 مستظان نزول امطار قربت واقع خواهد شد حیون عیون انتظار مفتوح و صدور
 قلوب ارتجا مشروح گشت که رسد و چگونه رسد ناگاه هبوب ریح حکمت بانه
 غشیه خویشیه اقتضای تیسیر آن بجانب میگردد و عقید اصباح ارادات رحمانیه غیبیه
 غیبویه بسوی دیگر برد شعیه کما ابرقت قوما عطاشاً حامه به فلما ارادوا ان یسئلوا
 و یسئلوا به صبح فقرای این دیار و منتبان این سلسله علیه عالیقدر و حضور

قدوة السالکین شیخ عبدالرزاق المشهور شیخ بهلول وجود طریق الحجة مولانا حاجی محمد
 بدعا سلامت احوال و صعود مدارج کمال مشغول اند و سلام عقد قلب مصمم و غرضت
 مستحکم است در وقتی که ارادت ازلی رفته باشد بعزم سیر آن دیار برکات آثار که منتهی پرتو
 سعادت ملازمت و مشاهده انوار جمال حضرت شیخی سیدی سید قبله گاهی سسی کلیم هر
 نوزاد العالم بنور جمال ما دام بقیال اللهم صل علی محمد وآله سعادت ملاقات ایشان شود
 موفق و مشرف گردد و ما ذلک علی الله عز و جل

الرسالة الحادية وستون لطلاق اللسان بشکایت حال الهجران

السد ورسوله

دشوار من عمره آسان دانت
 گفت که مشو هنوز نتوان دانت

آن شوخ که در دم همه در مان دانت
 گفتم صمناز وصل نوید شدم

نومیدی نظر باعمال و احوال خود هست که سببیت و علیته بران نهاده و آنرا شایسته
 قبول قابل حصول در گاه منی یابد و امید نظر با عتماد کرم کریم ذی الانضال است که فضل
 مسبب تمامه سبب و منفع جمیع ابواب است و تحقیق امید و نا امید گردسا بقدر تقدیر میگردد
 که بچه رفته است و نظر تقدیر اندوه آید و شادی ابد رو بنماید اگر بجانب قهر و غضب رفته
 اند و همه پدید آید که هرگز روی شادی نه بنماید و اگر با لطف و رحمت رفته است تا بالآب
 شادیت که اندوه که در سر پرده عزت و می راه نیاید چون عاقبت اینحال در پرده ابراهیم
 و اجمال است شادی و اندوه بهم جمع گردد و در میان بیم و امید راه رود و درین ابراهیم
 و اجمال حکمت است تا سطوت ربوبیت و ادب عبودیت باقی ماند و یکی مانده و مطلق
 بگذارد و بگذارد و دیگری بشادی تمام بسازد و بتنازه قاعده ایمان که الایمان الخوف و الرجاء
 بر جا ماند و همه حوادث روزگار در گوشه سلسله نهار نگاهبانان این قاعده و پاسبانان
 این سرای اند که تجلیات اسماء و تفضیلات صفات حق عالم را زیر و زبر و در میان دانه

لطف و قہر و ابر و حار و از نیکو محبت و بیخود و بیخود و بیخود و بیخود و
 و بیخود و بیخود و بیخود و بیخود و بیخود و بیخود و بیخود و بیخود و
 تبدیل احوال عالم و پریشانی و سرگردانی او صلاح بنی آدم و فنا و زوال سلسلہ وجود و عبادت
 و ہلاک ہر موجود معلوم و مشہور بود و لیکن خواہ بچہ طریان نوعی از غرور و غفلت یا بسبب
 قسمی از آسایش و آرام طبیعت و التماس و انتظام کارخانہ دین و ملت و وجود حساب
 مواد عیش و عشرت دے با آسایش و زندگی و زمانی نفسی راست میگردند اما درین کار
 آخر چنان و چندان سخن و آلام گرفتار آید کہ تصویر آسودگی در دل و نام آسایش بر زبان
 نمی نشیند و نیز و خصوصاً درین جزو زمان ناز و کرشمہ محبت برنگ دیگر است و ظهور
 سطوت و قہرمان قدرت غلبہ میگردارد و معاندت قہر و عتاب و شکست و ریخت کارخانہ
 وجود میرود و عزت و کبر یکساخته اندکی اقتضای ابتلا و امتحان دیگر دارد و چنانچہ مجال سکون
 و آرام تنگ تیرہ گشته و فراہم آمدن حال و جمعیت بال از قبیل محالات عادی شدہ و
 فرقی از بسط یافتی و بفرار نہادند و حیات چند روزہ دنیا را بصورت سلامت اندیشید
 در ہلاک بدمانند و جسم در مقام صبر و رضا پائے ہتھ قامت نشرد و در مرکز حق قرار گرفتند
 و شہد شہادت چشمید و بابت اجباب و صحاب مجن و مصدا گرفتار آمدند و اللہ علم تا آخر
 اینحال صحت و تابکجا میگذرد و بچہ چیز شہتہ میگرد و خداوند اینہا عادی و نمودنیز کہ بعضی
 قہر و غضب ایشانرا ہلاک کنی و استہلاک و ہتھصال نمائی امت مرحومہ محمدیہ اند کہ ایشان
 وعدہ بغض و کرم و جہربانی و آسانی رفتہ اینہم سختی و تنگ گرفتن صحت آخر حقیقت
 کار و حکمت در آن تو میدانی و توئی جسم لطیف بطریقہا بہان و آشکارا دانست
 از رحم الرحیمین در از شد و از ازہ مقصود اند کہ دور تر افتاد مقصود بیان حال ضعف
 و ناتوانی و وحشت و جراتی نبود کہ با وجود ضعف پیری کہ در دلی و دامن بر صحت
 بیار بہاے عزیز صحتہا شگرت ہستلا یافتہ و ملازم وقت و حال این شکستہ

گشته است که از سطوت آن قوت حرکت بدن و سکون قلب فرخ وقت و سلامت
 حال وی بجزم نهاده و بنیادین حقیر در اصل ضعیف افتاده و تمام عمر بهشت در ضیعت
 گذشته و الآن بر پیریها دریافته و بیمار بها علاوه آن شده و دیگر چه حال باشد الحمد لله
 کل حال خیر صبر چاره نیست و از رضا و تسلیم گریز نه و اگر چنانکه قوت بدنی رومی با خط
 آورده و از پای افکنده است بهمت قلبی غذای روحی که عبارت از ذکر حق و توجه در گاه
 و التماس حضرت اله است مدد می نمود و قوت می افزود و مطلق محو و متلاشی شده از آرزو
 وجود بعالم عدم رفته بود بهیت مر امید وصال تو زنده میدارد و اگر نه صدر سیم از حجر
 است سیم پلاک و با جمله حال این ضعیف درین آینه شوق منحصر است یا ازین ضعیف آرزو
 قوت عطا کنند و مجال آرند یا چذ گاه بهین صنف و ناتوانی بگذرانند و بقای می کشند
 یا بر دارند و بان عالم بر بند بر چه حکمت و قدرت وی تعالی اقتضا کند رضی است
 رضیت بما قسم الله له + و فوضت امری الی خالق + لقد حسن الله فیما حسنی + کذلک
 یحسن فیما یبغی + رضینا بقضای الله + ما بدست دوست دادیم اختیار خویش را +
 صلاح ما همه آنست که آن تراست صلاح + تا الآن تسلی خاطر بدان میداد که بر وقت
 توفیق از ضعیف این دیار بر آمده در قضای سیر و انی الارضن بای نهاده رو
 صدق و اخلاص با مقام شریعت که موطن ارواح و مستقر قلوب اهل فلاح است
 خواهد آورد و عود خواهد نمود و عقبیه عمر در اینجا گزرانید اکنون زاده است نقدان بدست
 در احوال قوت شکسته باشد و جز صبور در دیار دوری و همجوری کار نمی بیند از خاک
 چیت ان الله علی کل شیء قدیر کوس حیل بگوش جان میرسد و جا تغافل نمانده اگر
 بحکم طبیعت ساعی طاری گرد آن دیگر است و الا گاه بیگانه است توجه و ترصد امر در گاه
 بحقیقته مثال غفلت اهل عالم در غفلت و بهوشیای بران سالنت که مثلاً جمیع در شک گاه
 افتاده از بارگاه سلطان آواز کوس حیل می شنود و مستعد و سفر میکنند دل از اتفاق

برسد از دنیا گاه زمانی آواز کوس فرو شست باز خافل شدند و بجزاب غفلت رفتند گمان
 بردند که مگر حکم سلطان با قامت شد باز آواز کوس آمد باز سر برداشتند و متنبه گشتند
 باز فرو شست باز خافل شدند همچنین محمد در غفلت و بهوشیاری میرود و میگردد و در وقت
 باشد که حکم جیل واجب و متعمم گردد و در بستن با سفر ضرورت افتد سهند او آن ساخته
 یا ناخسته باید رفت و خواهی نخواهی دل را زین سراچه خالی برداشت تا آنجا که میسر و نند
 چه رو نماید آنجا همه بقا و بقا و عیش در عیش و ذوق در ذوق و سرور در سرور است
 انشاء الله تعالی و هو علی کل شیء قدير

الرساله الثانيه والستون اظهار القلق والا اضطراب في حصول

المطلوب بلا ارتياب

الهدى ورسوله

اللهم اني ضعيف فقو في برصناك ضعيف اقام ضعيف چه ضعف بدن و چه ضعف دل
 و چه ضعف ايمان و چه ضعف يقين و چه ضعف عقل چه ضعف طالع بر بهم نشسته و
 فراهم آمد و در حکم ظلمت بعضیها فوق بعضی گشته انوار توفیق و همت و قرار دل و ثبات امر را
 میپوشد و باندک چیزے متاثر میگردد که نیا بد صاحب عقل اهل تجربه بعد آن متاثر
 و متغیر گشت چه جائے اهل ايمان و معرفت راه باندک هولے و هراسے و توهمے که
 پیش آید از جای رود و حال دیگرگون گردد و عهد را فراموش کند و بر انحال که
 بزده نماند و مقدمات یقینیه از روی حال حکم ظننیت گیرد اگر چه آن علم و اعتقاد
 که دار و باقی است این نقص عظیم است و عیبے تمام چرا باید که چنین باشد علاج این
 نمیداند که چیست دعایا همه مناسب حال خواندن و مقدمات عقلیه استخراج نمود
 و تکلیف خود را بر قرار و ثبات داشتن سود ندارد و علاج این تقویت و تائید نشانه است
 ضعیفیه اشارت عینیه است و تو مراد دل ده و دلیری بین + رود به خویش خوان

و مشیری بین + و شد انواع بصیری و لغزیدن پایی ثبات و بطریق تفرقه و قدرت
 تصور احوال اشهر اهل روزگار است که صاحب سلطوت و سلطنت و امر دینی و علمیه
 قهرمانند بارها با نفس میگویم که در عینت بیست و پنج سال که بعد از قدم از سفر حجاز درین
 شهر بهین و صنع یا قریب باین گذشت و هرگز آزاری از کس ندیده و ابتلا نیافته و دیگر
 خوف چیست گمان بخداوند نیک دارم ترس بیست مجال است چون دوست دارم ترا
 که در دست دشمن گذارد ترا + باین طریق شرط و تعلیق گفته است که چون دوست
 دارم ترا و تحقیق دوستی و یقین بدان مہم و نامعلوم و اللہ اعلم و این را نیز از موسی
 شیطان و تصرف و تصویر و ہم میداند که حدودم زاد حکم موجود آر دو موسوم بصورت
 معقول انگار و الی اللہ بکاف عبده و بخوف نیک بالذین من دونه من یضلل بعد فاعلم
 من ماد - و علاج این در و دفع این ضعف نیز همانست که گفته شد بیست و ہتم بدرقہ
 راه کن از ظایر قدس + که در از دست رہ مقصد من نو سفرم + چون تنگدلی و محبت
 و وحشت و نفرت بر تہ نہایت رسیده بار با خیال سفر در سراقہ تا از تنگنای محنت
 بر آمدہ کشاد سینہ بدست آر و ببقیہ عمر در آن مقامات که مقرر من و سلامت و مطمئن
 ایمان و امامت اند و جبرئیل آمنا یحفظ الناس من حولہم والذین تبوءوا اللہ والایمان
 در شان آن اماکن و ساکنان آن وارد شدہ است بگذارند تا بضاعت فطرت و
 نقد حال خود را از خوف اختیار و تحفظ انبای روزگار بر ماند و تقوی و تطبیق امر
 انزوا و الزام خلوت باین عزیمت سفر و ارتکاب خطر بآن می نماید کہ امر بنا بر
 آمدن و بجنبند بقصد ترک صحبت اعیار و قطع الفت یار و دیار است و سستی قید
 تدبیر و اختیار این سفر منافی این کار است بلکه عین مطلب مقصد است بیست
 موسی صحرا نہ از پی سیر و تماشا میروم + شہر بر من بی تو تنگ آمد بصحرای میروم +
 و ایشان نیز بدان رضی خوانند رشد امیدوار است کہ اگر بنا گاہ صورت ایحال

و وقوع این خیال موافق تدبیر افتد بر صناد و خوشنودی آن در گاه مقرون باشد
 و موجب ارتکاب خطای امر نگردد بر ناصیه حال باغ گریز پای و بصیرتی ننهند در دنیا
 نیز اگر دست گرفته نگذاردند و گویند همین جا باشد و هیچ جامه و مقصود حاصل است
 میباشد و منی جنبه مدح مجال همه این حکایات همان یک سخن آید که اشارتی از اینجا
 میخواهد که اگر دست گیری بجائے رسم + و گریختگی بر نگیرد رسم + حال نیست که
 گنجم و گرانیشان دانند باعث اینهمه پریشانی و سرگردانی و قلوب مضطرب و دوزخ
 سے یاد اول آنکه جوهر استعداد از محبت ذاتی بی نصیب مہتی افتاده است و تحقیق
 طالب کمال گرفتار نفس است که برای خود حاصل کند این را در یاک کمالان گفته اند
 جناب عزت حق که مطلوب بالذات و محبوب مطلق است سزاوار تر است بدان
 و خاصیت نفس چنین افتاده که عملی که کند نظر بر جزای آن دارد و در هر کار خیر
 و غایت آن اندیشد و بسیار که اطیع قطع پیوسته و مستعمل و بصیر واقع شده و در دنیا
 مکتب است که شاید حکمت در عدم حصول مقصود و خواہی که دار دہمین باشد کہ
 چون ثمرات و نتایج بر اعمال افعال ظهور نرسد و نظر از وساطہ اعمال علیہ آن
 ساقط گردد و اعتماد بر آن نماند متعلق محبت ذات گردد و جزا و ثواب عمل از نظر ساقط
 شود این احتمالی است کہ برای خاطر نفس برمی انگیزد و خود را بدان تسلی میدہد و
 آنست کہ عدم حصول سہرار و انوار و نتایج و ثمرات بچہ عدم اخلاص مفقود شرط
 عمل بسبب عدم قابلیت و استعداد عاملست چه قرب الہی و شرف خفاص در گاہ
 اور عمل دیگر و کار دیگر و اہل آنرا قابلیت دیگر و قبولے دیگر است مصرح ہر تیرہ در
 قابل انوار نباشد + و من لم یکن الوصال اہلا و کل احسانہ ذنوباً بین سخن تمام مطابقت
 حال این مسکین بہت یارنگی دیگر است کہ حال او نیست کہ اگر کنارہ کند شفاعت
 قابلیت و قبولے کہ دار و معذور رشہ رسد و فی وجہ شافع مجوسا رہتہ سخن

القلوب ومانی بالمحاذیر ۴ ازینجا گفته است که دردی می آید که هیچ طاقت بازنگرد
 و قبول می آید که از هیچ معصیت نماند شاید اللهم انی لغفور بک من الذر و بعد القبول و من
 اقطع بعد الوصول من الخشیتة بعد الرجا برهن المنع بعد العطار و اعوذ بک من الجور بعد
 الکور ثانی از سبب وحشت و تنگدلی فقدان رفیق است در شدت طریق چندان غم
 نیست که از فقدان رفیق گفته اند ما رجع من رجع اللفقد الرفیق و لغو بالمد من الرجوع
 و اللاد بایک کسینا بم که درین طریق رفیق حال من باشد هر کس از صغارا و کبار طلب
 و مشایخ با یکدیگر مخالط و صاحب و در پی مطالب مقاصد ساعی و داعی بچرخین مسکین
 که در زاویه تنهایی افتاده و دل بر نامرادی و ناکامی نهاده ام هر کس گرفت دامن
 بلند خویش مایتم و گوشه و دل در دامن خویش درینجا دو خاطر راه یابد یکی حسرت
 و ناامیدی که چون همه با اتفاق در بجانب میروند و یکی هجم انداجرم تفضیل و برکت
 مخصوص خواهند بود که این وحید طریقه ازان محروم و مجبور خواهد بود و اولم سید از
 آنکه همین از همه کناره گرفته و جدا افتاده است انشاء الله تعالی بنوعی مخصوص ممتاز گردد که
 دیگران ندارند از علی کل شیء قدیر سبحان الله در ابتداء حال که از شدت راه آگاه بود و نظر
 بر قسمت و تقدیر یعنی گماشت و امید با تازه و جوان و عملهای بی اندازه و بیکران بود
 زندانی خویش آن چهل و نادانی و حامیکرد و ب هکلی ملک الا یبغی لاحد من بعدی
 انک انت الوهاب و همه مراتب کمالات را جز مرتبه احدیت و احدیت و قادریت مگر
 محصول می پنداشت که از پایی در افتاد و مجال بدور مانده و قدر خود را شناخته و شدت
 راه و استغناء در گاه دیده در یافته است و دانسته است که هر یک از احدی معین و نصیب
 مستعین است که همس و آرزوی زیادت ازان سود ندارد و خود را بعد آید و در میان
 طالبان راه بار یافتگان در گاه میدارد و شاید که در ضمن ایشان در خلگشته بطریق
 طغلیان بجزئی از جنس خیر فایز گردد و میگوید اللهم ما وعدت من خیر لا احد من

عبادت اذ اعطيت احد من خلقك فانا ارغب اليك و اسالك يارب العالمين
 اميد که مطلق محروم نماند و نااميد باز نگردد و سخن دراز شد و آنچه ناگفته ماند دراز تر است محل
 که نعمتهاست حق که حاصل است بی نهایت است و آنچه حاصل نیست بی نهایت تر سر همه
 نعمتها و مطلبها آنکه قدم از راه استقامت نه لرزد و هر گرمی طلب فرو نه نشیند باقی هر چه
 نصیب است خواهد شد و نصیب یصیب الصدق قریب مجیب و صلوات علی خیر خلقه محمد علی اله
 و صحابه و صحابین بدایة طریق الحق و محی علوم الدین

الرسالة الثالثة و الهتون توصیة الاخوان بالصبر علی جفای الالزمان

الصد و رسوله

الحمد لله و الصلوة و السلام علی رسول الله و علی آله و صحابه و اتباعه بدایة طریق الحق
 و محی علوم دین الله اما بعد کتوب مرغوب محبت سلوب آن محبوب القلوب مرغوب
 الصدور رسید و موجب تسلی خاطر و تشریح صدر و نورانیت قلب طیب وقت گردید
 و آثار وجود محبت و یگانگی در رفع حشت و بیگانگی از مضمون آن ظاهر و باهر گشت
 مکتوبی که بدست شیخ تاج شیخ مصطفی رساله داشته شده بود و مصلحت در آن تنبیه
 ایقاظ وقت و حال بود اگر چه آن برادر در احوال و آداب خود همیشه آگاه و بیدار است
 زیرا که طریقه وصیت و نصیحت و تنبیه اخلاص خیر خواهی از لوازم و شرائط محبت و
 سواد است دوستی و اتحاد میان این فقیر و آن محبت آنچنان است که در آنجا انجاش
 نفرت و کدورت باشد بر شمار روشن است که آمدن شما در دلی اول و آخر از محبت
 این فقیر بود و بیچاری و غرضی در میان نه بود مگر تو او و تجارب فی الله و بودن و حصا
 بر صناد و ستورے این فقیر است اما بشرط سلامت حال و وضع فقیرے و نامزدی
 و بیچارگی چنانکه از اول درین شهر بوده اند و از دست اهل شهر آزار ناشیند مگر الهی
 است بولعبر علی ما یقولون و ابجریم بجر جمیلاً - بگفته مردم خیرے منی شود اگر کسی

نیک است و بر راه راست و مردم او را بد گویند و بد دانند و بجز اهل نسبت کنند زیان
 ندارد و اگر بدست و گمراه و مردم نیک دانند و نیک گویند بیچ سودی نه در کار خویش و حال
 خویش است و درست باید بود و در خیال مردم نیفتاد هر چه گویند و هر طور که دانند حضرت
 شاه ابوالمعالی این بیت را بسیار بخوانند **کار جامی عشق خوبانست و هر سوگنا**
میکنند انکار او و همچنان در کار خویش اصل کار در روشی بجای و جنای خلق کشیدن
 است و هر که درین راه قدم نهاد آزار و آیدای خلق خالی نخواهد بود و ع **ستغفر الله**
سبح عشق تو و هر که **ما محققان بنظر تحقیق دیده و نوشته اند که اصل آزار و آیدای**
خودست اگر این نفس و هوای نفس نباشد هیچ تشویشی در میان نباشد رب لا تخلف الی
نفسه طرفه عین و الاثن ذک خداوند اما را با مگذار و ما را از شرمانگادار این بیت از
 شاه ابوالمعالی است **از کار جهان گر بصفادست بشوے** + بر من اگر ت میکنی
 رسانده آری گامی ظلم نیز بوجود می آید بسبب در آن صبر و رضا بقضاست چنانکه **بجز**
و اصبر علی ما یقولون اما باید که بے تامل و ناشکیبایی نکند و دل زبان از بدخواهی
 و بدگویی محفوظ دارد و دعا بد نکند تا خود ظالم نشود چه جمیل که در آیت که میم مذکور است **منهی**
دار و نعم عرض حال خود و شکایت اغیار سپس کریم جبار میتوان کرد و اعتماد از گناهان
 خود و تقصیرات خود باید نمود و ایضا **دیگر است تفصیل آن** معوض زبان وقت حال
 مناجات است اما قصد آزار از بدعا و غیبت اهل رفد کار از طریق فقر و غنا و دست پان
 اهل دعوت صیبه و نقصان که دارند همین است که هر که ایشان را آزار کند و مخالفت ورزد در
 مقام استهلاک استیصال وی شوند معاذ الله من ذلک و وقتیکه حضرت قطب الوقت
 شیخ عبدالوهاب متقی قدس الله روحه این فقیر را ب نعمت اجازت از کار و دعوات
 و احصار مشایخ مشرف ساختند فقیر رسید که دعوت هم طریق قرب و وصول حق میباشد
 فرمودند چرا نباشد استک با بسامی الهی عظیم است اما این دعوتیان بد خلق پشند

در پیشی غربت نویستی و خاک ساری و بز باری و ذوق و شوق است ز جنگ جلد
 مستی و خود پرستی العرض در بلا و جفا و خفا که بدر و لیش بسد چار چهر است و اگر نظر
 با لطف خفیه حسن تدبیر و اختیار حضرت کریم جبار کند شکر باید که محققان میگویند که در طغیبه
 در بلا نیز شکر بجز به وجود لطف خفی و نعمت طیبی ولیکن چون حوصله بشریت ضعیف است
 بر صبر صلح کردند اگر شکر نگویند باری صبر از دست ندهند و لهذا چون از حضرت عوث ^{رضی الله عنه}
 رضی الله عنه پرسیدند که عینی شاکر فاضلتر است یا فقیر صابر فرمودند که فقیرش کارزهر دو
 فاضلتر است این حکایت دور و دراز میرود آن برادر دانا و عارف است اطوار اینها ملت
 میداند چه حاجت بیان است بدانکه اینجا دو طریق است - بازار رسانی مردم صبر شرط
 و جنبیدن و وطن گذاشتن و هجرت نمودن نیامده است چنانکه و اصبر عنی یا قتلون
 اشارت بدان میکند اما چون کار بازار جانی رسد طریقه دردی هجرت است و هجرت
 سنت انبیاست صلوات الله علیهم اجمعین اگر توجه و التجا و تقویین بجانب صحیح ^{است}
 شده هیچ جای اندوه نیست و غم نباید خورد و انتم الا تلون انکم تم یؤمنین و ان چندنا هم
 الغالبون و من یتوکل علی الله فهو حسبه دل قومی باید داشت و اندیشه بخود راه نداد
 س غبار غم برود حال بشود و حافظ + تو آبدیده ازین رهگذر دریغ مدار این فقیر را ^{مخلص}
 و محب خود انکارند و از احوال خود خافل نشمارند و مرجع و ماوی ما فقیران همه جناب سید
 کائنات و خلاصه موجودات است علیه افضل الصلوات و اکمل التیمات بوسید حضرت پیر
 و تنگیز غریب نواز شکسته پرده عوث ^{رضی الله عنه} ثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی الله عنه
 و رضاه عنادین خود شما از مردانید زیاده چه گوید و محبت و اخلاص و توجه فقیر بجانب
 خود بیشتر از بیشتر تصور نماید و اظهار انوار و اسرار و آثار دوستی و خیر خواهی بتفصیل از خود
 رضی نباشند اما اینجا سخن دیگر است که بجهت فقیر با کس جنگ جلد نکنند و معارض نشوند
 ما فقیریم و با کس دعوی نداریم و در دمنند باید بودند خود پسند در خودیها در بعض سائل

منظوم گفته شده بود لکن عجیب اطوار خود پسند نداشت + طور ما طور درو مندانست + چه چیز
چو درو مندی نیست + که در وجوه خود پسندے نیست + و السلام علیکم

الرساله الرابعه والستون طلب العور في قصبه لاهور بن

المد ورسوله

از ما پرس در دال که میگزمان + خود را بجایه پیش تو خاموش کرده ایم + فرزند سعادتمند
بجان پیوند نور دیده دانش و سلین نور اتحان جمیع آفات ظاهری و باطن محفوظ با و برین
که بحضرت حق رساند و از صحبت اغیار دور دارد توفیق باد - ای فرزند بعد از آمدن
این سفر خیزد بار مکتوب با بجانب نوشت اما مختصر نوشت سبب آنکه انتظار آمدن آن
فرزند نزدیک بود پرده از روی حقیقت حال برداشتن نیز مناسب نبود لکن خودتیا
و حقیقت حال از ناصیه وقت تفرس بیاید نمود اما درین بار مکتوب از جانب لبت آمد
معلوم شد که بجار صند وقت فهم مقصود چنانکه هست نکرده است تا آن عزیز که بشما تقریر
حال کرد و بچه زبان تقریر کرده باشد ازان تقریر بغیر شما چه رسیده آن عزیز خود پیش
حال دستانت چیزیکه نه باعث آرایش حال ایشان باشد چون گفته باشد قطع
ازان مجز است چون گوید گمان فقیر آنست که صفراوی در ذائقه وقت شما بوده است
که صفراوی بجز مخلوط آنجا بجز است که فهم مقاصد تفاوت و افهام مختلف میگردد و یکی با
بکیک از آنجا نوشته شده بود درین سفر نقد وقت آخر چه شود گفت ازین عبارت
حشتی و بیدای مفهوم میگردد و حقیقت حال آن خیال بود و بجاهله درون مرا خواندن
مکتوب شما بچویش آورد و زبان وقت را در خروش و بران برداشت که بفرموده اما
بنحته ربک محدث چیزے ازان نعمتها که درین سفر نصیب این فقیر شده است گوید
و چه گوید همین قدر بس است که بر فاقه توفیق الهی حیثی که طالبان هلاک کنند که گوید
و یک اعت دهد که دران کاری برای خدا کند قطع چندین مسافت برای خدا کرد

باشند و بر او طلب فتنه که در آن شائبه از اغراض دنیوی و تصور و توهم آن نبوده
 آن سفر عظیم سابق کل که این سفر جزو آن است و همه انوار و آثار او است چیزی
 دیگر بود اما اگر بیدید خبرت تا آنکه نماید یک خلوص تجردی و بیخا بود که بدان محتاط است
 غالباً و هم بعضی کوتاهی بلیغ بگو تا ای مدت سفر و سرعت رجوع افتاده باشد اگر همین
 آمدن شدن را بگوید یا قطع نظر از آن بودن آنجا و در یافتن عزیزان که چه بود و غیر
 نگنجد هر که ام ازین رفتن و آمدن سلوک بود تمام اگر آنرا تشبیه و تمثیل پس چه الیه
 ... من آمد کند و بودن آن بارالشیخ اندر جا دارد اما ترسم که سخن بمبالغه گفته شود
 و از حیطه احتیاط که روشن این فقیر است بیرون نیفتد سخن راست گفتن بهترین
 خود بسیار خود درین باب هرگز جزو بسستی سخن نگفته ام می ترسم این سخن که میگویم ترا وقت
 حساب الهی راست نیفتد اما بظاهر در پیغام خمیر من راست است ان شاء الله تعالی
 ایفرزند کوتاهی مدت و درازی آنرا اعتبار نیست یکے را در ساعت و در روزی
 و ماهی چیزی بدیند که دیگر است ادوات عمرند بند حکایت عین بقضاهای با شرح جمله
 غزالی شنیده باشد که بیست روزی بصحبت وی بشتافت و بعد ازین بیست روز
 سرشته کار دریافت ایفرزند یقین دان که بدر تر از درین سفر نصیبی یوده است
 نظر بگو تا به و در روزی مدت مدار این فقیر را بارها ضلجان میگردد که بعضی اعوه و حجاب
 که بان مقامات شریف رسیده اند زاو اما اندر شرفیاً و قطعاً و مدت اقامت ایشان
 در حرم مکه و زمان اقامت مدتی کمتر بود چه طور ذوق یافته پسند اکنون معلوم شد
 که حقیقت حال چیست میدانند که آرزوی این فقیر و دعا و خویش همه نیست که بان
 مقامات بر دو پای و در من اقامت آن مقامات کشیده عمر بگذارند اما درین ایام
 ذوق بر آن میدارد و در اینگونه حال بران وجه نشسته مگر ممکن باشد آنجا برود و بگو
 بر حجر الاسود که محل قبایل آنحضرت صلی الله علیه سلم بر نند در موقع عرفات در آنجا

که موقف شریف است بایستد زیارت آنحضرت بکند و برگردد و اگر بطاعت لذت کامرا
 چنین تر نهد احرامی بند و طوائفی بکند و دو گانه در مقام ابراهیم بگذارد و آب زمزم
 بخورد و ساعتی در حرم بنشیند و در محل برود و زیارت قبر حضرت شیخ مشرف کرد و در
 محمد عارف را ملاقات کند و بعرفات برود و شب در مزدلفه بگذارد و روز در منا توقف
 کند و بطوائف کعبه بیاید و بعدینه برود و دو گانه در مسجد شریف بگذارد و در حضرت بایستد
 و زیارت لعیق برود و بجبل احد سرس بکشد و برگردد امی کاش آن موسم گذاشته
 باز آید که در سیح و ششماه بروند و باز آیند این جویش که درین ایام سینده پدر ترست اگر
 آن موسم می بود میدید که چه میکردی و دوستی و حالیکه در راه رفتن از ابتدا می
 سخن تا نیمه روز یا وقت پیشین در صحرا گذرانیدن و با نواز تسبیحات جماد و نبات متنوشت
 دیده است اگر تعلقه که با شغل دارد یعنی بود و همین را مشغول وقت و سر باید روزگار
 خود ساخت و طریق سلوک خود میگرفت بس بود اما چه کند که تعلقات و مشاغل از آن
 مانعت نکنند خود محکوم و مامور است که بجنبند در من باشد تا مدت این اخضا و قید این
 علاج چند است ایفرزند تو توفیق را با شوق و انار آنرا تماشا کن و از خدا توفیق طلب
 که کارها سے شگرف دارد و اثرهای غریب آرد همان خطره در دل افتد که باید و همان کار
 از دست آید که می شاید اللهم اجعل التوفیق رفیقنا و شوق قایدنا و الا لغام را بدنا
 ایفرزند دستگارت و پیر و زترین مردم در ملاقات مشایخ و صحبت ایشان است که حکم
 عقل خود و قیاس آن نایستد منکر خود محروم مطلق و بیرون از دایره اعتبار و خارج بحث
 است و آنکه حکم عقل و دانش خود اعتقاد کن بی مزه و خطا کار با برگردد و بحقیقت می صحبت
 بنفس خود دارد نه با ایشان و آنرا در ملاقات ایشان دیده محبت و عقیدت کشاده گردد
 هر چه نماید همه جمال نماید بیت هر چه بنید همه خوبی بنید + هر چه یابد همه احسان یابد +
 ناچار چون حسن احسان آید محبت بیفزاید چون محبت بیفزاید یگانگی آید چون یگانگی آید

برخیزد ای فرزند آنچه حال کمال و قلندری و ارستگاری و بی تعلقی و قبول و آبادانی باطن و کشف
 ظاهر و صحت وقت و خوشحالی ایشان دیده ام جز بزبان ذوق و حال تعبیر و دریافت
 آن ممکن نیست و آنچه ایشان را باین فقیر عشق و محبت و نصیحت و دوستی و نیکی اندیشی و خیر
 دیده ام اگر عشرت شیرین ظهور یابد و حاصل گردد بسیار بسیار است بعضی از مخلصان فقیرند
 که مراد مذکور خود هیچ فردی این عشق نبوده است که با ایشان و مراد اینجا هیچ غرضه و غایتی
 نیست جز محض خیر خواهی و من هر چه با ایشان میگویم و از ایشان میخواهم و ایشان را
 بدان تکلیف نمیکنم و اسطه پیش نیستم و از خود میگویم خبر لیت که با ایشان میرسانم این
 دانند اگر کنند و اگر نکنند روزی چون فقیر در قبول امر خصمت و دواعی این مشتاقی و تقوی
 واقع شد بسیار من حسن و غضب آمدند و گفتند او را اینجا که آورد تو گفتی که بیایند آمدن
 و می نامرضی بود او را حکم آنست که از جای بخندد و قتی که مار شوق دیدن او غالب آمد
 ما بدیدن او ویر تقیم روز نخستین که ملاقات شد فرمودند آمدن شما در کار نبوی ما پیش
 می آوریم چون واقع شد خوب شد بعد از آن فقیر از مجلس دست گرفته بیرون برزند
 و در گوشه نشستند و آن مسریکه بر آن تحقیق آن رفته شده بود در میان آوردند
 و فرمودند که این چنین میخواهند شما که از جای خود بخینند هیچ جانز وید و هیچ کس تو جد نیاید
 الا اینجا حضرت غوث اعظم و ما این را از زبان بعضی مقرر بان جناب ایشان میگویم
 زیاده برین افشای این سر نمیخواهم کرد و میگویند که اگر اظهار کردی و افشا نمودی
 ترا رسوای مردوزن سازیم و گفتند گرفتاری ما باین شهر لاهور که وطن گراشته اینجا
 میباشد سبب آن اینست که اینجا کس هست که گرفتار اویم ای فرزند اینجا کس چه گوید و
 اسرار اینها گفته را چه در یابد و بگمان خود چگونه حکم کند همه اهل شهر برین اندخته بعضی
 نزدیکان ایشان و آنچه بقیاس هم می در آید همین است که سبب بودن ایشان
 درین شهر گرفتاری این عیال است که نو گرفته اند و سر باطن نیست که باین فقیر رسوا

آوردند خداوند که این سر بر شیخ حسن که خصی خواص محمد اهل اختصاص ایشان است
 ظاهر کرده اند یا نه و بعد ازین مجلس گریه بسیاری کردند و بعضی اظهار دیگر اظهار کردند
 ای فرزند گریه این حال دارد اگر خنده این مرد را بیندیشی من ترا از گریه است و من خود
 ذوق خنده ایشان بیشتر دارم شاید که آن تهنه که شرح مذموم هست نباشد اما بخت
 مجذوبانه است که شاید بر ذوق حال ایشانست و میان حسن میگفتند که ایشان میفرمایند
 که هیچ کاری در هیچ حرکت و سکنت نمیکنم الا با اشارت شیخ خود که شیخ داود اندر قدس
 العزیز روزی فرمودند که شب بجهت شما بسبب این توقیف که شما در فتن دہلی کردید تیره
 بودیم حضرت شیخ را دیدیم که در کار شما بسیار داشت میفرمایند و خوشحال اند و اکنون
 بدہلی بروید که دہلی در فراق شما بزبان حال مینالد بر وید بر وید و این بیت بر خوانند
 بیت میرومی و در رکابت می رود جان همام + فی امان الدر و فالدخیر حافظا + بر وقت
 و هیچ اندیشه بخود راه ندید مولانا حسن در اینجا دخل کردند که میر و دجان حسام فرمودند این
 بیت از همام تبریز است شیخ حسام الدین بروقت و دواعی حاجی حادثه سجای همام حسام
 خوانده اند اما در اهل بیت جان همام است گفته شد که این صفات بشری کسی در خدا
 دارد و علاج اینها میباید کرد فرمودند بیت لغز خاک است هر که نور بالا بتو یافت سایه
 زیر پا بود هر که بر تارک خورشید + فرمودند بیت چشم بند و گوش بند و لب بند
 گریه یعنی سر را بر ما بخند + فرمودند شما اینجا حضرت خوف عظم متوجه شهید همه چیز خواهد شد
 فرمودند نظم هر که او عاشق نشد بزوات پیر + از خدا برگزید دولت پذیر چون
 تو ذات پیر خود کردی قبول + هم خدایت اندر آمد هم رسول + و این بیت هم خوانند که
 بیت سخن عشق بدل ورنه دل باکش + سر این شیشه فرو بند که با دی نخورد + فرمودند
 بگفتگوی خلق و ملامت ایشان گوش نه نهید و در کار خود بجد باشید و این بیت خوانند
 بیت کار جامی عشق خراب است و خلقی بر طرف + میکنند انکار او همچنان در کار خود

و این بریت هم خوانند که از ایشان است بریت دوش ناصح منح مازان شوخ شادان
 کرده که چه با دوی بود لیکن اتش ماتیز کرده و عرص کرده شد که مقصد چنان بود که چند گاه
 در گوشه غریت و تنهایی گذرانده میشد در وطن شوشات وقت بسیارست فرمودند خطاط
 جمع دارند هیچ تشویشی نخواهد رسید بریت از کار جهان اگر بصفا دست بشوی در برن
 اگر تپیکه سبج رساند و این بریت نیز از ایشان است عرص کرده شد که نیز مقصد
 بران بود که زیارت حضرت شیخ موسی قدس سره رفته شود و از آنجا اگر میر آید زیارت
 پیران دیگر که در آنج مقصده اند فرمودند همه با شما اند و از شما جدا نیست بگفته شد که مقصد شکر
 نیز بود که زیارت حضرت شیخ مشرف شده آید و مخدوم زاده شیخ محمد عارف نیز توجه آن
 دارند فرمودند انشا الله تعالی بار دیگر ما هم برویم و شمار پیش ایشان بریم عرض کرده
 که بعضی پیر زاده ما و مخدوم زاده ما از اولاد حضرت عوث اشعلین رضی الله عنه اینجا میباشند
 ملازمت ایشان باید رفت فرمود حاجت نیست بدلی بروند و دیر نکند و این
 بعضی مواضع لاهور و دیدن بعضی در ایشان آنجا هم که میر شد پیش از دیدن آن
 بود که بچا رفته بودند و بعد از رسیدن فقیر به غنچه آمدند هدران منزل که فقیر نزل کرده بود
 رسیدند و فرمودند که این کلمه در شان شما از حضرت عوث اشعلین نازل است تحت
 حثایت حقی حقت و دانیت حقی و فرمودند ما مقصد داشتیم که چند گاه میر و نهها بگذایم
 جاذب غیر معین پیدا شد شاید از جانب شما بود شمار ای چه آمدید ما بدین شما میایم
 فرمودند ما از تصنیفات شما فائده دین و دنیا حاصل کرده ایم حق تعالی شمار را انستغفر
 گرداند فرمودند اگر چه سخنان مردم بسیار خوانده ایم و خوانده میشود اما سخن شمار در فقر
 گوارائی است که سخنان مردم دیگر نیست و در مجلس و دواع از ان فرزند سخن افشاد
 و گفته شد که مشرقی مقصد ملازمت بسیار دارد و فرمودند مقصد بیع نکند ما بدین او
 طی آیم و این بریت خوانند بریت جذبه عوث بجد است میان من و یار که اگر من

لا از حضرت
 قاصد شیخ
 از آنجا که
 فرمودند

نروم او بطلی آید + گو یا از زبان شما خوانند و این ابیات خواندن ایشان یک عالم
 دیگر است که هرگز از هیچکس با نیجات و لذت و دیده شده است که میخواند باشد فیروز
 مردی باین صفت و با نیال محبت اخلاص بی غرض و بی عوص اینهمه میخواند کلام
 سنگدل که نرم نگردد و ذوق صحبت ایشان در رنگ حال ایشان که در ظاهر و باطن فقیر
 نشسته است بتقریر و تحریر گنجایش بیان ندارد و بار می بزبان قلم خود برتقین میدانم که
 میسریت شاید که بزبان قال چون بدل نزدیکتر است چیزی که از آن ترشح کند و بقیه
 چیزی که از ذوق باطن نیز بر سماع لایح گردد آن موقوف وقت ملاقات باشد و چیزی نامی
 دیگر بسیار است که موقوف وقت است این حکایت بی اختیار بزبان آمد و باعث آن همان
 جوش است که بخواندن مکتوب آن فرزند در باطن پیدا آمد همان ساعت آن کلمات شریف
 چون در رسال آن تاخیر رفت زیاد بر آن وقت مساعدت نکرد و دیگر از بر آن
 فقیر رسید محمد باقر که فرزند مقبول ایشان است و معنای خاص برود و از پدر رسیدند آن
 نقتد گفت بے رفتند فرمودند میان حسن بگویند که او نیز برود و میان محمد باقر میان
 گفت که شما نیز خصت شد میان حسن گفت که بجز برودم گفت حاجت نیست محترم
 برود و ادضاع ایشان از صحبت و در دواح و در نشست و خاست و حرف و حکایت طریقی
 خاصست که با ادضاع اهل راه و رسم متعارف نمی ماند این حکایت و دواح میان حسن سلمه
 که خالی از غرض نیست شاید که خود گفته باشند و چون در حضور عده رفته بود که بعضی
 اشعار خود را فقیر معانی بکنند اشعار و کلمات ایشان در جاکرت جمع نیست گفتند از هر
 چه پیدا شود بنویسد و پیش ایشان بزند گفتند که تا نیست که ما اشعار پیش ایشان
 میخوانیم و میفرستیم خداوند این سخن چه معنی داشته باشد باری چند بیت از آنجا میان
 آوردند منهابیت معالی این سخن من بشنو که خوش سخن است + بر رنگ همین دست
 دوست بین + و بعضی ابیات است که غالباً مقصود از آن نصیحت فقیر خواهد بود و چنانچه

بیعت و دشمنی که سرش داد نویدی که معالی + غافل بزم از حال تو عثمانک نباشی + امی معالی
 مکن اندیش اگر چندین راه + بروم آرد و در کام نهنگ افتاده است + مردم در پیش
 که آنچه میطلبت بهین زمان بدر مانا نثار خواهد شد چشم باطن طلب نورعین میجو
 دیده ظاهر اگر نیست چه نقصان دارد به نیست در هر دو جهان به ز محبت نهی
 این هنر در تو اگر هست رخصت عیب چه عیب زنده فقر معالی چه محل عالی است که شود
 رسل خجسته کش لوق صهیب به بقر نیستی یکد در روز فارغ باش که مایه خود ز کرم عذر خواه
 ما گرد + جرم جام ستمی برهم اگر گوش کنی + هر چه جز دوست بود جمله فراموش کنی + چون
 دم عشق از میان جان برخاست + همه سالی و سباب از میان برخاست +
 هزاران رحمت و صد آفرین بر خورته بادا که صرف راه خوبان کرد پیری و جوانی را
 از معالی تو زود و سحر و شام پیرس + دلبرش در بغل و شب همه شب در خوابت + ای عزیز
 حکایت گفتن و احوال نوشتن سهیل است هر چه است هست و آنچه نیک نیست است
 که بران چه حکم شده است بایستد و روان برداری کند بر آن استقامت نماید و بدان
 توفیق یابد از ان جانب خود تا کید و تائید و تسک و تثبیت نهایت رفته است و امی از
 نفس بی ثبات که هنوز در ترود و تزلزل باشد فرمودند شما هیچ علم مخزید و هیچ اندیشه بخود
 ماه ندیدید و از یکس از هیچ چیز نرسید توجه خود بجانب حضرت مخوف عظم دست درید
 و از همه کس قطع کنید هیچ چیز از شما نمی خواهند غیر از توجه با جانب همه چیز خواهد شد و هم روز و هم
 فرمودند که شرح مشکوٰه را تمام کنید ان شاء الله کنایه شود که اهل عالم همه از ان مستفید
 شوند که علم و حال کنید تا تمام شود فرمودند ان خود تمام شده است و فرمودند در ترجمه گاهی
 بتقریب بعضی از کلمات قوم نیز در آورده باشید چنانچه ملاحین در تفسیر خود میکنند فرمودند
 بجان بیستی مناسبت تمام هم میباشند باشند گفتند فقیر را بهتر است مردم یاد نیست تا بنویسد
 گفتند شما را حاجت بهتر است مردم نیست آنچه شمارا باید از شما زاید شمارا در هیچ چیز بکس

احتیاج بخوابد بود چه چیز حاصل است انشا الله تعالی :

الرسالۃ النخامتہ و ہستون سلوک الطریقۃ علی بیج المجاہد نظرۃ الحقیقۃ ۲

العد و رسولہ

بعضی از فضلاء وقت رباعی بزبان مجاز انشا نموده و از یاران شرح آن التماس کردند ہر کس چیزے نوشتہ و فقیر نیز جنہے خیال کردہ رباعے اینت رباعے گفتم کہ دو بوسہ وہ زلب گفتانے گفتم کہ ہر روز نے بشب گفتانے گفتم کہ بجز نے تو منید انی پیچہ + و در دو سویم ز طرب گفتانے گفتم کہ دو بوسہ وہ زلب گفتانے ہا این سوال ساکت طریق محبت و طالع مقام قرب و صلیت است کہ میخواد ہد شفا باو عیانا مشاہدہ حقیقت کند و مشاہدہ را با مکالمہ جمع کند کہ بوسہ بر لب کہ محل مصدر است شعر بانست این مقام صحو و تکلیف است و این قوم را اختلاف است کہ مشاہدہ با مکالمہ جمع میگردید یا نہ حق ثبوت نسبت در عوارف میگوید کہ دل را چشم است و گوش چشم یعنی بیند و بگوش ہی شنود و ہمکنار اندیدن مانع شنیدن است و شنیدن مانع دیدن قطب الوقت شیخ ابو الحسن شاذلی قدس سرہ در حرب کہ بگفتہ و شا لک مشاہدہ تعجب بار کالمہ و حالت معراج سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات نیز مثبت است این مدعاست و فرقہ دیگر میگویند کہ مشاہدہ موجب صلوات است ہلاک اشکلال است گنجائش استماع مذاکرہ و بوسہ اشارت بحصول ذوق بعد از شوق و وصل بعد از وصل و بقا بعد فناست و تواند کہ فرسے باشد بحالت کاین باین دو صحو و کلید است چہ بوسہ دوم بے بیعتوت حاصل میگرد گفتم کہ دو بوسہ وہ زلب شرش یعنی است و گفتانی ناز و استغفار محبوبے و نخواست و غرور حسن و خرمیت یعنی استحقاق استیلا آن حال و استنکار و استعجاب و ان استعدا است و در حقیقت حث و تحریص و تشویش و تیز کردن آتش طلب بر بستن کہ جہد و اجتهاد است بلکہ امیدوار ساختن بحصول

مطلوب و نور بعینیت و ظفر بقصد دست که من جگر و جگر گفته اند که رو و منع از کرم حکیم علی بن
 اجابت دعا است قال سید الشیخ ابو العباس المرسی قدس سره العائمة اذا
 خرفوا خافوا و اذا جرو جوا و العارفون اذا خرفوا رجوا و اذا جرو خافوا گفتند
 نے بشب گفتا نے بیچون و طلب مراتب کمال و خواہش درجات قرب و وصول توہم آن
 کہ در باطن سالک بقیہ ارادہ و خواہش لغش و حب جاہ مانده است و این در تحصیل مقام
 خلاص ثبات پایہ صدق مانع وصول و حصول قبول است قال بعض العارفين من الصوفیاء
 الولی حتی یقطع عنه شہوت الوصول و سخن مشہور است کہ اخر باخبر من داس
 الشہد یقین حب الجاہ ای الجاہ عندہ و احتذار و استغفار بر آمدہ میگوید کہ طالب
 این نعمت و خواہش این کمال نہ در صورتہا بر وجه انہا و دستہا کہ ظہور و بروز
 آثار و انوار از خوارق و کرامات و دلائل و امارات قرب عالم را دیگر و دشوار تلقین
 کرد و چنانکہ قطاب دارکان و ولایت و اکابر و واسطین ملک ملت را میباشند و مقام
 اولیا عشرت است بلکہ نہان از چشم اغیار در اول شب تا کہ محل خلوت و محمول شکر
 است و محبتش بوصول مشرف و مخلص گردانند کہ لیس من ثبت تخلیصہ کن ثبت
 تخصیصہ و اگر عنایت کنند و بخصوصیت و ولایت نیز مخصوص گردانند مستور قباہی
 عزت و وحدت دارند کہ تا بحکس بنمید و ندانند جز دوست و با کسے کہ محرم باشد چنانکہ
 حال اولیا عزت است و پایہ محرم بر آن در میان آوریم کہ کہ محرم است و در
 غیریت و بعضی از عرفا سے اہل انش کلمہ غیر را در اولیا سے تحت قباہی لایعزم ہم غیر
 بر صیغہ نسبت خوانند اند تا بر یکا کخان نامحرمان بہر و نند و یکا کخان و محرمان درو
 مانند بللی عرف الی الی راست آمد و بعضی گویند و لے ایجا نیز از اسمای حسنی الی
 است فافہم ایجا نیز گفت نے یا از جہتہ ناز و نخوت و کانا نیدن جان محبت و است
 بنامی ہی ہی و طلب مزید جد و اجتهاد از و یا بچہ آنکہ مرتبہ شہودات و محبت ذاتی

بالائز ان است که ایجا توفیق و تقدیر زمان روز و شب که لیس عند الصبح و لایق
 و شتهار و عدم شتهار و وجود و عدم خلق گنج و کشته باشد قال بعض العارفين من الظهور
 الخیر الطهور من اراد بخفار فهو عبد مخفار و عبد العدم سوار علیه انظر او حتى ع گفتیم که بجزئی تو
 میدانی هیچ + چون راه مطلوب بر بسته شد و از هر در که درآمد راه ندادند و بجزئی منع
 و رو و استبعاد نیاوردند بے اختیار و بی طاقت شد و زبان بشکوه محبت بکشد که
 بحکم الیک الشکک و بک المستغاث باین زبان در دل بگوید شاید که هربان شود یعنی
 صفت تو همه بود و کرم و اجابت و قبول لطف هربانی است و این همه استغاثه و بی نصیبیت
 منصرحه رو کرد و بسیم از طرب گفتا نے + ظاهرا از حال شدت ناز و صلوات محبوبی درون
 و خوشحالی و صفت استغنا همان است که مراد آن باشد که گوید آری هیچ میدانم جز
 این نیست و غنای ذاتی من برین میدارد ترا چه مجال که چیزی بسجولے و سخواهے و سجا
 دارد که بر سر هربانی آمده و لطف و نرے فرموده میگوید که لے چنین نیست که تو میگویی که
 بجزئی هیچ میدانم این لے که گفتیم بظا هر است و در باطن همه هر
 و محبت و لطف و کرم من ترا بیشتر از آن میخواهم که تو . لکن صلوات بجز صلوات حسن و خوبی
 بر این میدارد و نیک گذارد که ازین پایه فرود ایم و آخر محبت یکی است که از دو جا سرچیده
 و همان محبت من که در است همان محبت است و من تغایر محل در تو هم دومی
 انداخته و در هر جانب کیفیت دیگر ظهور نموده و از جانب تو عجز و نیاز و از جانب من غنا
 و ناز و در باطن هر دو نیاز مند یکدیگریم بیست نیاز هے است خویان را با عاشق و یکدیگر
 محتجیب و پرده ناز + سه میل معشوقان بهناست و ستیزه میل عاشق با و در صدد
 و لغیر + و حقیقت ذوق و لذت در همین است اگر همه ناز باشد معنی عاشق و چه دیگر
 و اگر همه نیاز بود معشوق ظهور نپذیرد و نظم ای عاشق ناز از جندان + معشوق نیاز
 مستندان چشم کرم تو عین ناز است + آواز یکدیگر در و در صد نیاز است + و صدی

الی دار السلام نیازست و بیدستی من ایشان را لی صراط مستقیم نماند این چند کلمه بر رسم
 استیصال پیش از نظر در آنچه از باب فضل و کمال نوشته اند در شرح این ریاضی
 در خیال آمد یاران همه مومع و مشغوف با اصطلاحات صوفیه از اهل وجود اند تا قابل
 بکدام جانب است و چه قصد کرده است و در ذوق این فقیر مفهوم مجازی این ریاضی
 که معنی حقیقی است و لذیذ تر و شیرین تر از همه است طیب الله انفاس قایله و این
 مجاز آخر مایه حقیقه و منتهای اوست که درین مرتبه ظهور کرده است و صورت اتمام
 و کمال پذیرفته است شخصی گفته است بیست هر حقیقه که گفته او خواهی بد ظاهر
 اندر مجاز خواهد بود و اینقدر پس است سخن بجای رسیده و سر کشیده است که می گویم
 راز از پرده بیرون نینفتد و الله اعلم

الرسالة السادسة و الهتون السلیة السائل بین المسائل ۳۳

الله و رسوله

مکتوب شریف رسید و احوال معلوم شد و بر سلامت احوال حق شکر گذاری بجای آورده
 احمد مندر حکم کل حال آنکه از باب گریختن از طاعون نوشته اند حکم درین باب
 آنست که از آنجا که دران طاعون افتاده نگریند و با آنجا که هست نروند کلیه نیت
 و سبکساز دران خلاقی نیست و در احادیث صحیح از ان نهی واقع شده پس کتاب
 آن معصیت باشد و از ان که در حدیث صحیح از عایشه رضی الله عنهما واقع شده است
 که آنرا تشبیه بغرار از زحف واده اند ظاهر میشود که گناه کبیره است و اگر احتیاط
 میکند و خیم آرد و که اگر بگریزد نجات مییابد و اگر میماند باک میشود و کافر گردد
 باید دانست که مراد بطاعون درینجا و باست و در ضمن عام و مرگ عام در آنجا
 ذکر همه اقسام شده است و طاعون و وبا یکی است و در قاموس در باب انون
 گفته که الطاعون الوبا و در باب همزه گفته الوبا الطاعون و کل مرض عام

و کذا فی الصحاح و بسیار کتب اللغة یعنی مراد در احادیث از اینجا که بنی از طاعون انتر
 شده است و با مرض عام است و اطبا طاعون را تفسیر کرده اند باده سمیه که پیدا
 می تابد و درم کشنده را اکثر حادث میگرد و در زیر بغل و عقب گوشها و جاناتی هم
 و سبب آن درم ماده ردی است که مستعمل میگرد و بوجوهر سمی که پیدا میگرد و از اینجا
 دم و انصباب الی آخر ما قال الاطبار و طاعون با تفسیر اگر عام گردد نیز داخل
 این حکم است ولیکن مراد در احادیث مرض عام مرگ عام است هر گس که باشد و مخصوص
 باین قسم نیست چنانکه احادیث آن شاهد اند و از سه جهل آنکس که طاعون با تفسیر
 گفته و مخصوص باین دشته و در سایر اقسام و با فتوای بخصت قرار داده بلکه آنرا
 واجب دانسته و گفته که اگر نه بر آید بکفر میکشد و این شخص بهر تقدیر عاصی است و اگر
 بر آید بحکم احادیث صحیح و روایات نصیه و اگر نه بر آید بقبول خود میگوید بر آمدن واجب
 است و ترک واجب عصیان است و در نهایت جزئی گفته که الطاعون مرض عام
 یحدث من فساد الهوی پو شیده نماید که قول بحدوث آن لغضا و هوا ظاهر است
 و خالی از فساد میست چه در یک لایت و یک شهر و یک محله و یک خانه بعضی سلا
 میمانند و بعضی هلاک میشوند با وجود عدم معاجزه و تدبیر و فساد هوا مشترک است بمیان
 و گاه پیدا میشود در بلاد که صح است هوای آن طیب است ما آن و نیز اگر لغضا و هوا
 بود و هرگز از دو زمین منقطع نکشته چه در هیچ زمانی بعضی بلاد از فساد هوا خالی
 و گاهی جماعه و اعراض میگرد و در کفر آنها صح است از دیگران و نیز اگر لغضا و هوا بود
 تمام بدن در گرفته و مخصوص موضع دریدن بنوعی با جمله وجود آن در تحت نظر
 قیاس در منی آید پس حق است که گویند محض قدرت قادر مختار است و عدالت
 که بر بندگان خود بر او ابتلا و امتحان میفرستد تا صبر کنند و امتثال امر نمایند یا بیصبر
 نمایند و معصیت و در نزد خلق الموت و الحیوة لیبلوکم و انکم احسن عدلا

چنانکه در حدیث آمده الطاعون رجز ارسل علی طائفة من بنی اسرائیل او علی من
 کان قبلكم فاذا ممتعتهم فلا یذولوا علیه و اذا وقع بارض و انتم فیها فلا تخرجوا منها فراراً منه
 و در حدیث دیگر آمده الطاعون شهادة الكتل سلم و غیر ذلك من الاحادیث و متکلفند
 مخالفان گاهی بقول وی سبحانه است و کما تلقوا یا ایدیکم الی التمهلة و اینها
 مرصع مواقع تهلمه راوشک نیست که ایستادن در مواقع طاعون سبب تقاضا
 در تهلمه است و این سخن بعد از ورود وی از قرار بعد از وقوع طاعون چیزی نیست
 اگر نهی در آیت کریمه عام است و ایستادن در طاعون از افراد ایستادن در تهلمه است
 و نهی از فرار مخصوص آن عام است و اگر نه از افراد است خارج است و ظاهراً نهی است
 و دخل در بلد یک طاعون در آن واقع است القای نفس در تهلمه است فافهم و گاهی متکلف
 کنند و قیاس نمایند از اجود آمدن مخانه که در وی آتش گرفته است یا از اسحت که
 غالب ظن در آن افتادن خانه است یا گریختن از تحت جدار مار مل گویند که درین
 موضع بر آمدن و گریختن آمده است و گریختن از طاعون مثل آنست فاین متکلف
 فاسد است چه آن از قبیل اسباب عارض است و این اسباب و همی است و اگر ادعا
 کنند که ما تجربه کرده ایم که هر که بر آید سلامت ماند کلیت این ممنوع بلکه اکثر نیز
 مسموع نیست اگر باشد همچون در سخن فیه نهی واقع شده و این قیاس من مقابله نفس
 است و دران مواد نهی از قرار نیست بلکه امر است بدان و اقوی شبهه است که بیست
 من القرف التلبع است و این متکلف نیز باطل است چه آن از قبیل تطهیر و شستن
 نه فرار از طاعون بعد از دخول آن تفصیل این سخن آنست که در مشکات از جین بن
 عبد الله بن جبیر یفتح موصده و کسر جمله بر وزن فیه از حدیث ابی داود آورده که گفت
 یخبر وادرا کس شئنا از فزوة یفتح فاوسکون طار بن مسیب بن مهران جمله و آخر خان
 بر صیغه تصغیر که میگفت لغتم یا رسول الله نزد ما زمینی است که او را این گویند زمین

قرین است بجناب بحراللیل و آن زمین در ولایت که زراعت خراجی سال غله است که سر
 اهل عیال خود از آنجا طعام می آریم ولیکن وبامی می سخت است پس فرمود آنحضرت صلوات
 علیه و سلم بگذار از آن را دور دار آنرا زود زبره که از قرف تلف نیز آید و قرف بفتح قاف و راز
 بلاد است در دو بیگار و مفارقت با او زمین تب آرنده پس اینم در شکایت کرد از وقوع و باران
 زمین و فرمود آنحضرت که بگذار از آن که وقوع و با او بیگار همک است از آن اجتناب باید کرد و این
 تمام نیست زیرا که وی تطییر و تشارم کرد پس نصحت داد آنحضرت نظر بضعف طالب و خوف از وقوع
 در ورطه شرک حقی و خروج از آن و ترک سکونت در آن ندانگد با واقع شد در آن و بعد از
 وقوع تجویز فرار و خروج از آن کرد و سخن در اینجا است که چون شهید در زمین واقع شود در
 بیرون نیاید از آن و وظیفه در پایش از وقوع احتراز و اجتناب است و بعد از وقوع صبر و رضا
 و تضرع و دعا بدلیل احادیث صحیحہ مذکورہ در صحاح و منہج و منی از فرار و ترخیص است بر صبر و
 ثبات و حکم شهادت لهذا این حدیث در باب طایفه و حال آوردند و طاعون و وبا و اعتیاد شوم
 در زمین و زن و اسب در بعضی احادیث وقوع یافته است و این حدیث از آن جمله است و بعضی
 گفته اند تطییر و تشارم هیچ جا معتبر نیست و منصفی است و آنکه در بعضی احادیث ظاهر میشود
 مراد آنست که اگر شوم طیب بود و امکان میداشت در این چیز می بود بطریق قول آنحضرت صلوات
 علیه و سلم لو کان شیء سابق القدر بسبعة لعین ولیکن وجود ندارد درین اشیاء و در صحاح
 و بعضی گفته اند که شوم در مرآة آنست که ناسازگار و بدخلق و نازا زاینده بود و در سر آنکه
 سنگ بود و بد همسایه و بد هم او در اسب که گران بها و حرون باشد نه آنکه شوم یعنی بد شکون
 بود و گویا میگوید اگر باشد یکی از شماره اسب می که گروه می پذیرد و صحبت او را یا یکی خوا
 ندار و آنرا باید که مفارقت کند از آن و از آن انتقال نماید و طلاق دهد زن را و لغو شود
 همه آن تا بر و از روی کراهت کذا فی الشرح لسنن ابن ماجه معلوم شد که این حدیث در جاد است
 تا آنکه گفته اند که این حدیث قرف و تلف ابله و ذلت معارض منی شود با حدیث دیگر

کہ در صحیحین بخیر ما واقع شده و گفته اند کہ فرودہ بن مسیک روایت کردہ شدہ است از وہی
 کہ یک حدیث یاد حدیث و آن نیز از مروی مجہولست کہ شناختہ نشدہ است نام وی نیز از مجہول
 نیست کہ چلیخے بن عبد اللہ بن محمد ہے یا نہ در کلام بروضتہ الاحباب کہ در اواخر کتاب در تفسیر
 درین حدیث تکرار کردہ غلطی و خطی واقع شدہ ہے فقہ بر عبد اللہ علم دیگر نوشتہ بودہ اند کہ طعام
 نوشہ کہ ہمراہ میت میفرستند آنرا توان خورد یا نہ کلیتہ درین باب آنست کہ صدقہ حق
 فقیرست اگر گنجینہ اند کہ صدقہ نقل اختیار نیز جایز ہے اما فتویٰ درین باب بر آنست
 اما طعامیکہ بخانہ میت میفرستند مخصوص باہل میتست کہ مصیبت نرفہ شدہ اند و
 آنرا بطریق ضیافت میفرستند ظاہر آنست کہ جایز باشد و بعضی گفته اند تا سہ روز مخصوص
 باہل میت ہے دیگر مرقوم بود کہ شخصی وصیت کرد کہ بعد از من بروح من جلو او مان
 پنجمہ صلیما بخورازند درین مادہ ہرچہ بر لازم آید یا نہ این جزئی در کلی وصیت داخل است
 و وصیت علی العموم و علی الاطلاق جائز ہے و در کتاب مطالب المؤمنین فصلی ہے
 بر آرا این نوشتہ اند و گفته فصل فی الوصیۃ بعد الطعام سئل ابو جعفر رحمہ اللہ عن
 اوصی بان یتخذوا طعاما بعد وفاتہ و یطعمون الذین یحیضون التغزیۃ قلنا بخیر من
 اشکت للذین یطول کثرتهم حضروا من مکان بعید والغنۃ والفقیر فی ذلک سوا
 ولا یل للذین لا یطول کثرتهم ولا یبعد مکانہم ولا اللناجیہ ونحوہ فی جوامع لعلکہ انتہی این
 تفصیل بطول کث و بعد مکان ظاہر اجماع آنست کہ گفت الذین یحیضون التغزیۃ
 این مرد و چون ذکر صلیما کردہ ہر کہ باشد بخورد ہر تقدیر صحت و وصیت با طعام از پنجا
 مفہوم شدہ و اگر خطبان بچہ آنست کہ گفت بروح من بعض مردم میگویند کہ طعامیکہ بنام
 یا بروح کہ میگویند مکروہ ہے و اگر بلفظ بروح من اینچنین قصد کردہ باشد کہ صلیما بخورد
 اما صواب آن بروح من برسد و خورد و در دو وجہ لازم آید و فی صدقہ الاحیاء از
 الاموات نفع ہم و بہین ہے حکم آنچہ در دیا و متعارف شدہ ہے کہ بروح بزرگ طعام

می بزند که مردم بخورند و ثواب آن بروج ان بزرگ برسد اگر بلفظ تصدق گفته مخصوص
 بفقرا باشد و اگر لعنوا ن ضیافت کرده همه بخورند و اگر بدلیل قطع ثابت گردد که این لفظ آن
 خوب نیست اگر چه معنی آن صحیح است آن دیگر است این لفظ یعنی باید گفت دیگر مردم بود
 که از احادیث معلوم میشود که عامه در کفن نیست و در کتب فقیریه قیل و قال بسیار است درین باب
 تحقیق حدیث بر علم شریف روشن است که زیاده عامه است آن بعضی متاخرین است
 تا ماخذ آن چه باشد و در شرح ابوالکلام میگوید و هم در سخن عمر رضی الله عنه و ماخذ
 مالک احادیث که از وی مفهوم میشود که عامه نبود ظاهر این حدیث است که کفن رسول
 صلی الله علیه و سلم نه ثلثه اثواب ثانیة یعنی سحلیه من کرسف لیس فیها قتیص و عامه
 و تاویل این حدیث نزدیک است که قایل اند لجامه است که نبود در آن ثلثه اثواب
 قتیص و عامه بلکه زیاده بر آن بود پس مجموع جنس بودند آنکه اصلا داخل کفن نبود دیگر
 نوشته اند که پیچ روایت یا حدیث در ماده جواب نامه که برای میت می نویسند و بر سینه و کمر
 می بندند بنظر در آمده است در حدیث خود هیچ جا در نظر نیامده ولیکن در بعضی کتب که
 جامع روایات قوی و ضعیف اند مثل مفتاح الجنان و غیره روایتی است که در کتب
 نقل از کفایه شعبی چیزی گفته که مناسبت با می عالم دارد و قال حکم عن بعض المتقدمین
 انه اوصی الی ابنه و قال اتممت عملت فاکتب علی جبهته و صدره بسم الله الرحمن الرحیم
 قال فعملت ذلك و رایت فی المنام و سالته عن حاله فقال الما وضعین فی القبر جا
 ملائکه العذاب فلما اذکتوا با علی جبهته و صدره بسم الله الرحمن الرحیم قالوا اتممت
 من العذاب و انکه نوشته اند که هر که شب جمعه یا روز جمعه را از عذاب قبر با مومن است
 یا مخصوص همین روز و شب است یا تا وقت حشر این بشارت مخصوص من است این
 است یا کفره هم شریکانه و آن پوشیده نماند که در مشکوٰۃ این حدیث مذکور است
 عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ما من مسلم يموت يوم الجمعة

اولیة الجہد وقاہ الحدیث القبر رواہ احمد والترمذی قال ہذا حدیث غریب لیس سنادہ
 بمتصل سیوطی نیز در جمع الجوامع از احمد و بیہقی و از شیراز سے در القاب و از ابن عمر از ابن
 در علیہ از جابر آوردہ کہ کسی دیر در جمعہ خلاص گردد از عذاب قبر و بیاید در روز قیامت
 و حال آنکہ برویت ہر شہیدان ظاہر این احادیث در دوام است و اللہ علم و چون
 در حدیث ما سن سلم واقع شدہ کا نقل از ان خارج خواهند بود و ذلک ظاہر گفتہ اند کہ کلمہ
 در اولیة الجہد بر اتونیم است یا شک و است ظاہر تفریح است و اللہ علم و نوشتہ اند
 کہ شخصی گفت کہ عمل ما بر قرآن و حدیث نیست عمل ما برفقہ است بر وجہ لازم آید اگر این شخص
 این سخن بطریق تحفای قرآن احادیث و اسقاط آنها از درجہ اعتبار و تعظیم و ترجیح رفقہ
 گفتہ است کافر و مرتد میگردد و اگر با تمنیہ میگوید کہ اصل خود قرآن و حدیث است و
 مجتہدین تطبیق آیات و احادیث بیکدیگر کردہ و ناخ از منہ سخن شناختہ گفتہ و تا ویست
 کردہ اند و بالضرورت تعلیم مجتہدان میکنیم و قدرت آن نداریم کہ ہتبط احکام و شرع
 از کتاب و سنت کنیم و بر چیزے قرار دہیم ما ضرورت است کہ اتباع روایات کہ از امامی کہ
 تقلید آن کردہ ایم گفتہ و وجہ دارد فاسلو اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون این جواب حاجت
 الوقت در وقت کتب نوشت اگر خطای رفتہ باشد اصلاح نمایند و اللہ علم ۛ

الرسالۃ السابغۃ والستون وجدان البر و باسٹھام الورد

اللہ و رسولہ

س ز نسیم جان فرایت دل مرده زنده گردد + ز کلام با معنی امی گل کہ چنین بخش است
 حق جل و علا و باغ وقت و شامہ حال ایشان را بنام عینیت و شامیم کرامت روح
 گرم خود تازہ و معطر وارد و بمطالعہ کتاب فتوح الغیب کہ کلام کرامت نظام حضرت عیسیٰ
 الثقلین است رضی اللہ عنہ و این حقیر سعادت شرح آن توفیق یافته است وقت
 خوشی است و تقریبے در اینجا این بیت مذکور بود بہت عکس فی توجہ در آئینہ جا

افتاد + عارف از خنده می در طمع خام افتاد + و در ذوق دریافت مضمون این بیت
 بود که در اذامی و خنده وی صیبت و از جام و افتاد و عکس می محبوب و افتاد و عارف
 و طمع خام چه که بناگاه این گلهها که فرستاده بودند رسید و گل و گل بر دو جمع شده و نطق
 افزاوستی بخش وقت شد ایام بهار است و سودا چون در جوش و شورش باطن در کاف
 در گوشه خانه و زادیه غربت در سر و دست شاید که اگر غلبه پذیرد و تکلیف از میان برفتد
 و بیرون نیز افتد اکنون خود در پرده است تا که عم دل گفته ام در خانه باد یوار تا
 خواهم ز داز بیطاقته فریاد در بازار نامه ادب و انگیز است و گرنه عشق و واقعه طلب است
 تا چه شود و بچینه بیطاقته موافق وقت این سخنان از زبان آمدن معذور خواهند داشت
 و اگر ذوق دریافت معنی بیت مذکور دارند آنچه بالفعل بدیهه در حوصله وقت می گنجد
 نیست که مراد بجام دل عارف باشد که محل تجلی ذات حق است و با معنی آینه را بر آینه
 آن استعاره کرده و افتاد و عکس می کنایت از تجلی حق است و تجلی چون بصورت
 روح عارف واقع شود موجب فرقه و محل اشتباه است که درین هنگام خود را عین حق
 میابد و در توهم افتاد می افتد و طمع خام اشارت بدان کرده چنانکه گفته است رقت
 از جلاج و رقت انحر و تشار کلا و تشار به لای و کاناها می خمر و لاقح و کاناها می قحج کاکر
 رامعی از صفائی می و لطافت جام + بهم آنجست رنگ جام بدم + همه جام است
 نیست گویی می + یاد است نیست گویی جام + یعنی متحد آمد و یک جز نبود و وجود تیز
 از میان برخاست و این مقتضای حال سکر و بیهوشی است و حق معرفت است که
 بدانند و دیگر است و جام دیگر آن ظاهر است و این نظر و این مقام توحید شهود است
 که غلبه حال استغرق محبت چنین می نماید و آنکه توحید وجود میگوید همه
 یک میبندند حقیقه و اندر علم حقیقه احمال قال بعض المسلمین العارفين
 التوحید شهودی لا وجودی و هو المهدی الاسلام

الرسالة الثامنة والستون جمع الكلمات العارفين من اهل صدق ودين

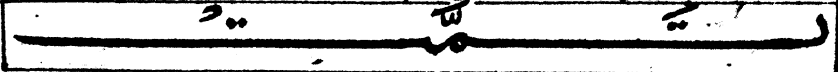
العدد ورسوله

بعضه کلمات مشایخ در نظر آمده که در سلوک طریق حق نافع بود اگر چه این حقیر را در آن
 چیز تخریب و تعبیر و تفسیر نصیبی نبود ولیکن بتوقع اجر کتاب آن اقدام بر آن نمود و خود
 حال اکثر توالیف برین منوال است و جز حکم خاتم بندی پیش ندارد و مقصود نفع خلق
 و ذوق وقت است قایل هر که باشد بگویند گوید و بسین که میگوید ای عزیز بغیر حق چنانچه
 نه کنی تا پشیمان نه شوی از حق خافل مباش تا شیطان بر تو راه نه یابد هیچ مغرور
 مباش تا پلک نگریدی دل را از غیر حق خالی کن تا راحت یابی در کار حق باش تا
 کار تو ساخته گردد و در دنیا اهتمام اندک کن تا کفایت پیدا آید در دنیا دل کبسی بلند
 نماید از زدنگردی کسی را عجیب منکر تا عجیب مبتلا نگردی و در تنگبها صبر کن تا فراقی
 مروی بنماید از همه نومید شوی تا امید بر آید ریاضت تا خلاص یابی کار با خلاص کن تا در دعا
 جزایابی دنیا خواه تا دولت تباها نگردد قناعت در زنا از محنت برسی آزار کسی مخواه
 تا آزرده نه شوی کینه بر کسی مبنده تا در کینه نیفتی کسی را تجارت منکر تا خوار نگردی
 از جهت دنیا اندوگین مباش تا پشیمان نه شوی قدر نعمت بر شناس تا از تو
 بازنه ستانند از همه جدالی کن تا بحق النس یابی عزم فرود مخور تا اهل کوتاه نشود اگر
 بسیار یاد کن تا دل بد دنیا مشغول نگردد و ترک گناه کن اگر نعمت حلال میخواهی توقع
 او کنی کن تا غرت یابی فروتنی کن تا بر بزرگی برسی در خود مبین تا فرو نیفتی
 از خلق غرت گیر تا بحق النس یابی شکر حق بجا آر اگر نعمت دین و دنیا میخواهی ایسر
 مباش تا امان یابی با حق باش اگر عیش جاودان خواهی خدمت بزرگان کن
 تا بر بزرگی برسی صبر پیش گیر اگر عافیت خواهی خود را بحق سپار تا پشیمان
 دست بردارن صاحب دلان زن اگر دولت خواهی آهسته رو تا مانده نه شوی خدا را

پنج قدر منته تا بقدر گردی اذابل دنیا برهنه کن تا اول تاریک شود قناعت کن تا
 تو نگر گردی بهمت کن تا قیمت بنفشه زاید بر حرفت کس دست منته ماخوذنه گردی
 رفیق از حق بین تا خوزه نشوی حریص مباش تا خوار نگردی کردا خود را قیمت منته تا
 با قیمت گردی در کس بد بین اگر معرفت داری از همه غلبه شو تا محبت یابی بدر بش
 تا در بکشاید در بند خیزه بمشکل تا آزاد شوی صدق طلب کن تا راحت یابی محبت
 بخا هد از تا محروم نگردی سودای کن تا در آن سود کنی خشم فرو خد تا راحت یابی
 مسکین باش تا مقبول شوی کار با خلاص کن تا عاقبت پشیمان نشوی اگر در کار
 کار دیگری کن و اگر بیکاری فارغ نشین با همه نرس کن تا از دشمنان خلاص گوی
 بار همه کشت تا محشتم گردی بر زیر درستان شفقت کن تا رمانی یابی آهسته که پیش گیر تا
 شیطان بر تو ظفر نیابد دل بدست آرتا خنود می حق یابی بسودا اندک پسند کن
 تا عیش بر تو منع نگردد و با همه آسانی کن تا برهسی دیگر انرا از خود بهتر دان تا از خود
 خلاص یابی در شتی بگذرتا در همه دشمن نشوی یا همه باش اگر مردی انصاف از خود
 طلب کن اگر جو امر می حق را یاد کن تا اول میران نگرود در ماندگان مراد ریاب تا
 در نه مانی افتادگان اگذا تا در نفعی سوی دنیا بین تا کوز نگردی جز حق بیندیش
 اگر طامی خلاف ترک ده تا سلامت مانی از حکم خدا سرتاب تا ماهی نشوی افتادگان را
 در یاب تا در تکیه پایا بر سر نشین تا تباوه نگردی ترک لذت گیر تا لذت خواهی انصاف خود بد تا
 ستمکار نگردی آن کار کن که حق پسند و آن پسند که حق کند با کس ستمیز نا کمینه بر بی آنکس
 با تو بدی کند تو با او نیکن کن تا قدر بنفشه زاید برایش تا در خانه دزد نیابد با چندان برگر که
 رساند بقافله رو که راهزن بسیار اند همراهِ طلب کن که دشمنان در راه اند سر برین در نه تا بر سر
 نخوری سر بیگن تا جنگ خیزد یکا کن تا تمام شود خود خواه مباش تا محروم نشوی دوستی
 آن به که خدایا باشد خوگی از سر بنده تا بر سر نخوری با خود کس من تا عزیز مانی بنزد کسی بر سر

نور

مکن تا خوار نگردی در دریا فرو شوئی گوهر یابی جان زار باز اگر صادقی تیر ملاز بدت شود اگر دوستی تو
 خدایی بر طلب کن تا بره شوی اگر عاشقی یک سودا کن تا سوگینی خود زده باشی تا خوار نباشی ^{کنند}
 بیپوه از دل دور کن تا پریشان نشوی خود پسند باشی تا پسند شوی در مالایینه مشغول تا میان کنی
 گفت را شنو با شت تا استوارمانی نفس را سهار مدار که در و غلو هست پناه بحق جو تا خلاص یابی بیج
 کس مکن تا عاقبت نیند پناه حق گیر تا از شیطان برهی وقت در یاب اگر صراغی نقد را پاش
 تا غلامی طمع از دل بردار تا محتاج نگردی حاجت بجز حق مدار حاجت بر آید باکم شدگان ^{کنند}
 مگر که گم شوی پاس انفاس دار اگر بیداری لها را در یاب اگر میاری بضاعتی خرید کن که حق
 خرید از آن همه حال بار ب باش تا ره یابی یاد دوست چندان کن تا خود را فراموش کنی ^{کافی}
 باندیشه کن تا در زیان ضیعی از حق شرم دار تا در گنه نیفتی از حق یاری خواه تا نصرت یابی ^{کافی}
 امروز بفرود احوالت مکن تا بحسرت نمائی وقت کار در یاب تا کار تو ساخته گردد و سر هر چیز ^{کافی}
 نگاهدار تا در فتنه نیفتی بر یکا رنگ از درون گذار اگر غیرت و آداب سو حق گیر تا از دشمن خلاص
 یابی دل بهر اندیشه مبتلا مکن تا در نمائی یک همت کن تا جمعیت یابی علم نادانی بخواجه اگر دانای ^{کافی}
 خود را انگ از تا اگر گردی شب بیدار باش تا بوی محبت یابی نفس در کار دار تا تراد کار زندار ^{کافی}
 در د حاصل کن تا در مان یابی دست از گدائی مدار اگر چه گنجا دار از عیب مان چشم بپوش عیب ^{کافی}
 مشاهده کنی رنج بادی اختیار کن تا بر عیبی بر از خود با کس مگو تا گنج هزار گردی زیان کس نیند ^{کافی}
 اگر سود خواهی بیکس باش تا بیکس نشوی بجزو باش چون با حق بشی صحبت با نیکان کن
 تا در نمائی از همه میگانه شود اگر یگانه خاموش باش تا بری کار خود پنهان دار تا قیمت گیر ^{کافی}
 خدا آشنائی کن تا عاقبت سود کنی با هیچ چیز قرار گیر اگر محبت داری سود و زیان خود
 نیندانی از آن سبب پریشانی دل بدست آر اگر میتوانی خود را بجای برتر با بجا بری خود ^{کافی}
 خوردان اگر چه دریایی با گدایان بشین اگر چه بادشاهی وصله الله علی خیر خلقه محمد ^{کافی}



تمت

این دور قوه عمل که از دستخط خاص حضرت شیخ اجل محدث دهلوی قدس سره بنظر رسیدہ بود
بر عایت نسخه مکتوبات تبرکاً و تیسماً درینجا ثبت کرده شد ۴

مکتوب شخصت ۶۹ و نهم

عاقبت بخیر باد ہر چند میخوانم کہ چه چیز بآن دل بند بنویسم حیران میشوم کہ
چہ نویسم جز دعای خیر دارین کہ نصیب باد احوال این فقیر بچنان است کہ
معلوم ایشان است و محمل آن اینست کہ احمد بعد علی کل حالی و لغو و باسہ
من حال اہل النار تغیرات و تبدیلات کہ در احوال خلق حادث است معلوم
شریف است - آرزو میکردم کہ کاشیکہ اینقدر کہ در تہا نیسر بودند اگر چند
در دے ہم سے بودند چہ سے شد و چہ لازم سے آمد خیریت شما مطلوب است
ہر جا کہ بشید از جانب میان نواز الحق ہم خطہا سے آید کہ جامع شکر شوگا
است ۵ زبان یار دل نواز شکر میست یا شکایت چہ شکر از
حق است و از نفس خود شکایت ۶ اللہم لک الحمد و الیک الملتک و بک
المستغاث و انت المستعان بارے آنچه متوقع است آن است کہ از دعا
بقای ایمان و حسن عاقبت فارغ و خالی نباشند و العاقبتہ باخیر

مکتوب مفتی مدام

۵ درو کہ عم کورہ بجاہ افتادہ است بہ معشوق دل مورچہ ماہ افتادہ است
این واقعہ سخت براہ افتادہ است ۶ درویش عشق پادشاہ افتادہ است
چہ گوید و چہ نویسد کہ بزرگان چیزے نگذاشته آمد کہ حاجت بگفتن و نوشتن او

مانده باشد کس باید که آن را بداند و کار بندد بر سر فقیر بارها افتاده است
 که جز دے تقالے آن دشواری نماند آسان کرد و بشتاد و لا تخلتنا
 ما لا طاقة لنا به و اغف عثا و اغفر لنا و ارحمنا انت
 صولا نانا فالصبر ناعلى القوم الكافرين ۵ عاقبت بخیر یا
 یقین آن منہ زند باشد کہ من ترا دوست میدارم و از نیکان مے شمارم
 حق سبحانہ تمامہ نیکی مے دین و دنیا بنقد وقت تو گرداند و عار نیست
 کہ از جمیع آفات و بلیات محفوظ دارا و تجسیم کرامات و برکات محفوظ
 گرداناد و زیادہ برین طاقت نوشتن ندارم شمارا و کار شمارا بخدا سپرم
 والسلام۔ فرزند دل بند بجان پیوند محمد ماسم را فرستادم تا کہ
 چند گاہ دیدہ بحیال و کمال اور روشن گردند۔

متمم خیر

فہرست کتاب المکاتیب و الرسائل الی ارباب الکیال و الفضائل

نمبر	غلط	صحیح	نمبر	غلط	صحیح	نمبر	غلط	صحیح
۳	ساخت	ساخت	۲۲	شرقیہ	مشرقیہ	۴	ما فقرا	با فقرا
۷	صاحب	باصحاب	۲۳	طریق	طریق	۱۸	ہدایات	بہدایات
۸	نواب	نواب	۲۰	آورد	آورد	۱۱	زخم	زخم
۹	الاغتر	والاغترار	۱۶	علم سیتی	علم سیتی	۱۹	کنم	کنیم
۱۰	مجازاۃ	مجازاۃ	۱۱	استاد	استاد	۱	کنم	کنیم
۱۹	خالف	خالف	۱۳	ذکر عیب	ذکر عیب	۱۱	راہ زنی	راہ زنی
۸	تربیتہ	تربیتہ	۲۶	حفظ	حفظ	۱۳	شکر	شکر

صحيح	غلط	تصحیح	صحيح	غلط	تصحیح	صحيح	غلط
غلبه سلطنت	غلبه سلطنت	۱۱ ۸۸	الیس منہ	الیس منہ	۴ ۵۵	واحد علی بن	واحد علی بن
اقتضای	اقتضار	۱۲ ۸۹	از	انہ	۱۹ "	لبیس الخرقہ	لبیس الخرقہ
ظاہر	ظاہر	۱۳ "	تقصہ	فضی	۸ ۵۶	والتر وایہ بتعین	والتر وایہ بتعین
در ترک	در رک	۲۱ ۹۰	و انیسویں کھٹا	والنصیحت الکت	۹ "	الاسم	الاسم
کردہ	گروہ	۳ ۹۱	است	ست	۴ ۵۹	قدما	قدما
باید	باید	۹ ۹۲	برغایب	برغایب	۱۶ "	کہ از حضرت	کہ از حضرت
آبد	آبد	۱۳ "	با انجان	و با انجان	۱۱ ۶۱	نہ برید	نہ برید
رو بقصو	و بقصو	۱۸ "	کیاست	گیاست	۵ ۶۳	و فریب	و فریب
یسر	یسر	۲ ۹۳	حکیم	حکم	۱۶ ۶۲	توان	توان
یسرہ الہ	یسرہ الہ	۵ "	بقضا قدر	بقضا قدر	۱۳ ۶۶	بانظوار	بانظوار
الطاعات	الطاعات	۴ "	و ذالنت	و ذالنت	۱۶ "	باداشت	باداشت
فروع	فروع	۱۵ "	برایشان	پریشان	۱۸ ۶۸	شکر	شکر
اللہ الیہ	اللہ الیہ	۹ ۹۴	جبروت	جبروت	۱۸ ۶۹	فقرا	فقرا
حاضر	حاضر	۱ ۹۵	شرائط	احتیاط	۱۱ ۷۲	ہصلہ	ہصلہ
حصر	حصر	۹ ۹۶	ومی	ومی	۱ ۷۳	ذوقہ	ذوقہ
الاصطبا	الاصطبا	۷ ۹۸	و الحال	و الحال	۲۱ "	تخریم نظر	تخریم نظر
مالوس	مالوس	۱۴ "	قدمی	بس قدمی	۱۸ ۷۴	توجیہات	توجیہات
ششامی	ششامی	۱۸ "	لک	انک	۵ "	خیر	خیر
لذات	لذات	۱۹ "	روزگاری	روزگاری	۱۳ ۸۲	و الرسول	و الرسول
نہ ہمیں	نہ ہمیں	۷ ۹۹	خواہم	خواہم	۲۰ ۸۳	باعدای	باعدای

صحيح	غلط	نمبر	صحيح	غلط	نمبر	صحيح	غلط	نمبر
دقوت	قوت	۱۳۰	زود	رود	۱۳۱	وکار	کار	۹
نعم	ولعم	۱۳۱	وبرفت	برفت	۱۳۲	وحجب	حجب	۱۰
اند	ماند	۱۳۲	منع و	منع	۱۳۳	صدق یا	صدق	۱۱
رسول	الرسول	۱۳۳	منی کند	منی کند	۱۳۴	العاقبة	العاقبة	۱۲
امر	آمر	۱۳۴	دل نه	دل	۱۳۵	حسب عمل	مب عمل	۱۳
تماشاگاه	تماشاه	۱۳۵	کران بنیات	کر بنیات	۱۳۶	جان	جا	۱۴
عداوتی	وعداوتی	۱۳۶	توجه طلب	توجه طلب	۱۳۷	چنانچه	چنانچه	۱۵
فهموده	فهموده	۱۳۷	بتدبیر	بتدبیر	۱۳۸	الباردالی	الباردالی	۱۶
و معارف	و معارف	۱۳۸	عبودیت	عبودیت	۱۳۹	لیسر	لیسر	۱۷
مسئله	مسائل	۱۳۹	العارفین	العارفین	۱۴۰	بان الذین	بان الذین	۱۸
خالده	خالده	۱۴۰	این	این	۱۴۱	کجارت	دقت	۱۹
ک	آنکه	۱۴۱	می فرماید	میفرماید	۱۴۲	ضعیف	ضعیف	۲۰
خلل	خلل	۱۴۲	تدبیر	تدبیر	۱۴۳	الارض	ارض	۲۱
و تمام	تمام	۱۴۳	کرده	کرده	۱۴۴	نیک	نیک	۲۲
بازگردد	بازگردد	۱۴۴	خدمت	خدمت	۱۴۵	عیایتی	عیایتی	۲۳
بی شایسته	بی شایسته	۱۴۵	بجهر	بجهر	۱۴۶	رانند	رانند	۲۴
باز پس	باز پس	۱۴۶	منقح	منقح	۱۴۷	قطری	قطری	۲۵
درده	درده	۱۴۷	مشور	مشور	۱۴۸	ودت	ودت	۲۶
بکند	بکند	۱۴۸	مرکب	مرکب	۱۴۹	برج	برج	۲۷
اتفاق	اتفاق	۱۴۹	ثابت	ثابت	۱۵۰	عبادت	عبادت	۲۸

صحیح	غلط	تصحیح	صحیح	غلط	تصحیح	صحیح	غلط	تصحیح	غلط
زنده	زنده	۳۲۲۵	می‌کردم	می‌کردیم	۱۰ ۱۹۶	آرام	الام	۴ ۱۹۸	
از جامی	از جامی	۱۰	الحاج	الحاج	۲ ۱۹۷	المبتین	مبین	۱۵	
نظامی	تامی	۲۰	مقادیر	مقادیر	۱ ۱۹۹	ورصول	ورصول	۳ ۱۹۹	
خوابم	خوابم	۱۷ ۲۲۶	الاسلام	الاسلام	۱۹ ۲۰۰	مارا	مارا	۱۹ ۱۹۱	
منور	منوره	۵ ۲۲۷	انفتح	انفتح	۴ ۲۰۱	حالی	خالی	۱۵ ۱۹۲	
وکار	کار	۲۲۸	با علامته	با علامته	۵	حاق	حاق	۲۰ ۱۹۳	
باشد	باشند	۱۹	دلال	دلایل	۱۰	قطع	وقطع	۱۱ ۱۹۴	
نسبت فوق	نسبت	۱۰ ۲۲۹	اخرے	اخرے	۱۶ ۲۲۲	وهمان	جهان	۱۲ ۱۹۷	
براه	راه براه	۱۷	دوسعت	دوسعت	۵ ۲۲۳	بنص	نفض	۲۰ ۱۹۸	
تسليم	تسليم	۱۹	العذار	العذار	۸	شراط	شرائط	۳ ۱۹۹	
-	که ماده	۲۱	افضل	ارفضل	۱۴ ۲۰۵	حرز	جزر	۱۱ ۱۸۱	
ذهن	ذهنی	۲ ۲۳۰	استاد	استاد	۲ ۲۱۷	باله	باله	۵ ۱۸۲	
از	ازاز	۹ ۲۳۳	شما	شمار	۳	فروع	فروع	۱۷	
منی	منی	۱۹	که	من که	۱۶ ۲۱۹	وترا	ترا	۶ ۱۸۵	
ارادتی	وارادتی	۱۸	نکسار	نکسار	۷ ۲۱۶	چنانچه	چنانچه	۲۱	
شهر	شهره	۱۹ ۲۳۴	زور	زور	۱۰ ۲۱۷	وفران	فران	۱۱ ۱۸۶	
بغضنا	بغضنا	۹ ۲۳۵	وبیم	بیم	۳ ۲۱۸	الله	الله	۱ ۱۸۹	
توکه	دوکه	۱۹ ۲۳۷	+	ع	۸ ۲۲۰	الله	الله	۵	
فردی	مزدی	۱ ۲۳۹	در طبیعت	در طبیعت	۱۲ ۲۲۲	بذیل	بذیل	۱۰ ۱۹۰	
با ایمان	با ایمان	۲ ۲۴۱	محدود	محدود	۱۶ ۲۲۴	بذیل	بذیل	۴ ۱۹۱	

استاد محترم

صحیح	غلط	تصحیح	صحیح	غلط	تصحیح	صحیح	غلط	تصحیح
عن ملاحظه	عن ملاحظه	۳۲۰۸	ارسلته الی	ارسله الی	۱۵۲۹۹	تدبیر	تدبیر	۱۲۲۴۱
فکما	فلما	۵	یتفقوه	یقفوه	۱۲۴۳	از کفر	از کفر	۲۰۲۴۲
ینسد	وینسد	۶	ظلال	خلال	۳	باب	باب	۱۹۲۴۵
اشیخ	لشیخ	۲۰	یسبح	یسبح	۱۸	دل بطلب	دل طلب	۸۲۴۹
اضطر	اضطرو	۱۱	یناء	بنارو	۷	برزبان	وبرزبان	۵۲۴۷
المشکبرین	المشکبری	۱۳	عدن	وعدن	۱۲۶۴	و ادب زینت	ادب زینت	۷
لا	ولا	۱۲	نسخه	نسخیه	۶	بقا و بعد	بقا لبعده	۱۳
والمساکین	والمساکین	۷	فرغبت	فرغب	۷	مانندان	ماننداره	۲۰۲۴۸
ویقودوا	ویعدوا	۱۹	تشرده	تشرده	۷	بگوید	بگوید	۱۲۵۰
الناس	والتاس	۷	تشف	تشف	۱۲	بصحت	بصحت	۳۲۵۱
"	"	۸	والایمان	الایمان	۲۰	والحسن	الحسن	۱۷
والمجین	المجین	۱۲	صبرتم	صبرتم	۵	کرد	کرکود	۲۲۵۲
للاعتقاد	للاعتبار	۱۵	بشرط	لشرط	۶	می یابد	می باید	۱۳
والاشغال	والاشغال	۱۷	بوجدانه	بوجدانه	۱۳	آن	آنرا	۲۲۵۳
ندعو	تدعو	۲	اشاره	واشاره	۱۷	اذکر الله	اذکر الله	۱۰
مستبرکین	مستبرکین	۱۷	فی حدیث	فی الحدیث	۱۸	و نقصان	نقصان	۱۷
فینا	فیهما	"	انظور	نظور	۴	و صلح	وصلح	۱۳
ینتفع	ینتفع	۱	شاهد	شاهد	۵	از خویش	از	۴
لم یطیعوا	لم یضیعوا	۲	رحمة	رحمة	۱۸	لا ابالی	لا ابالی	۱۷
اطق	احتق	۳	والسادی	السادی	۷	فرماید	فرماند	۵

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
نمایشند	نماید	۱۹	۲۹۸	قضای	قضای	۱۴	۲۹۱
خوردیها	خودیها	۲۱	"	فلاح است	فلاحت	۱۵	"
بومی	جوی	۲	۲۹۹	متوجه	دشوجه	۱۹	"
تصهیرا بود	تصهیرا بود	۳	"	می شنوند	می شنود	۲۱	"
سوفت	توفیق	۴	"	فالی	فال	۵	۲۹۲
بود که ذوق	بود درین	۱۹	"	جرماً	جرماً	۱۴	۲۹۳
نوعت درین	"	"	"	برای وصل	برای وصل	۸	۲۹۴
وقت است	وقت	"	"	پیرایه	"	"	"
دست هر	"	۲۱	"	در وقت	"	"	"
باشد	باشند	۱	۳۰۰	کوزد کاملی بود	"	"	"
راست است	راست است	۸	"	مالک است	"	"	"
نظر که تالی	نظر که تالی	۱۵	"	نفس خود	"	"	"
و دراز	و دراز	"	"	بظهور	و ظهور	۱۳	"
بگزارند	بگزارند	۱۹	"	کناره	کناره	۲۰	"
زنگینی	زنگینی	۲۰	"	دامن	دامن	۸	۲۹۵
ذوق	ذوق	۸	۳۰۱	تفضیله	تفضیله	۱۰	"
کار	کار	۱۸	"	خوش	خوش	۱۵	"
بیا حسن	بیا حسن	۹	۳۰۲	الکون کوان	کوان	۱۴	"
جای خود	جای	۱۰	"	خودرا	و خودرا	۱۹	"
بنویسند	بنویسند	۱۸	۳۰۵	صبر	چه	۴۳	۲۹۶
				بجانب حق	بجانب	۱۱	۲۹۸

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
۱۹	۳۵	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۲۰	۳۵	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۱۶	۳۰	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۳	۳۰	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۱۳	۳۰	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۵	۳۱	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۳	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱

خاصۃ لطبع

بمن توفیق حضرت حق سبحانہ این کتاب مستطاب منظور نظر اولی الایباب یعنی مجموعہ مکتوبات شریف سند المحدثین سید المحققین ذریعہ العارفین قدوۃ الکاملین برگزیدہ جناب باری حضرت شیخ اجل ابوالمجد عبدالحق محدث دہلوی البخاری قدس اندسہ شتہ شتہ حضرت دہشت سہ کہ ہر ایک ازان کتابی ست حاوی مسائل شریعت و جامع فوائد طریقت حسب فرمایش مولانا و بفضل اولئنا مولوی محمد انوار الحق صاحب حتی میرٹھی بزرگدہشتی راہبوتانہ سلمہ اللہ تعالیٰ در مطبع مجتہدانی محستہ نعلی واقع دہلی بزبورخت تمام محلی شتہ مطبوعہ البان بزرگ

اشتمار

یہ کتاب بلوچ ایکٹ ۱۹۰۷ء و نجیم شدہ ۱۸۶۷ء سے درج رجسٹر ہو گئے ہے کوئی صاحب بدون اجازت حق تصدیع نفع نہیں کرے۔
 المشہور
 مولانا ابو سعید محمد والدہ

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ پوہ یہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کونجی پانچ

جامعہ

۱۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔
۲۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔
۳۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۴۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۵۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۶۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۷۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۸۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۹۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

۱۰۔ اس کے لئے اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے طالب علموں کو داخل کرنا چاہئے۔

